اصحابِ رسول ﷺ کے
ایمان افروز واقعات

www.KitaboSunnat.com

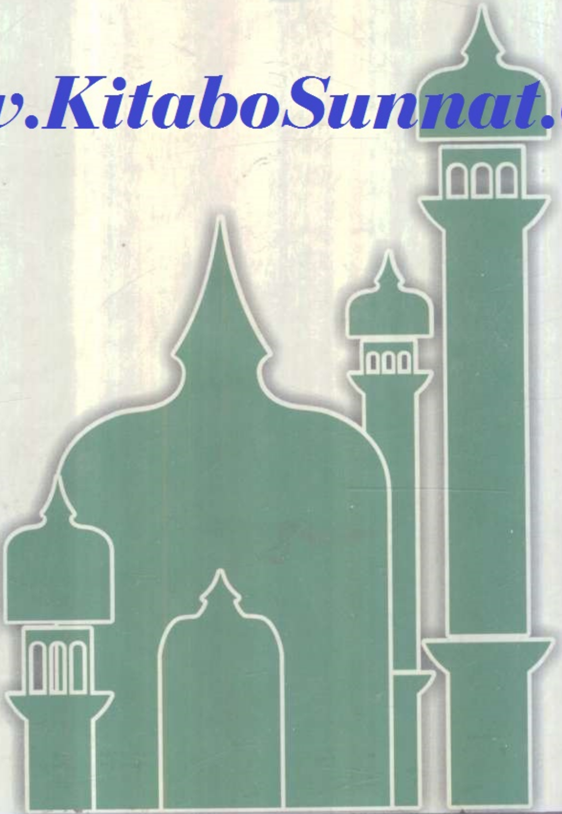

خالد سراج

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

MFN 3329

24965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحابِ رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات

مرتبہ: خالد سراج

www.KitaboSunnat.com

علم دوست پبلیکیشنز

25 سی لوئر مال لاہور۔ فون: 7325418

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سب سے بڑا ہے

ناشر: خالد ڈوگر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب :	اصحابِ رسولؐ کے ایمان افروز واقعات
مرتبہ :	خالد سراج
مطبع :	میٹرو پرنٹرز' لاہور
قیمت :	-/90 روپے

علم دوست پبلیکیشنز
CELL: 0300-4325121

ڈسٹری بیوٹرز: دُعا پبلی کیشنز
25 سی لوئر مال لاہور۔ فون: 7325418

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24965

فہرست مضامین

- سب سے پہلے نبی اکرمؐ پر ایمان لانے والے۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ 7
- حضرت ابوبکرؓ کو ''صدیق'' کا لقب عطا ہوتا ہے 8
- حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم 8
- علم و فضل میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام 9
- آپؐ کے رفیقِ سفر ـــــ ابوبکرؓ اور کوہِ ثور 11
- حضرت ابوبکر صدیقؓ۔۔۔ سب سے زیادہ بہادر 12
- دُنیا کی جنگی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ 13
- حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اور اُن کی شہادت کا واقعہ 16
- یہ سر پر کلغی لگائے کون ہے؟ 18
- شہادت 18
- عمرِ فاروقؓ کا اسلام لانا 20
- حضرت عمرِ فاروقؓ کے بعض خصوصی فضائل 20
- فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کا واقعہ 23
- فرشتے حضرت عثمانؓ سے حیا کرتے 26
- فرمانِ رسولؐ ! اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں 27
- حضرت علیؓ کے ہاتھوں عمرو بن عَبد وَد کے قتل کا واقعہ 29
- حضرت علیؓ قاضی کے سامنے پیش ہوتے ہیں 31
- حضرت سلمانؓ کی تجویز 34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- جب حضرت سلمان فارسیؓ کو گورنری ملی 35
- شہیدِ ناز عبداللہؓ ذوالبجادین 38
- حضرت بلالؓ کی زبان پر اَحد اَحد کا کلمہ جاری رہتا ہے 41
- اور پھر حضرت عمرؓ کی ہچکی بندھ گئی 45
- حواریٔ رسول اللہؐ کے قاتل کو حضرت علیؓ نے جہنم کی بشارت دی 47
- حضرت مصعبؓ بن عمیر ——— پرچمِ اسلام بلند رکھنے والے صحابی 50
- ابوعبیدہ بن الجراحؓ 53
- شام کی سپہ سالاری 54
- جب شام میں طاعون کی وباء پھیلی 55
- عمیرؓ مکہ سے محمدؐ کو قتل کرنے جاتے ہیں اور مسلمان ہو کر لوٹتے ہیں 57
- حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کے سَر کا بوسہ لیتے ہیں 59
- حضرت زبیرؓ کی شجاعت کا ایک واقعہ 61
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھوک برداشت کرنے کا واقعہ 64
- حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کا اسلام لانے کا واقعہ 66
- حضرت خالدؓ بن ولید اہلِ حیرہ کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں 68
- تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے؟ 69
- حضرت عمروؓ بن جموح کے اسلام لانے کا واقعہ 73
- عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا 1ھ 78
- حضرت صہیب رومیؓ اور ہجرت کی دشواریاں 80
- حضرت عیاشؓ 81
- ایثار وقربانی کے عجیب نمونے 83
- روانگی اور فضیلت مرتضویؓ 85
- حضرت ابوسفیانؓ کے اسلام لانے کا واقعہ 87
- ابوذر غفاریؓ 91

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سُوید بن صامت 94
- ایاس بن معاذ 95
- طُفیل بن عمرو دوسی 96
- ضِماد اَزدی 98
- جب حضرت سعیدؓ بن عامر حمص کے امیر مقرر ہُوئے 99
- حضرت عمیرؓ بن سعد کے حالات معلوم ہونے پر حضرت عمرِ فاروقؓ کی آنکھیں نم ہوگئیں 102
- جب عشق دیوانگی کی شکل اختیار کرتا ہے 107
- حضرت ابوالدرداءؓ کا اسلام لانے کا واقعہ 109
- جب حضرت زیدؓ حضورؐ کے لیے ڈھال بنے 111
- اٹھارہ سالہ حضرت اسامہؓ لشکرِ امیر مقرر ہوتا ہے! 113
- کیا تم نے بلالؓ کی تین دفعہ کی منادی نہیں سُنی؟ 115
- حضرت سعدؓ کی مدینہ سے محبت 117
- جب حضورِ اکرم حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی جان نثاری پر خوش ہُوئے 118
- حضرت مقدادؓ بن عَمر ودودھ پینے کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں 120
- عبداللہ بن اُنیس کا کارنامہ 123
- ہجرتِ حبش اور حضرت جعفرؓ کی تقریر 125
- دربار میں حضرت جعفرؓ کی تقریر اسلام پر 125
- اَللّٰھمَ آجِرنِي مِنَ النَّارِ 127
- حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت 129
- غزوۂ خندق کا ایک اور ایمان افروز واقعہ 130
- اِنصار کی شانِ ایثار 131
- رسولؐ اللہ کی تلوار 132
- اللہ تعالیٰ نے اسلام سے ہماری عزّت بڑھائی 133

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- یہی وہ انصاف ہے: 134
- کعبے کی کُنجی میرے ہاتھ میں ہوگی 134
- دُنیاوی لذات کی حقیقت 135
- حضرت ابوایوبؓ کا شرف 136
- عبداللہ بن عوف یا اشجّ 136
- قصیدہ بانت سعاد 138
- حضورؐ کے ساتھ کفار کا سب سے زیادہ سخت برتاؤ 139
- اللہ کے راستے میں پہرہ داری کرنے والوں کے لیے حضورؐ کی دُعا 140
- جان بچا کر کیا کروں گا! 141
- حضورؐ کی دُعا سے فاقہ سے نجات ملتی ہے 142
- حضرت علیؓ حضورؐ کی سیرت بیان کرتے ہیں! 143
- بہترین پیادہ 145
- رسولؐ اللہ حضرت عامرؓ کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں 146
- ہم دونوں رات بھر بُھو کے رہیں گے 148
- یہی چادر میرا کفن بنے 148
- جان لو، جان لو 149
- تمہارا سوال بہت بڑا ہے 150
- عمل 150
- کالے سعدؓ کی شادی عرب کے معزز سردار کی خوبصورت بیٹی سے ہوتی ہے 151

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے نبی اکرمؐ پر ایمان لانے والے۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے پہلے نبی اکرمؐ پر ایمان لائے۔ جس شخص نے سب سے پہلے نبی اکرمؐ کے ساتھ نماز پڑھی وہ بھی ابوبکر صدیقؓ تھے۔ میمون بن مہران سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک علیؓ افضل ہیں یا ابوبکر صدیقؓ؟ تو انہوں نے یہ سُن کر سخت غصہ کیا اور فرمانے لگے کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ مَیں ان دونوں میں موازنہ کیے جانے کے وقت تک زندہ رہوں گا۔ ارے! یہ دونوں اسلام کے لیے بمنزلہ سَر کے تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے اور لڑکوں میں سب سے پہلے علیؓ ایمان لائے۔ عورتوں میں سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰؓ ایمان لائی تھیں۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اکرمؐ کی اجازت کے بغیر ابوبکر صدیقؓ نے کبھی رسول اللہؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ آپ نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اللہ اور رسول اللہؐ کی محبت میں ہجرت کی، غار میں رسول اللہؐ کا ساتھ دیا۔ لڑائیوں میں آپؐ کے ساتھ رہے۔ جنگ بدر میں نبی اکرمؐ نے ابوبکر صدیقؓ اور علیؓ سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہے۔ دوسرے کے ساتھ میکائیل۔ جنگ بدر میں عبداللہ بن ابوبکرؓ مشرکین کے لشکر میں شامل تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو اُنہوں نے اپنے والد ماجد یعنی ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ بدر کے روز آپ کئی مرتبہ میرے تیر کی زد میں آئے، مگر مَیں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپؓ نے فرمایا! ''اگر مجھے ایسا موقع ملتا تو مَیں تجھے بغیر نشانہ بنائے نہ رہتا''۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ کو "صدیق" کا لقب عطا ہوتا ہے

اسراء کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے جس قوت ایمانی کا ثبوت دیا وہ نہ صرف حیرت انگیز ہے بلکہ اس نے بہت سے مسلمانوں کو ٹھوکر کھانے سے بچالیا۔ جب رسول اللہؐ نے اہلِ مکہ سے بیان فرمایا کہ رات آپ کو خانہ کعبہ سے بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں آپ نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی تو مشرکین نے آپ کا مذاق اُڑایا اور کہنے لگے کہ مکہ سے شام تک کا فاصلہ ایک مہینے کا ہے، یہ کس طرح ممکن ہے کہ محمدؐ بیت المقدس جائیں اور ایک ہی رات میں دو مہینے کی مسافت طے کر کے واپس آجائیں۔ بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی تردد پیدا ہو گیا انہوں نے جا کر ابوبکرؓ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ یہ سُن کر ابوبکرؓ پر دہشت سی طاری ہو گئی اور وہ کہنے لگے کہ تم رسول اللہؐ پر بہتان باندھتے ہو۔ لوگوں نے کہا "ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے، آپ نے ابھی مسجد میں یہ بات بیان فرمائی ہے۔ یہ سُن کر ابوبکرؓ کہنے لگے "اگر آپؐ نے واقعی یہی کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے۔ جب اللہ آسمان سے چند لمحوں میں وحی نازل فرما دیتا ہے تو اس کے لیے رات بھر میں آپؐ کو مکہ سے بیت المقدس لے جانا اور پھر واپس لے آنا کیا مشکل ہے"۔ یہ کہہ کر وہ مسجد میں آئے۔ آپؐ اس وقت بیت المقدس کا حال بیان فرما رہے تھے۔ ابوبکرؓ بیت المقدس ہو آئے تھے۔ جب آپؐ مسجدِ اقصیٰ کا حال بیان کر کے فارغ ہوئے تو ابوبکرؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ! آپ بالکل سچ فرماتے ہیں"۔ اُس وقت آپؐ نے ابوبکرؓ کو "صدیق" کا لقب عطا فرمایا۔

OO

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم

جب رسول اللہؐ کی علالت نے شدت اختیار کی تو آپؐ نے حکم دیا کہ ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں ـــــ اس ذیل میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت قابلِ اندراج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؓ فرماتی ہیں! ''جب رسولؐ اللہ زیادہ بیمار ہُوئے تو بلال نماز کے لیے عرض کرنے آئے۔ آپؐ نے فرمایا، ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ مَیں نے کہا ابوبکرؓ بہت رقیق القلب انسان ہیں۔ جب وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ضبط نہ کر سکیں گے اور اس طرح لوگوں کی نماز میں خلل پڑے گا۔ اگر آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو بہتر ہوگا، آپؐ نے یہ سُن کر پھر فرمایا۔ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ اس پر مَیں نے حفصہ سے کہا، ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں وہ نماز میں رونا شروع کر دیں گے اور لوگوں کی نماز میں خلل پڑے گا۔ تم رسولؐ اللہ سے کہو کہ وہ ابوبکرؓ کی جگہ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ چنانچہ حفصہ نے جا کر یہی بات آپؐ سے کہہ دی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا یقیناً تم وہی عورتیں ہو جنہوں نے یوسفؑ کو بہلانے پھسلانے کی کوشش کی تھی۔ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اس پر حفصہ نے مجھ سے کہا تم نے مجھے ناحق شرمندہ کرایا''۔

رسولؐ اللہ کے حسب ارشاد حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔ ایک دن حضرت ابوبکرؓ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو نہ پا کر حضرت عمرؓ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ حضرت عمرؓ بلند آواز تھے۔ جب آپؓ نے تکبیر کہی تو اس کی آواز حضرت عائشہؓ کے حجرے میں رسول اللہؐ کے کانوں میں پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا ''ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان یہ بات پسند کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں''۔

OO

علم و فضل میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام

آپ صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے۔ جب کبھی کسی مسئلے کے متعلق صحابہ کرامؓ میں اختلاف رائے ہوتا، تو وہ مسئلہ ابوبکر صدیقؓ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ آپ اس پر جو حکم لگاتے، وہ عین ثواب ہوتا۔ قرآن مجید کا علم آپؓ کو سب صحابیوں سے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اِسی لیے نبی اکرمؐ نے آپ کو نماز میں امام بنایا۔ سُنت کا علم بھی آپ کو کامل تھا اور اِسی لیے صحابہ کرامؓ مسائل سُنت میں آپؓ سے رجوع کرتے تھے۔ آپ کا حافظہ بھی قوی تھا۔ آپ نہایت ذکی الطبع تھے۔ آپ کو نبی اکرمؐ کا فیض صحبت ابتدائے بعثت سے وفات تک حاصل رہا۔ زمانہ خلافت میں جب کوئی معاملہ پیش آتا تو قرآن مجید میں اس مسئلہ کو تلاش فرماتے۔ اگر قرآن میں نہ ملتا تو نبی اکرمؐ کے قول و فعل کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر ایسا قول و فعل کوئی نہ معلوم ہوتا تو باہر نکل کر لوگوں سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی حدیث اس معاملہ کے متعلق سُنی ہے؟ اگر کوئی صحابی ایسی حدیث بیان نہ فرماتے تو آپ جلیل القدر صحابہؓ کو جمع فرماتے اور ان کی کثرتِ رائے کے موافق فیصلہ صادر فرماتے۔ بعض اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابیوں میں سب سے زیادہ فصیح ابوبکرؓ و علیؓ تھے۔ تمام صحابیوں میں آپ کی عقل کامل اور اصابت رائے مسلم تھی۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''اُمت محمدیؐ میں سب سے زیادہ افضل ابوبکر صدیقؓ ہیں''۔

ایک اور مرتبہ حضرت علیؓ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا، مَیں اُس کو درّے لگاؤں گا''۔ ایک اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم کرے کہ اُس نے اپنی بیٹی مجھے زوجیت میں دی اور مجھے مدینہ تک پہنچایا اور بلالؓ کو آزاد کیا۔

OO

حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ اُونٹنی جس کا دُودھ ہم پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے، اور یہ چادریں عمرؓ کے پاس بھیج دینا کیونکہ مَیں نے ان چیزوں کو بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیت المال سے لیا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ چیزیں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے کہ میرے واسطے کیسی کچھ تکلیف اُٹھائی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیت المال میں کبھی مال و دولت جمع نہیں ہونے دیا۔ جو کچھ آتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے لیے خرچ کر دیتے ۔ فقراء و مساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیتے ۔ کبھی گھوڑے اور ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دے دیتے ۔ اور کبھی کچھ کپڑے لے کر غرباء صحرانشینوں کو بھیج دیتے ۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ نے آپؓ کی وفات کے بعد چند صحابیوں کے ساتھ بیت المال کا جائزہ لیا تو بالکل خالی پایا ۔ محلّہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لے کر آپ کے پاس آ جایا کرتیں اور آپ سے دودھ دوہا کر لے جاتیں ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت سے آدمیوں میں مل جل کر اس طرح بیٹھتے کہ کوئی پہچان بھی نہ سکتا تھا کہ ان میں خلیفہ کون ہے؟

OO

آپؐ کے رفیق سفر —— ابوبکرؓ اور کوہ ثور

رسول کریمؐ مکے سے ہجرت کر کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے، تو حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے رفیق سفر تھے ۔ رات کی تاریکی میں دونوں چلے جا رہے تھے، پیچھے سے کفار کے تعاقب کا خطرہ تھا، مکے سے چار پانچ میل کے فاصلے پر کوہِ ثور تھا جہاں راستہ بے حد دشوار گزار تھا ۔ پتھروں سے پائے مبارک زخمی ہوئے جاتے تھے، حضرت ابوبکرؓ سے حضورؐ کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی، اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا آخر ایک غار تک پہنچے، حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو باہر ٹھہرایا خود اندر جا کر غار کو صاف کیا ۔ تن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کیے، ایک سوراخ بند نہ ہو سکا اُسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے بند کر کے بیٹھ گئے اور حضورؐ ان کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے ۔ اتفاق کی بات اس سوراخ میں کوئی سانپ تھا اُس نے صدیق اکبرؓ کے انگوٹھے میں ڈس لیا وہ درد کے مارے بے تاب ہو گئے مگر اُف تک نہ کی اور آواز تک نہ نکالی کہ مبادا حضورؐ کی نیند اچاٹ ہو جائے ۔ درد کی شدت سے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، ایک آنسو حضورؐ کے مبارک چہرے پر گرا جس سے حضورؐ کی آنکھ کھل گئی ۔ حضورؐ کو جب واقعہ کا علم ہوا تو اپنا لعاب دہن زخم پر لگا دیا جس سے زہر کا اثر زائل ہو گیا ۔

OO

24965

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔۔۔ سب سے زیادہ بہادر

حضرت علی[1] رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور لوگوں سے پوچھا، اے لوگو! لوگوں میں، سب میں سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا، اے امیر المومنین، آپ، حضرت علیؓ نے فرمایا، میرا تو جس کسی نے مقابلہ کیا میں اس سے برابر ہی رہا۔ لیکن سب میں زیادہ بہادر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ہم لوگوں نے حضورؐ کے لیے ایک جھونپڑی بنائی اور کہا کہ حضورؐ کے ساتھ اس میں کون رہے گا؟ اس لیے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک آپؐ کے ارادے سے یہاں آئے، پس خُدا کی قسم ہم لوگوں میں سے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کوئی بھی اس کام کے لیے تیار نہ ہوا، حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار سونت کر آپؐ کے سرہانے کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی آپؐ کی طرف آنے کا قصد کرے اُن کی طرف ضرور گزرے گا۔ یہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے اور مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے آپؐ کو پکڑ رکھا تھا۔ کوئی ان میں سے آپؐ پر بگڑ رہا تھا اور کوئی جھنجھوڑ رہا تھا اور وہ لوگ یہ کہتے جاتے تھے کہ تُو نے ہی سارے معبودوں کو ایک کر دیا ہے۔ پس خُدا کی قسم ہم میں سے کوئی آدمی آپؐ کے قریب سوائے ابوبکرؓ کے نہ گیا۔ کسی سے یہ لڑتے، کسی سے مار پیٹ ہوتی، کسی سے جھنجھوڑا جھنجھوڑی۔ اور وہ کہہ رہے تھے۔ تمہارا ناس جائے کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے؟ جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد حضرت علیؓ نے اپنی چادر جو اوڑھ رکھی تھی اُتار دی اور اتنا روئے کہ ان کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا مَیں تم لوگوں سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ فرعون کے زمانے کا مومن زیادہ بہتر تھا یا حضرت ابوبکرؓ؟ قوم خاموش رہی کوئی جواب نہ دیا، حضرت علیؓ نے خُدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک ساعت فرعون کے زمانے کے مومن جیسے زمین بھر کر ہونے سے بہتر ہے۔ مومن آل فرعون اپنے ایمان کو چھپائے ہُوئے تھا اور یہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ شخص ہیں جنھوں نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا۔[2]

OO

1۔ واخرج البزار فی مسنده عن محمد بن عقیل۔

2۔ ثم قال البزار لا نعلمہ یروی الا من ہذا الوجہ کذا فی البدایۃ ج3 صفحہ 271 وقال الہیثمی ج9 صفحہ 47 وفیہ من لم اعرفہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُنیا کی جنگی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں جب سلطنتِ روم کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا اور مجاہدین اسلام نے شام (بشمول فلسطین) کی طرف پیش قدمی شروع کی تو حضرت سہیل ؓ جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر اپنے تمام خاندان کے ہمراہ اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔ علامہ واقدی کا بیان ہے کہ شام کی بہت سی لڑائیوں میں انہوں نے جانبازی اور سرفروشی کا بے مثال مظاہرہ کیا اور نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ اس زمانے میں انہوں نے اپنے آپ کو ہمہ تن راہِ حق میں وقف کر دیا تھا۔ ساری ساری رات نماز پڑھتے رہتے اور دن میدانِ جہاد میں گزارتے۔ شام کی سب سے خونریز جنگ، یرموک کے میدان میں پیش آئی۔ اس جنگ میں حضرت سہیل ؓ اسلامی فوج کے ایک دستہ کے افسر تھے۔ لڑائی کے پہلے دن ساٹھ ہزار عیسائی جنگجو جو سب قبائلِ عرب سے تعلق رکھتے تھے۔ جبلہ بن ایہم غسانی کی سرکردگی میں مسلمانوں کے مقابل ہوئے۔ اس موقعہ پر سپہ سالار اسلام حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کی اجازت سے حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک ایسی کارروائی کی کہ دُنیا کی جنگی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے مسلمانوں سے ساٹھ چیدہ شہسوار منتخب کیے اور قرار دیا کہ ان میں سے ہر شہسوار ایک ہزار آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ خود اعتمادی کا عظیم الشان مظاہرہ تھا اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ اللہ کے یہ ساٹھ سپاہی ساٹھ ہزار کافروں سے بھڑ گئے۔ ان ساٹھ شہسواروں میں ایک حضرت سہیل ؓ بن عمرو بھی تھے۔ یہ مردانِ جری رات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھیرا پھیلنے تک جبلہ کے عرب لشکر سے نبرد آزما رہے۔ اس معرکے میں دشمن کے سینکڑوں آدمی کام آئے۔ اور مسلمانوں کے صرف دس آدمی شہید اور پانچ دُشمن کے ہاتھ اسیر ہو گئے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے ''استیعاب'' میں لکھا ہے کہ حضرت سہیلؓ بن عمرو نے جنگِ یرموک ہی کے ایک معرکے میں دادِ شجاعت دیتے ہُوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

اِس سلسلہ میں انہوں نے جو واقعہ بیان کیا ہے وہ بھی اپنی نوعیت کا منفرد واقعہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت سہیلؓ زخموں سے چُور ہو کر زمین پر گر گئے۔ اس حالت میں ان کے منہ سے ''پانی، پانی'' نکلا۔ ایک مسلمان جو زخمیوں کو پانی پلا رہے تھے، دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور پانی کا پیالہ اُن کے منہ سے لگا دیا۔ عین اسی وقت قریب پڑے ہُوئے ایک اور زخمی نے پانی مانگا، سہیلؓ نے ان کی آواز سُنی تو بغیر پانی پیئے پیالہ اپنے لبوں سے ہٹا دیا اور فرمایا کہ پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ۔ دوسرے زخمی کے پاس پانی لایا گیا تو انہوں نے ایک تیسرے زخمی کی آواز سُنی ''کوئی ہو تو پانی پلا دے''۔ دوسرے صاحب نے بھی پانی کا ایک قطرہ چکھے بغیر فرمایا ''پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ'' اس طرح یکے بعد دیگرے سات زخمی پانی پانی کرتے دُنیا سے رخصت ہو گئے مگر اپنی پیاس پر دوسروں کی سختی کا خیال کر کے کسی نے پانی نہ چکھا۔ یوں ان شہیدانِ ایثار و وفا نے اخوتِ اسلامی اور محبتِ ایمانی کا ایک ایسا ارفع و اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ ابد تک مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بنا رہے گا۔

بعض دوسری روایتوں میں اس واقعہ کے کرداروں میں حضرت سہیلؓ بن عمرو کے ساتھ صرف عکرمہؓ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام کے نام لیے گئے ہیں، اور ایک روایت میں حضرت سہیلؓ کی جگہ حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ کا نام درج ہے۔ اس ایمان افروز واقعہ کے کردار تین ہوں یا سات، ان میں سہیلؓ بن عمرو ہوں یا عیاشؓ بن ابی ربیعہ، بہرصورت اس واقعہ کی صحت میں کلام نہیں۔

علامہ ابنِ سعدؒ اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کا بیان ہے کہ حضرت سہیلؓ بن عمرو نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاعون عمواس 18ھ میں وفات پائی۔ اس ضمن میں انہوں نے حضرت ابو سعد بن فضالہؓ (بعض روایتوں میں ان کا نام سعد بن فضالہ درج ہے) سے روایت کی ہے کہ:

''میں جہادِ شام میں سہیلؓ بن عمرو کے ساتھ تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ کے راستے میں تھوڑی دیر ٹھہرنا مدت العمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ اس لیے میں مرتے دم تک برابر جہاد کرتا رہوں گا اور اب واپس مکہ نہ جاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا عہد پورا کیا۔ طاعونِ عمواس میں بھی میدانِ جہاد سے نہ ہٹے اور وہیں سفرِ آخرت اختیار کیا۔''

حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے ''الاستیعاب'' میں لکھا ہے کہ جب حضرت سہیلؓ کے صاحبزادے حضرت ابوجندلؓ نے بھی طاعون عمواس میں وفات پائی تو اس وقت سہیلؓ کی اولاد میں سے ایک لڑکی اور ایک پوتی کے سوا کوئی دُنیا میں موجود نہ تھا۔ اس طرح وہ خود بھی اور قریب قریب ان کی ساری اُولاد بھی اسلام پر قربان ہوگئی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب
اور اُن کی شہادت کا واقعہ

حضرت حمزہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں چار سال بڑے تھے، اس لحاظ سے آپ اندازاً 567ء میں پیدا ہُوئے (واللہ اعلم) انہوں نے نبوّت کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا اور غزوۂ اُحد میں بروز سینچر 7 شوال 3ھ مطابق 23 مارچ 625ء بعمر تقریباً انسٹھ، ساٹھ سال شہادت پائی۔

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ آپ کی والدہ ہالہ بنت اُہیب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سیّدہ آمنہ بنت وہب کی چچازاد بہن تھیں، اس نسبی تعلق کے علاوہ حضرت حمزہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ یعنی اُبولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہؓ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ شمشیر زنی، تیراندازی اور پہلوانی کا شوق بچپن ہی سے تھا، نیز سیر و شکار سے بھی غیر معمولی دلچسپی تھی۔ ان کے ذہنی انقلاب کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روز حضرت حمزہؓ حسب معمول شکار سے واپس آتے ہُوئے جب کوہِ صفا کے پاس پہنچے تو ایک لونڈی نے کہا:

"ابوعمارہ، کاش تھوڑی دیر پہلے اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دیکھتے، وہ خانہ کعبہ میں اپنے مذہب کا وعظ کر رہے تھے کہ اُبوجہل نے سخت گالیاں دیں اور بہت بُری طرح ستایا، لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کچھ جواب نہ دیا اور بے بسی کے ساتھ لوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے"۔

یہ سنتے ہی حضرت حمزہؓ تڑپ اُٹھے، تیزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھے اور وہاں پہنچ کر سیدھے اُبوجہل کے پاس گئے اور اس کے سر پر زور سے کمان کھینچ ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر بنی مخزوم کے کچھ آدمی اُبوجہل کی مدد کو دوڑے اور حضرت حمزہؓ سے کہا۔ شاید تم بھی بددین ہو گئے۔

آپ نے فرمایا:

"جب اس کی حقانیت مجھ پر ظاہر ہو گئی تو کون چیز اس سے باز رکھ سکتی ہے؟ ہاں! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خُدا کے رسول ہیں، جو کچھ وہ کہتے ہیں، سب حق ہے، خُدا کی قسم! اَب مَیں اس سے پھر نہیں سکتا۔ اگر سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو"۔

اُبوجہل نے کہا: اُبوعمارہ کو چھوڑ دو، خُدا کی قسم مَیں نے ابھی اس کے بھتیجے (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سخت گالیاں دی ہیں"۔

یہ واقعہ اسلام کے اُس زمانے کا ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہء ارقم میں پناہ گزین تھے اور مومنین کا حلقہ صرف چند کمزور و ناتواں ہستیوں پر محدود تھا۔ لیکن حضرت حمزہؓ کے اضافے سے دفعتہً حالت بدل گئی اور کفار کی مطلق العنان دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کا سدّ باب ہو گیا، کیونکہ ان کی شجاعت و جانداری کا تمام مکہ لوہا مانتا تھا۔

حضرت حمزہؓ کے قبول اسلام کے بعد ایک روز حضرت عمرؓ نے آستانہ نبویؐ پر دستک دی، چونکہ شمشیر بکف تھے۔ اس لیے صحابہء کرامؓ کو تشویش ہوئی، مگر اس شیر خُدا نے کہا "کچھ مضائقہ نہیں آنے دو، اگر وہ مخلصانہ آئے ہیں تو خیر، بصورت دیگر انہی کی تلوار سے ان کا سر قلم کر دوں گا"۔ غرض دروازہ کھولا گیا، وہ اندر داخل ہوئے۔ معلوم ہوا کہ ان کا سَر اسلام کی دہلیز پر جھک چکا ہے اور زبان سے کلمہ جاری ہے۔ چنانچہ حاضرین یہ دیکھ کر جوشِ مسرت سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کرنے لگے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سَر پر کلغی لگائے کون ہے؟

جب رمضان المبارک میں بدر کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا۔ تو کفار کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں نکلے اور اُن کے مقابلہ پر مسلمانوں کی طرف سے چند انصاری نوجوان آگے بڑھے، لیکن عتبہ نے پکار کر کہا ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم ناجنسوں سے نہیں لڑ سکتے۔ ہمارے مقابل والوں کو بھیجو''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ کا نام لیا۔ حکم کی دیر تھی کہ یہ تینوں نیزے ہلاتے ہُوئے نبرد آزمائی کے لیے اپنے حریفوں کے مقابل جا کھڑے ہُوئے۔ حضرت حمزہؓ کے مقابلہ پر عتبہ تھا۔ جسے آپ نے ایک ہی وار میں واصل جہنم کیا، حضرت علیؓ بھی اپنے حریف پر غالب آئے۔ البتہ حضرت عبیدہؓ اور شیبہ میں دیر تک مقابلہ جاری رہا، حضرت عبیدہ زخمی ہو گئے تو حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے حملہ کر کے شیبہ کو تہہ تیغ کر دیا۔ مشرکین نے طیش میں آ کر عام ہلّہ بول دیا۔ دوسری طرف سے مجاہدین اسلام بھی شیروں کی طرح کفّار پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کا رَن پڑا۔ حضرت حمزہؓ کے سَر پر شتر مُرغ کی کلغی تھی۔ اس لیے جس طرف گھس جاتے صاف نظر آتے تھے۔ آپ کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھی اور مردانہ وار دودستی حملوں سے پرّے کا پرّا صاف کر رہے تھے غرض تھوڑی دیر میں جب کفار بہت سے قیدی اور مالِ غنیمت چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر گئے، تو بعض قیدیوں نے پوچھا: ''یہ کلغی لگائے کون ہے؟'' لوگوں نے کہا حمزہؓ۔ بولے ''آج سب سے زیادہ نقصان ہم کو اسی نے پہنچایا''۔

OO

شہادت

حضرت حمزہؓ نے چونکہ جنگ بدر میں قریش کے نامی گرامی سرداروں کو تہہ تیغ کیا تھا۔ اس لیے تمام مشرکین قریش سب سے زیادہ انہی کے خون کے پیاسے تھے۔ چنانچہ جبیر بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطعم کا ایک غلام، جس کا نام وحشی تھا۔ صلہ آزادی کے لالچ میں ایک چٹان کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھ گیا اور حضرت حمزہؓ کا انتظار کرنے لگا۔ اتفاقاً حضرت حمزہؓ اس کے قریب سے گزرے تو اُس نے اچانک اس زور سے اپنا حربہ پھینک کر مارا کہ آپ گر پڑے، چونکہ سب کفار اسی شیر خدا کے حملوں سے سہمے ہوئے تھے۔ اس لیے ان کی شہادت سے کفار میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ان کی عورتوں نے خوشی و مسّرت کے ترانے گائے، ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کے کان ناک کاٹ کر ہار بنایا۔ نیز شکم چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر تھوک دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا تو پوچھا: ''کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے؟'' لوگوں نے عرض کی ''نہیں''۔ فرمایا ''خدا حمزہؓ کے کسی عضو کو جہنم میں داخل ہونے نہ دینا''

OO

تجہیز و تکفین

جنگ ختم ہونے کے بعد شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین شروع ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محترم چچا کی لاش پر تشریف لائے، چونکہ ہند نے کان ناک کاٹ کر نہایت دردناک صورت بنادی تھی۔ اِس لیے یہ المناک منظر دیکھ کر حضور ؐ کا دل بے اختیار بھر آیا اور مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم پر اللہ کی رحمت ہو، تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلۂ رحم کرنے والا، خیرات دینے والا کوئی اور ہو، اگر صفیہ اپنے دل میں رنج نہ کرتیں، تو مَیں انہیں چھوڑ دیتا کہ چوپائے خوراک کھا لیتے اور وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اُٹھائے جاتے، بیشک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے ان میں سے ستر آدمیوں کا ضرور مُثلہ کروں''۔

لیکن وحی الٰہی نے ناجائز انتقام کی ممانعت کردی تھی۔ اِس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ دے کر اس واقعۂ دلگداز پر صبر فرمایا:

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

امیر حمزہؓ سے تین دن پیچھے عمرؓ بن خطاب مسلمان ہوئے، یہ بڑے دلیر اور بہادر تھے۔ قریش کی طرف سے بیرونی ممالک کی سفارت کا کام ان سے متعلق تھا، ایک دن عمرؓ اپنی بہادری کے بھروسے پر نبیؐ کے قتل کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے، بدن پر سب ہتھیار سجا رکھے تھے، راستے میں ان کو پتہ لگا کہ بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سُن کر بہن کے گھر گئے، ان دونوں کو خوب مارا۔ ان کی بہن فاطمہؓ نے کہا، ''عمر! تم پہلے وہ کتاب سُن لو، جسے سُن کے ہم ایمان لے آئے ہیں، اگر وہ تم کو اچھی نہ لگے تو ہم کو مار ڈالنا۔'' عمر نے کہا۔ ''اچھا'' اس وقت ان کے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی بھی تھا۔ جو عمرؓ کے آ جانے سے چھپ گیا تھا۔ اُس نے قرآن مجید (طٰہٰ کا پہلا رکوع) سنایا۔ عمرؓ قرآن سُن رہا تھا۔ اور بے اختیار رو رہا تھا۔ غرض عمرؓ اس وقت سے نبیؐ اور قرآن پر ایمان لے آیا، جو گھر سے قاتل بن کر نکلا تھا۔ وہ جاں نثار بن گیا۔ آگے چل کر اُن کا لقب ''فاروق'' ہوا۔

اس وقت تک مسلمان نماز اپنے گھروں میں چُھپ چُھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

OO

عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے بعض خصوصی فضائل

فاروق اعظمؓ اسلام لانے سے پیشتر بازار عکاظ میں جہاں اہلِ فن کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا اور بہت بڑا میلہ لگتا تھا، اکثر دنگل میں کشتی لڑا کرتے تھے اور ملک عرب کے نامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلوانوں میں سمجھے جاتے تھے۔ شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اُچھل کر سوار ہوتے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو حرکت نہ ہوتی تھی۔ ''فتوح البلدان'' کی روایت کے موافق نبی اکرمؐ کی بعثت کے وقت قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اُن میں ایک عمر بن الخطابؓ بھی تھے۔ آپ چالیس مسلمان مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ بقول بعض انتالیس (39) مردوں اور تیئس (23) عورتوں کے بعد اور بقول دیگر 45 مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام میں داخل ہوئے۔ آپؓ سابقین اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ نبی اکرمؐ کے خُسر ہیں۔ آپ کا شمار علماء اور زہاد صحابہ میں ہوتا ہے۔

ابنِ مسعودؓ کی روایت ہے کہ جس روز عمر فاروقؓ ایمان لائے، اُس روز سے اسلام عزت ہی پاتا گیا۔ (بخاری، کتاب مناقب الانصار، حدیث 3863)

آپ کا اسلام گویا فتح اسلام تھی اور آپ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپ کی امامت رحمت تھی۔ ہماری مجال نہ تھی کہ ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب عمرِ فاروقؓ ایمان لائے تو آپ نے مشرکین سے اس قدر جدال و معرکہ آرائی کی کہ مجبوراً ان کو ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑھی۔ حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب سے عمرِ فاروقؓ ایمان لائے، اسلام بمنزلہ ایک اقبال مند آدمی کے ہوگیا تھا کہ ہر قدم پر ترقی کرتا تھا اور جب سے آپ نے شہادت پائی، اسلام کے اقبال میں کمی آگئی کہ ہر قدم پیچھے ہی پڑتا ہے۔

ابن سعدؓ کہتے ہیں کہ جب سے عمرِ فاروقؓ ایمان لائے، اسلام ظاہر ہُوا۔ ہم کعبہ کے گرد بیٹھنے، طواف کرنے، مشرکین سے بدلہ لینے اور ان کو جواب دینے لگے۔ ابنِ عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی ہے، لیکن جب عمرؓ نے ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار لی، دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان کو لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقامِ ابراہیمؑ کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں، پھر سردارانِ قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا کہ تمہارے منہ کالے ہوں۔ جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو، وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ کر مجھ سے مقابل ہو۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو روکتا۔

ایک روایت ہے کہ عمرؓ ہر ایک جنگ میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہے اور یوم اُحد میں ثابت قدم رہے۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَیں نے بحالت خواب جنت میں دیکھا ہے کہ ایک عورت ایک قصر کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کررہی ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے؟ معلوم ہوا کہ عمرؓ کا ہے۔ پھر آپ نے عمرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مجھ کو تمہاری غیرت یاد آ گئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔ عمرؓ رو پڑے اور فرمایا کہ مَیں اور آپ سے غیرت کروں۔ (متفق علیہ بہ حوالہ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب لمناقب و الفضائل، حدیث (6037

''ایک مرتبہ نبی اکرمؐ نے عمرؓ سے فرمایا کہ واللہ! جس راستے سے تم جاؤ گے، اس راستے پر شیطان کبھی نہ چلنے پائے گا بلکہ وہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔'' ''ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوتا''۔ ''اور ایک مرتبہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تک عمرؓ تمہارے درمیان رہے گا، فتنوں کا دروازہ بند رہے گا''۔

''ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ آسمان کا ہر فرشتہ عمرؓ کا وقار کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان اس سے ڈرتا ہے''۔

ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص عمرؓ سے زیادہ مجھ کو عزیز نہیں۔ اور حضرت علیؓ کا قول ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد ہم نے عمرؓ کو سب سے زیادہ ذہین پایا۔ ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں کہ اگر دُنیا بھر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور عمرؓ کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر تولا جائے تو عمرؓ کا پلڑا بھاری رہے گا۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کا واقعہ

مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی جس کی کنیت ابولولو تھی، رہتا تھا۔ اُس نے ایک روز بازار میں فاروقِ اعظمؓ سے شکایت کی کہ میرا آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے زیادہ محصول لیتا ہے، آپ کم کرادیں۔ فاروقِ اعظمؓ نے اس سے دریافت کیا کہ کس قدر محصول وہ وصول کرتا ہے؟ ابولولو نے کہا دو درم (سات آنے) روزانہ۔ فاروقِ اعظمؓ نے دریافت کیا کہ تُو کیا کام کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ آہنگری، نقاشی اور نجاری۔ آپؓ نے فرمایا، کہ ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں۔ یہ سُن کر ابولولو اپنے دل میں سخت ناراض ہوا۔ فاروقِ اعظمؓ نے پھر اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تُو ایسی چکی بنانا جانتا ہے کہ جو ہَوا کے زور سے چلتی ہے، تُو مجھ کو بھی ایسی چکی بنادے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ بہت خوب! مَیں ایسی چکی بنادوں گا کہ جس کی آواز اہلِ مغرب و مشرق سُنیں گے۔ دوسرے دن نماز فجر کے لیے لوگ مسجد نبویؐ میں جمع ہوئے۔ ابولولو ایک خنجر لیے ہُوئے مسجد میں داخل ہوگیا۔ جب نماز کے لیے صفیں درست ہوگئیں اور فاروقِ اعظمؓ امامت کے لیے آگے بڑھ کر نماز شروع کر چکے، تو ابولولو نے جو مسلمانوں کے ساتھ صفِ اوّل میں کھڑا تھا، نکل کر فاروقِ اعظمؓ پر خنجر کے چھ وار کیے، جن میں ایک وار ناف سے نیچے پڑا۔ فاروقِ اعظمؓ نے فوراً عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو کھینچ کر اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا اور خود زخموں کے صدمہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے لوگوں کو اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظمؓ سامنے زخمی پڑے تھے۔ ابولولو اپنا وار کر کے مسجد نبویؐ سے بھاگا۔ لوگوں نے اُس کو پکڑنے کی کوشش کی۔ اُس نے کئی اشخاص کو زخمی کیا اور کلیب بن ابی بکیرؓ کو شہید کر دیا۔ بالآخر اُسے گرفتار کر لیا گیا، لیکن اُس نے گرفتار ہوتے ہی خودکشی کر لی۔ نماز فجر پڑھ لینے کے بعد لوگ فاروقِ اعظمؓ کو مسجد سے اُٹھا کر ان کے گھر میں لائے۔ انہوں نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ میرا قاتل کون تھا؟ لوگوں نے ابولولو کا نام بتایا تو آپؓ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مَیں ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا جس نے اللہ کو ایک سجدہ بھی کیا ہو۔ ایک طبیب نے آ کر آپ کو دودھ اور نبیذ پلایا تو وہ زخم کے راستے سے باہر نکل آیا۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہوئی اور عرض کیا کہ جس طرح ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا، آپ بھی کسی کو اپنا جانشین مقرر فرما دیں۔

آپ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، زبیر بن العوامؓ، طلحہؓ، علیؓ، عثمان بن عفانؓ کو طلب فرمایا۔ طلحہؓ مدینہ منورہ میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ فاروقِ اعظمؓ نے پانچ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تین روز تک طلحہؓ کا انتظار کرنا۔ اگر وہ تین روز تک آ جائیں تو ان کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرنا اور اگر وہ تین روز تک نہ آئیں تو پھر تم پانچ آدمی ہی مشورہ کر کے اپنے آپ میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر کہا کہ اگر لوگ خلافت و امارت کے انتخاب میں اختلاف کریں تو تم کثرت کے ساتھ شریک ہونا اور اگر فریقین برابر تعداد کے ہوں تو تم اس گروہ میں شریک ہونا جس میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ شامل ہوں، پھر ابو طلحہؓ انصاری اور مقداد بن اسودؓ کو بلا کر حکم دیا کہ جب یہ لوگ خلیفہ کے انتخاب و تقرر کی غرض سے ایک جگہ مشورہ کرنے کو جمع ہوں تو تم دونوں دروازے پر کھڑے رہنا اور کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا جب تک وہ مشورے سے فارغ نہ ہو جائیں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا حضرات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو شخص خلافت کے لیے منتخب ہو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت خیال رکھے، کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی مدد کی۔ مہاجرین کا بھی پاس ولحاظ رکھنا چاہیے کیونکہ یہی مادہ اسلام ہیں۔ اسی طرح ذمیوں کا بھی پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ ان کے ساتھ اللہ اور رسول ﷺ کی ذمہ داری کو کما حقہ ملحوظ رکھا جائے اور ذمیوں سے جو وعدہ کیا جائے، اس کو ضرور پورا کیا جائے۔ اُن کے دشمنوں کو دُور کیا جائے۔ ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔

پھر آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر حکم دیا کہ عائشہؓ کی خدمت میں جاؤ اور ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن کیے جانے کی اجازت حاصل کرو۔ وہ عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فاروقِ اعظمؓ کی التجا پیش کی۔ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ جگہ مَیں نے اپنے لیے تجویز کی تھی لیکن اَب مَیں عمر فاروقؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ ان کو ضرور اس جگہ دفن کیا جائے۔ یہ خبر جب عبداللہؓ نے فاروقِ اعظمؓ کو سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میری سب سے بڑی مُراد بر آئی۔ چہار شنبہ 27 ذی الحجہ سنہ 23ھ کو آپ زخمی ہوئے اور یکم محرم سنہ 24ھ کو ہفتہ کے دن فوت ہو کر مدفون ہوئے۔ ساڑھے دس برس خلافت کی، نمازِ جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھائی، عثمان غنیؓ، علیؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو قبر میں اُتارا۔ [1]

OO

1۔ تاریخِ اسلام جلد اوّل از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتے حضرت عثمانؓ سے حیا کرتے

حضرت عثمانؓ خلق حیا میں خاص طور پر ممتاز تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا قول ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ "عثمان میرے پاس سے گزرے تو مجھ سے ایک فرشتے نے کہا کہ مجھے ان سے شرم آتی ہے کیونکہ قوم ان کو قتل کر دے گی"۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح عثمان اللہ اور اُس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں، فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں (مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل عثمانؓ)

جب حسنؓ سے عثمان غنیؓ کی حیا کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر کبھی عثمان نہانا چاہتے تو دروازہ کو بند کر کے کپڑے اُتارنے میں اس قدر شرماتے کہ پشت سیدھی نہ کر سکتے تھے۔ آپ ذوہجرتین تھے یعنی آپؓ نے حبش کی ہجرت بھی اور مدینہ کی بھی۔ اور آپ شکل و شمائل میں نبی اکرمؐ سے بہت مشابہ تھے۔

نبی اکرمؐ نے قبل از بعثت اپنی بیٹی رقیہؓ کی شادی عثمانؓ سے کر دی تھی۔ جب جنگِ بدر کے روز وہ فوت ہوگئیں تو نبی اکرمؐ نے اپنی دوسری بیٹی اُم کلثومؓ کی شادی آپ سے کر دی۔ اسی لیے آپ ذوالنورین کے خطاب سے مشہور ہیں۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ رسولؐ

اے اللہ! مَیں عثمان سے راضی ہوں

حضرت عثمان غنیؓ نے عہد جاہلیت ہی میں شراب اپنے اُوپر حرام کر لی تھی۔ اور نہ ہی کبھی عہد جاہلیت میں بھی زنا کے پاس تک نہیں بھٹکے، نہ کبھی چوری کی۔ عہد جاہلیت میں بھی ان کی سخاوت سے لوگ ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہتے تھے۔ ہر سال حج کو جاتے، منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے۔ جب تک حجاج کو کھانا نہ کھلا لیتے، واپس اپنے خیمہ میں نہ آتے اور یہ وسیع دعوت صرف اپنی جیب خاص سے کرتے۔ جیش العسرۃ کا تمام سامان عثمان غنیؓ نے مہیا فرمایا تھا۔

نبی اکرمؐ اور اہلِ بیت نبوی پر بار ہا فاقہ کی مصیبت آتی تھی۔ اور اکثر موقعوں پر عثمانؓ ہی واقف ہو کر ضروری سامان بھجواتے تھے۔ نبی اکرمؐ نے بار ہا ان کے لیے دُعا کی ہے کہ "اے اللہ! مَیں عثمان سے راضی ہوں۔ تُو بھی اِس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ! مَیں عثمان سے راضی ہوں۔ تُو بھی اس سے راضی ہو جا"۔ ایک مرتبہ یہ دُعا آپؐ شام سے صبح تک مانگتے رہے۔ ایک مرتبہ خلافتِ صدیقی میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں کو کھانا اور غلہ دستیاب نہ ہونے کی سخت تکلیف ہوئی۔ ایک روز خبر مشہور ہوئی کہ عثمان غنیؓ کے ایک ہزار اُونٹ غلہ سے لدے ہُوئے آئے ہیں۔ مدینہ کے تاجر فوراً عثمانؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم کو ڈیوڑھے نفع سے غلّہ دے دو یعنی جس قدر رقم کو غلّہ سو روپیہ میں پڑا ہے، ہم سے اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈیڑھ سو روپے لے لو۔ عثمان غنیؓ نے کہا کہ تم سب لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنا تمام غلّہ فقراء و مساکین مدینہ کو دے دیا ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اسی شب میں نے خواب دیکھا کہ نبی اکرمؐ ایک گھوڑے پر سوار حلہ نوری پہنے جا رہے ہیں۔ میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا! ''مجھ کو آپ کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا''۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جانے کی جلدی ہے۔ عثمان نے آج ایک ہزار اُونٹ غلہ صدقہ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما کر جنت میں ایک عروس کے ساتھ عثمانؓ کا عقد کیا ہے۔ اس عقد میں شریک ہونے جا رہا ہوں۔

حضرت عثمان غنیؓ جب سے ایمان لائے، آخر وقت تک برابر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے رہے۔ کبھی اگر کسی جمعہ کو آزاد نہ کر سکے تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کیے۔ ایام محاصرہ میں بھی جبکہ بلوائیوں نے آپ پر پانی تک بند کر رکھا تھا، آپ نے غلاموں کو برابر آزاد کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تیرے اُوپر زیادتی کی تھی، تو مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ غلام نے آپ کے کہنے سے آپ کے کان پکڑے۔ آپ نے اُس سے کہا کہ بھائی! خوب زور سے پکڑو دُنیا کا قصاص آخرت کے بدلہ سے بہر حال آسان ہے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ کے ہاتھوں عمرو بن عَبد وَد کے قتل کا واقعہ

ایک روز غزوۂ خندق کے موقع پر جب عکرمہ بن ابی جہل، نوفل بن عبداللہ، ضرار بن الخطاب فہری، ہبیرہ بن ابی وہب اور عمرو بن عبد وَد خندق عبور کر کے اندر آ گئے اور ابنِ عبد وَد نے لڑائی کے لیے پکارا۔ وہ عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھا اور تنہا ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ اگرچہ اُس کی عمر نوے برس کی ہو چکی تھی اور اُس سے سب خوف کھاتے تھے۔ حضرت علیؓ عمرو بن عَبد وَد کے مقابلے کے لیے نکلے۔

ابن عَبد وَد کا قول تھا کہ کوئی شخص مجھ سے تین باتوں کی درخواست کرے گا تو ایک ضرور مان لوں گا۔ حضرت علیؓ نے اس قول کی تصدیق اسی سے کرائی۔ پھر پہلی درخواست یہ کی کہ اسلام قبول کر لے۔ ابنِ عَبد وَد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علیؓ نے دوسری درخواست یہ کی کہ لڑائی سے واپس چلا جا۔ یہ بھی منظور نہ ہوئی۔ تیسری درخواست اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ معرکہ آرائی کے لیے تیار ہو جا۔ ابنِ عَبد وَد نے ہنستے ہُوئے کہا کہ مجھے امید نہ تھی۔ اس آسمان کے نیچے کوئی شخص مجھ سے یہ درخواست بھی کرے گا۔

ابنِ عبد وَد گھوڑے سے اُتر آیا اور پوچھا: تم کون ہو؟ جب حضرت علیؓ نے نام بتایا تو وہ بولا کہ مَیں تم سے نہیں لڑنا چاہتا۔ حضرت علیؓ بولے: مَیں تو لڑنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ابن عبد وَد نے غصے میں آ کر سَر پر تلوار کا وار کیا۔ حضرت علیؓ نے وار سپر پر روکا مگر ابن عَبد وَد کی ضرب اتنی شدّید تھی کہ سپر کو کاٹتی ہوئی حضرت علیؓ کی پیشانی پر نشان چھوڑ گئی مولانا شبلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم فرماتے ہیں کہ قاموس میں ہے کہ حضرت علیؓ کو ''ذوالقرنین'' بھی کہتے تھے، جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی پیشانی پر دو زخموں کے نشان تھے۔ ایک عمرو بن عبدوَد کے ہاتھ کا اور ایک ابن ملجم کا (سیرۃ النبیؐ جلد اوّل)

پھر حضرت علیؓ نے وار کیا تو ان کی تلوار ابن عبدود کا شانہ کاٹتی ہوئی نیچے اُتر آئی اور وہ گر گیا۔ ساتھ ہی حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ ضرار اور ہبیرہ نے حملہ کیا لیکن جب ذوالفقار کا ہاتھ بڑھا تو پیچھے ہٹنا پڑا۔ نوفل بھاگتے ہوئے خندق میں گرا۔ صحابہ نے تیر مارنے شروع کیے تو اُس نے کہا! مسلمانو! مَیں شریفانہ موت چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اس کی درخواست منظور کی اور خندق میں اُتر کر تلوار سے مارا کہ شریفوں کے شایان تھا۔ (سیرۃ النبیؐ جلد اول)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ قاضی کے سامنے پیش ہوتے ہیں

شعبیؒ[1] بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ بازار تشریف لے گئے۔ ایک نصرانی کو دیکھا کہ وہ زرہیں بیچ رہا ہے۔ اُس کے پاس اپنی ایک گمشدہ زرہ پہچان لی اور کہا، یہ میری زرہ ہے۔ چل مسلمان قاضی میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ مسلمانوں کے قاضی حضرت شریحؒ تھے اور حضرت علیؓ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیرالمومنین تھے۔ قاضی شریحؒ امیرالمومنین کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھے اور حضرت علیؓ کو اپنی جگہ بٹھایا اور خود حضرت علیؓ کے سامنے نصرانی کے برابر بیٹھ گئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے شریحؒ! اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اُس کے ساتھ بیٹھتا، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ غیر مسلم سے مصافحہ نہ کرو، ان کو سلام میں ابتدا نہ کرو۔ ان کے مریضوں کی عیادت نہ کرو، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ اور ان کو راستے میں تنگ جگہ کے چلنے پر مجبور کردو، اور ان کو اسی طرح پر خوار سمجھو جس طرح پر کہ اللہ نے انہیں ذلیل رکھا ہے۔ اے شریحؒ! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرو، شریحؒ نے کہا، امیرالمومنین آپ کا کیا دعویٰ ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا، یہ زرہ میری ہے، اتنے عرصے سے گم ہوگئی ہے۔ شریحؒ نے کہا اے نصرانی، تُو کیا کہتا ہے؟

1۔ واخرج الترمذی والحاکم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصرانی نے کہا کہ امیر المومنین انتہائی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ زرہ تو میری ہے۔ قاضی شریح ؒ نے کہا کہ مَیں نصرانی سے یہ زرہ کیسے لے لوں؟ گواہ تو کوئی آپ کا ہے ہی نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ شریح ؒ نے ٹھیک کہا۔ نصرانی یہ دیکھ کر بولا، اَب مَیں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیاء علیہم السلام ہی کے ہیں کہ امیر المومنین اپنے قاضی کے پاس آئیں اور اُن کا قاضی ان کے خلاف فیصلہ دے، اے امیر المومنین خُدا کی قسم یہ زرہ آپ ہی کی ہے، مَیں آپ کے پیچھے جا رہا تھا، اور یہ آپ کے خاکستری رنگ کے اُونٹ پر سے گر پڑی اور میں نے اُسے اُٹھا لیا تھا، مَیں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا جب تُو اسلام لے آیا تو اب یہ تیری ہے، اور اُسے گھوڑا بھی عطا فرمایا شعبی ؒ (عند الحاکم) کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ کی جنگِ جمل میں ایک زرہ گم ہوگئی تھی۔ ایک آدمی کو مل گئی اُس نے بیچ دی، ایک یہودی کے پاس حضرت علیؓ نے اپنی اس زرہ کو پہچانا، اور قاضی شریح ؒ کے یہاں مقدمہ دائرہ کیا۔ حضرت علیؓ کی گواہی حضرت حسنؓ اور اُن کے غلام قنبر ؒ نے دی۔ قاضی شریح ؒ نے کہا، حضرت حسنؓ کی جگہ کوئی اور گواہ لایئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم حسنؓ جیسی شہادت کو رد کرتے ہو؟ قاضی شریح ؒ نے کہا، یہ بات نہیں، مَیں نے آپ ہی سے سُن کر یاد کیا ہے کہ لڑکے کی گواہی باپ کی موافقت میں جائز نہیں۔

ابراہیم 1 کی روایت میں اس طرح ہے کہ قاضی شریح ؒ نے کہا کہ آپ کے غلام کی گواہی تو مَیں نے بحال رکھی لیکن آپ کے بیٹے کی گواہی آپ کے لیے ہو، اس کو مَیں نہیں مانتا حضرت علیؓ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم کرے کیا تُو نے عمرؓ کو یہ کہتے ہُوئے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اس کے بعد یہودی سے کہا، لے زرہ! یہودی نے کہا امیر المومنین

1۔ واخرج الحاکم فی الکنی وابونعیم فی الحلیۃ ج 4 صفحہ 139 من طریق ابراہیم بن یزید التیمی عن ابیہ مطولاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے مسلمانوں کے قاضی کی طرف لائے تھے۔ اُس نے حضرت علیؓ کے خلاف فیصلہ دیا۔ اور وہ راضی ہو گئے۔ خُدا کی قسم اے امیر المومنین! آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں، بے شک یہ آپ ہی کی زرہ ہے۔ آپ کے اُونٹ پر سے گر گئی تھی، مَیں نے اس کو اُٹھا لیا تھا۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خُدا کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت علیؓ نے یہ زرہ اسی کو ہبہ کر دی اور سات سو درہم اس کو بطور انعام دیئے۔ پھر یہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہا اور جنگِ صفّین میں شہید ہو گیا۔[2]

OO

2۔ کنز انی کنز العمال ج 4 صفحہ 6۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلمانؓ کی تجویز

ماہ ذیقعدہ 5ھ ہجری میں آپ ؐ کو غزوۂ احزاب (یا خندق) پیش آیا۔ جب آپ ؐ کو کفارِ مکہ کی طرف سے ایک بہت بڑے لشکر کی اطلاع ملی کہ وہ مدینہ کی طرف آنے کی تیاری کر رہا ہے تو آپ ؐ نے جنگ کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی ایران کے جنگی طریقوں سے واقف تھے۔ انہوں نے عرض کی:

''یارسول اللہ ؐ دشمن کے ٹڈی دل کے مقابلے میں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اس لیے ہمارے لیے کھلے میدان میں لڑنا مناسب نہ ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود کر شہر کو محفوظ کر دیا جائے''۔

حضور ؐ نے ان کی تجویز کو بہت پسند کیا اور خندق کھودنے کا کام جاری کر دیا۔ رسول کریم ؐ کے ہمراہ تین ہزار صحابہؓ اس کام میں شریک ہوئے اور تقریباً پندرہ دن کی محنتِ شاقہ کے بعد پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق تیار ہوگئی۔ تقسیم کار کے وقت انصار اور مہاجرین میں حضرت سلمانؓ کے متعلق ایک دلچسپ بحث چھڑ گئی۔ انصار کہتے تھے ''سلمانؓ ہمارے ساتھ ہیں''۔ اور مہاجرین کہتے تھے ''ہمارے ساتھ ہیں''۔ حضور ؐ نے اس بحث کا حال سُنا تو فرمایا:

''سلمانُ من اَھل البَیت'' (سلمانؓ میرے اہل بیت سے ہیں)

اللہ اللہ فارس کے غریب الدیار اور مسکین سلمانؓ کے مقدّر کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم اپنی زبانِ مبارک سے انہیں اپنے اہل بیت میں شامل فرما رہے ہیں۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مشرکین، مدینۃ الرسول کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا عزم کر کے آئے تھے لیکن اس خندق نے انہیں شہر تک پہنچنے ہی نہ دیا۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیب سے مدد فرمائی اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ مشرکین ستائیس دن کے بعد محاصرہ اُٹھا کر ناکام و نامراد واپس چلے گئے۔

غزوۂ احزاب کے بعد حضرت سلمانؓ ہر غزوہ میں شریک رہے۔ ان کا عشقِ رسالؐ اور شوقِ جہاد دیکھ کر ایک دفعہ حضورؐ نے فرمایا:

''جنت تین آدمیوں کا اشتیاق رکھتی ہے۔ علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ کا۔''

ایک اور موقع پر حضورؐ نے انہیں ''سلمان الخیر'' کا لقب عطا فرمایا۔

OO

جب حضرت سلمان فارسیؓ کو گورنری ملی

سرورِ کائناتؐ کی رحلت کے بعد سلمان فارسیؓ نے عرصہ تک مدینہ میں قیام کیا۔ فاروقِ اعظمؓ کے عہد خلافت میں انہوں نے عراق کی سکونت اختیار کر لی۔ ایران پر لشکر کشی کے وقت وہ بھی مجاہدین اسلام میں شریک ہو گئے اور کئی معرکوں میں دادِ شجاعت دی۔ فاروقِ اعظمؓ ان کے مرتبہ شناس تھے۔ انہوں نے سلمانؓ کو مدائن کی گورنری پر متمکن فرمایا اور تقریباً چار یا پانچ ہزار درہم ان کی تنخواہ مقرر کی، لیکن اس مردِ درویش کی گورنری کی کیفیت عجیب تھی۔ جو تنخواہ ملتی اُسے مساکین میں تقسیم کر دیتے اور خود چٹائی بُن کر روٹی کماتے۔ چٹائی کی آمدنی کا ایک تہائی خیرات کر دیتے۔ خطبہ دیتے تو ایک معمولی عبا پہن کر۔ کہیں جاتے تو بغیر زین کے ایک معمولی گدھے پر سوار ہو کر اور ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ اور چھوٹی سی قمیض میں ملبوس ہو کر۔ لوگ ان کو دیکھ کر ہنستے اور مذاق اُڑاتے، لیکن وہ صاف صاف کہہ دیتے:

''خیر و شر کا اندازہ تو اس زندگی کے بعد ہو گا۔ آج جتنا جی چاہے ہنس لو''۔

اُن کے پاس اُونٹ کے بالوں کا ایک بوسیدہ کمبل تھا۔ دن کے وقت اُسے اپنے بدن پر ڈال لیتے اور رات کو سوتے وقت اوڑھ لیتے۔ جب وہ اپنے درویشانہ لباس میں ملبوس باہر نکلتے تو لوگ کہتے ''گرگ آمد۔ گرگ آمد''۔

ایک دن مدائن کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک ناواقف شخص نے انہیں مزدور سمجھ کر اپنا سامان اُٹھانے کے لیے کہا۔ حضرت سلمانؓ سامان اُٹھا کر اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ راستے میں لوگوں نے دیکھا تو کہا ''اے صاحب رسولؐ۔ اے امیر، آپ نے یہ بوجھ کیوں اُٹھا رکھا ہے۔ لایئے ہم اسے پہنچا دیں۔'' سامان کا مالک ہکا بکا رہ گیا۔ نہایت شرمندہ ہو کر حضرت سلمانؓ سے معافی مانگی اور ان کے سَر سے سامان اتروانا چاہا۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا:

''بھائی تُو نے یہ سامان اٹھوا کر اپنے مکان تک لے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ اَب مَیں اسے منزلِ مقصود پر پہنچا کر ہی دم ہوں گا۔''

OO

ایک دفعہ ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ کے گھر گیا۔ دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ پوچھا، خادم کہاں ہے؟ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا۔ ''کسی کام سے بھیجا ہے۔ مَیں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ دو دو کاموں کا بوجھ اس پر ڈالوں۔''

ایک دن کسی شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ کو گالیاں دیں۔ آپ نے فرمایا۔ ''بھائی اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلّہ بھاری ہو گا تو جو کچھ تُو نے کہا ہے مَیں اس سے بھی بدتر ہوں اور اگر میرے گناہوں کا پلّہ ہلکا ہوا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک اور موقع پر، ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت سلمانؓ سے کہا آپ بے گھر اور بے در ہیں۔ مَیں آپ کے لیے ایک مکان بنانا چاہتا ہوں''۔ حضرت سلمانؓ نے انکار کیا لیکن وہ شخص پیہم اصرار کرتا رہا۔ آخر حضرت سلمانؓ نے فرمایا۔ ''بھائی! اگر تمہیں میرے لیے مکان ضرور ہی بنانا ہے تو اس طرح بناؤ کہ اگر لیٹوں تو پیر دیواروں سے لگیں اور اگر کھڑا ہوں تو سَر چھت سے مل جائے۔'' اس شخص نے ان کی خواہش کے مطابق مختصر سی جھونپڑی بنا دی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہیدِ ناز عبداللہؓ ذوالبجادین

عبداللہؓ ذوالبجادین کا قدیم نام عبدالعزیٰ تھا۔ مدینے سے منزل دو منزل کے فاصلے پر کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ بچپن میں باپ نے انتقال کیا تھا۔ ابھی نوجوان ہی تھے کہ اسلام کی آواز کانوں میں پڑی۔ ولی چچا تھا جو تمام مال واسباب اور جائیداد پر قابض تھا۔ دیدار رسول ؐ کا شوق عبداللہ کو بے چین کر رہا تھا مگر ظالم چچا کے خوف سے خاموش تھے۔ آخر شوقِ دیدار ہر خوف پر غالب آیا۔ چچا سے خدمت نبوی میں حاضری کی اجازت چاہی۔ چچا نے خوب مارا، پھر جسم کے کپڑے تک اُتار کے گھر سے نکال دیا۔

عبداللہ اسی حالتِ عریانی میں اپنی ماں کے پاس آئے۔ ماں نے ایک کمبل دیا، جس کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر پوشی کی، اور ایک بدن کے اُوپر ڈال لیا۔ اور اسی حالت میں مدینے پہنچے۔ بیعتِ اسلام کی اور شوقِ شہادت ظاہر کیا۔ اسی دن سے ان کا نام عبداللہ اور لقب ذوالبجادین (کملی کے دو ٹکڑوں والا) رکھا گیا۔ یہ اصحابِ صفّہ میں داخل ہو گئے۔ دن رات تعلیم دین میں بسر کرتے۔ نوجوان تھے قرآن زوردار آواز میں پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے شکایت کی: ”یا رسول اللہؐ ان کی آواز سے نمازیوں کی نماز میں خلل پہنچتا ہے“ رحمت للعالمینؐ نے فرمایا: ”اسے کچھ نہ کہو۔ یہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر کے آیا ہے“۔ انہی ایام میں سفر تبوک پیش آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہؓ بھی مجاہدین میں شامل ہوئے، اور حضورؐ اکرم سے شہادت حاصل ہونے کے لیے دُعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا: ''اگر تمہیں راستے میں موت آجائے تب بھی تم شہیدوں میں داخل ہو جاؤ گے''۔ الغرض لشکر روانہ ہوا اور راستے ہی میں عبداللہ کو تیز بخار آیا۔ جس سے انہوں نے وفات پائی۔ بوقت وفات عبداللہؓ کے سرہانے مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ جمال اقدس پر نظر جمی ہوئی تھی کہ پیام اجل آگیا۔

بہ چہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے
کہ بوقتِ جاں سپردن بہ سرش رسیدہ باشی

بعض روایتوں میں ہے کہ عبداللہؓ کی تکفین کے لیے حضورؐ نے اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی، اس لیے کہ خُدا اور رسول کی راہ میں عبداللہؓ نے برہنہ ہو کر گھر سے نکلنا گوارا کیا تھا۔ ان کی تدفین بھی عجب شان سے ہوئی اجلہ صحابہ نے قبر کھودی۔ قبر تیار ہونے کے بعد حضور اکرمؐ خود قبر میں اُترے، اور تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گئے۔ پھر اُٹھ کر کہا: ''لاؤ اپنے بھائی کو'' حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے اس مبارک اور سراپا ناز لاشے کو سہارا دے کر اُتارا۔ حضورؐ نے فرمایا: ادبا الی اخیکما یعنی عبداللہ عام مرنے والوں جیسا نہیں۔ اسے دھیرے دھیرے ادب سے اُتارو۔

آہستہ برگِ گل بفشاں برمزاراد
بس نازک ست شیشۂ دل درکناراو

بلالؓ ہاتھ میں مشعل لیے تھے۔ اس لیے کہ شب کے وقت تدفین عمل میں آئی تھی۔ حضور اکرمؐ نے اس ''ہمہ تن فدا'' کی لاش کو اپنی گود میں لے کر اُتارا۔ زمین پر لٹا کر ماتھے پر بوسہ دیا، اور فرمایا: ''آج شام تک مرنے والے سے راضی رہا ہوں۔ تُو بھی اس سے راضی رہنا''۔ حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ جیسے صحابہ اس مرنے والے کی موت پر رشک کر رہے تھے، اور کہہ رہے تھے: ''اے کاش! اس قبر میں ہم دفن کیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے"۔ ایک عمرؓ اور ابن مسعودؓ پر کیا موقوف ہے؟ دیکھنے والے تو الگ رہے، سُننے والوں میں کون اہلِ ایمان ہے جو ایسی موت پر ہزار زندگیوں کو قربان کرنے کی تمنا نہ رکھتا ہو!

منم وہمیں تمنا کہ بہ وقتِ جاں سپردن
برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت بلالؓ کی زبان پر اَحد اَحد کا کلمہ جاری رہتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود[1] فرماتے ہیں کہ شروع میں جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا وہ یہ سات (7) حضرات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ۔ اور ان کی والدہ سمیہؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی اللہ پاک نے آپؐ کے چچا کے ذریعہ حفاظت کرائی، اور حضرت ابوبکرؓ کی حفاظت ان کی قوم کے ذریعے کرائی باقی مسلمانوں کو مشرکین نے پکڑا اور اُن کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور سخت دھوپ میں ان لوگوں کو تپایا، ان میں سے سوائے حضرت بلالؓ کے مشرکین کی ان کے اُمور میں بظاہر اطاعت کر لی مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اللہ کے راستے میں اپنے نفس کی قطعاً پرواہ نہ تھی، اور یہ اپنی قوم کے نزدیک بہت بے قدرے تھے، لوگوں نے انہیں پکڑا اور لڑکوں کے حوالے کر دیا، لڑکے انہیں مکہ کی گلیوں میں چکر دیتے پھرتے تھے اور ان کی زبان پر اَحد اَحد کا کلمہ جاری تھا کہ اللہ ایک ہے۔[2]

1۔ اخرج الامام احمد وابن ماجہ

2۔ ۔۔ فی البدایۃ ج 3 صفحہ 28 واخرجہ ایضاً الحاکم جلد 3 صفحہ 284 وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ وقال الذہبی صحیح واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج 1 صفحہ 149 وابن ابی شیبۃ کمافی الکنز ج 7 صفحہ 414 وابن عبدالبر فی الاستیعاب ج 1 صفحہ 141 من حدیث ابن مسعود بمثلہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت [1] مجاہدؒ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ ان چاروں حضراتؓ کو لوہے کی زرہیں پہنائی گئیں پھر ان کو دھوپ میں تپایا گیا، دھوپ اور لوہے کی گرمی سے ان حضراتؓ کو انتہائی مشقت اور مصیبت پہنچائی گئی، شام کے وقت ان کے پاس ابوجہل لعنہ اللہ آیا اپنے ساتھ نیزہ لیے ہوئے تھا ان لوگوں کو گالیاں دیں اور ڈرایا اور دھمکایا۔ مجاہدؒ نے حضرت بلالؓ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ مشرکینِ مکہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر مکہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان کھینچے کھینچے پھرتے تھے۔ [2] عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (اخرج الزبیر بن بکار) فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ بنی جمحہ کی ایک عورت کے غلام تھے مشرکین، ان کو مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر بھری دوپہر میں سزا دیتے تھے تاکہ یہ شرک کی طرف لوٹ آئیں۔ لیکن ان کی زبان پر اَحد اَحد کا کلمہ ہوتا، ورقہ ان کے پاس سے گزرتے اور وہ اسی حالت میں اَحد اَحد کہتے ہوتے، تو ورقہ کہتے کہ اے بلالؓ یہ اَحد اَحد کا کلمہ کب تک کہو گے؟ (یعنی کسی طرح جان بچاؤ اور لوگوں سے کہتے) خُدا کی قسم اگر تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا تو میں اس قصہ کو ہمیشہ کے لیے داستانِ غم بنا لوں گا۔ [3]

[4] حضرت عروہؓ کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ ورقہ بن نوفل حضرت بلالؓ پر سے گذرتے اور لوگ انہیں انتہائی سزائیں دے رہے ہوتے اور حضرت بلالؓ کی زبان پر اللہ اَحد کا کلمہ جاری ہوتا ورقہ کہتے، اللہ اللہ اے بلالؓ! اس حالت میں بھی اللہ اَحد کا کلمہ جاری ہے۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل، اُمیّہ بن خلف سے جو انہیں تکلیفیں پہنچاتا ہوتا متوجہ ہو کر کہتے اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم لوگوں نے اُسے قتل کر دیا تو مَیں ان کے قتل کو ہمیشہ کے لیے باعثِ رنج والم بنا لوں گا ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہاں پر سے گذر ہوا اور لوگ انہیں سزائیں دے رہے تھے۔

1۔ واخرجہ ابونعیم اصفانی الحلیۃ ج 1 صفحہ 140۔ 2۔ واخرجہ ابن سعد ج 2 صفحہ 166 عن مجاہد بخوہ

3۔ (وھذا مرسل جید کذا فی الاصابۃ ج 3 صفحہ 634)۔

4۔ (واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج 1 صفحہ 148 عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ نے اُمیہ سے کہا اس مسکین کے بارے میں تو خدا سے نہیں ڈرتا، کب تک تو یہ تکلیفیں اور ایذا رسانی کرتا رہے گا؟ اُمیہ بولا کہ اس کو تمہیں نے بگاڑا ہے، اب تم ہی اسے سزا سے چھڑاؤ، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہاں! مَیں یہ بھی کروں گا، میرے پاس ایک حبشی غلام بہت ہی پھرتیلا اور ان سے زیادہ کاروبار کرنے والا ہے اور تیرے دین پر پکا ہے ان کے بدلے تجھے مَیں وہ دیدوں گا۔ اُمیہ نے کہا مجھے وہ منظور ہے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جاوہ میں نے تجھے دیا، حضرت ابوبکرؓ نے اس غلام کو اُمیہ کے حوالہ کیا، اور حضرت بلالؓ کو لے کر آزاد کر دیا، اس سے قبل کہ حضرت ابوبکرؓ مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائیں چھ اور غلاموں کو جو اسلام لائے جانے کی وجہ سے تکلیفیں اُٹھائے جارہے تھے خرید کر آزاد کیا اور حضرت بلالؓ ان میں ساتویں تھے۔ ابنِ اسحاقؒ [1] سے منقول ہے کہ جب دوپہر انتہائی گرم ہو جاتی تو اُمیہ حضرت بلالؓ کو لے کر نکلتا اور مکہ کی پتھریلی زمین پر ان کو پیٹھ کے بل لٹا دیتا۔ پھر حکم دیتا کہ ایک بہت بڑا پتھر جلتا ہوا ان کے سینے پر رکھ دیا جائے پھر ان سے کہتا تم اسی طرح پڑے رہو گے یا مر جاؤ گے اور نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرو اور لات وعزیٰ کی پرستش اختیار کرو۔ حضرت بلالؓ اس مصیبت میں اَحد اَحد کہتے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھیوں کے مصائب برداشت کرنے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ان لوگوں کو خرید کر آزاد کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کا نام عتیق تھا۔

جزاللّٰہ خیرا عن بلال وصحبہ 1 عتیقا واخزی فاکھا وابا جھل

عشیۃ ھما فی بلال بسوءۃ 2 ولم یحذرا ما یحذر المرء ذوالعقل

بتوحیدہ رب الانام وقولہ 3 شھدت بان اللّٰہ ربی علی مھل

فان یقتلونی یقتلونی فلم اکن 4 لا شرک بالرحمن من خیفۃ القتل

فیارب ابراھیم والعبد یونس 5 وموسیٰ و عیسیٰ نجنی ثم لا تبل

لمن ظل یھوی الغیّ من آل غالب 6 علی غیر برکان منہ ولا عدل [2]

1۔ وذکرابونعیم فی الحلیۃ ج1 صفحہ 148۔

2۔ کذافی الحلطیہ ج1 صفحہ 148۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ اشعار

1۔ حضرت بلالؓ اور اُن کے ساتھیوں کی جانب سے اللہ تعالیٰ عتیق یعنی ابو بکرؓ صدیق کو جزائے خیر دے اور فاکہہ اور ابو جہل کو رسوا کرے۔

2۔ مَیں اُس شام کو نہ بھولوں گا کہ وہ دونوں بلالؓ کو سزائیں دے رہے تھے اور ایسی سزا دینے سے نہیں ڈرتے تھے جس کے دینے سے عقلمند آدمی پرہیز کرتا ہے۔

3۔ یہ مصائب کا ڈھانا محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے مخلوقات کے رب کی توحید کا اقرار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے اور میرا دل اس بات پر مطمئن ہے۔

4۔ اگر وہ مجھے قتل کر ڈالیں تو میں ان لوگوں مَیں سے نہیں ہوں کہ قتل کے ڈر سے خُدا کے ساتھ شرک کروں۔

5۔ اے ابراہیم اور یونس اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے رب ! مجھ کو نجات دے دے اور

6۔ پھر مجھ کو آلِ غالب میں جو گمراہ ہیں، ظالم ہیں بھلے نہیں، ان کے ساتھ مبتلا نہ فرما۔ (حیاۃ الصحابہؓ)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر حضرت عمرؓ کی ہچکی بندھ گئی

رسول اللہ کا فیض صحبت صحابۂ کرام کے لیے دولت جاودانی تھا۔ انھیں ایک پل بھی حضورؐ کی مفارقت گوارا نہ تھی۔ اور آستانہ نبوت سے وابستگی کے لیے مال ومتاع کی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی انھیں دریغ نہ تھا۔ دشمنوں کی طرف سے خطرات کے موقع پر حضورؐ تھوڑی دیر کے لیے بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے تو جاں نثار صحابہؓ کو بے حد پریشانی ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک دن حضور صحابہ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپؐ کسی ضرورت سے اُٹھے، پلٹنے میں زیادہ دیر ہوگئی، تو صحابہ کرامؓ گھبرا گئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ آپؐ کی جستجو میں نکلے، انصار کے ایک باغ کے پاس پہنچے اندر جانے کا راستہ نہ ملا۔ دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا اسی میں گھس کر اندر پہنچے وہاں حضورؐ کو دیکھ کر اطمینان ہوا اور حضورؐ سے صحابہؓ کرام کی پریشانی اور اضطراب کا حال بیان کیا۔

دُنیا میں حضورؐ کی صحبت و دیدار سے سیری نہ ہوئی تو بعض صحابہؓ نے یہ تمنا کی کہ عقبیٰ میں بھی ہم اس دولت سے بہرہ مند ہوں۔ چنانچہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ سے جو آپؐ کے خادم تھے، ایک بار حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ مانگو، وہ کہنے لگے جنت میں حضورؐ کی رفاقت کا متمنی ہوں۔ ارشاد ہُوا کچھ اور؟ بولے بس صرف اسی ایک چیز کی تمنا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اگر یہی دولت چاہتے ہو تو نماز بکثرت پڑھا کرو۔ حضورؐ کے وصال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد جب بھی آپؐ یاد آتے صحابہ کرامؓ بے اختیار رو پڑتے اور حضورؐ سے ابدی مفارقت کا تصور انھیں بے تاب کر دیتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رسول اللہؐ کی زندگی میں جو رفاقت وقرب کا شرف حاصل تھا، اس نے انھیں بے حد رقیق القلب بنا دیا تھا۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے جب مرض الموت میں ان کو اپنی جگہ امام بنانا چاہا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ انھیں معذور سمجھیے یہ تو جب حضورؐ کو نہ دیکھیں گے تو خود بھی روئیں گے اور دوسرے صحابہ کو بھی رلائیں گے۔

حضورؐ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے بیٹھے بول اُٹھے ''جمعرات کا دن، جمعرات کا دن''۔ اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے پوچھا جمعرات کے دن کا کیا مطلب؟ کہنے لگے اس دن حضورؐ کے مرض الموت نے شدت اختیار کی تھی۔ حضرت بلالؓ نے جو حضورؐ کے مؤذن خاص تھے، آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کبھی اذان نہ دی تھی کیوں کہ آقا و مولاؐ کی یاد سے دل بھر آتا تھا۔ ایک دن حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ان کے اصرار سے مجبور ہو گئے اور اذان دینی شروع کی۔ اُن کی آواز سُن کر حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ رسول اللہؐ کے مبارک عہد کا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر گیا، دل بے چین ہو گئے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور حضرت عمرؓ کی تو ہچکی بندھ گئی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوارئ رسول اللہؐ کے قاتل کو حضرت علیؓ نے جہنم کی بشارت دی

35ھ میں مفسدین نے مدینۂ منورہ پر اپنی حکومت قائم کر لی اور بارگاہِ خلافت کا محاصرہ کر لیا۔ اس نازک موقع پر حضرت زبیرؓ نے اپنے بڑے فرزند عبداللہؓ کو بارگاہِ خلافت کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ لیکن ایک دن باغی دوسری طرف سے دیوار پھلانگ کر کاشانۂ خلافت میں داخل ہو گئے اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالا۔ حضرت زبیرؓ کو امیر المومنین کی مظلومانہ شہادت سے سخت صدمہ پہنچا۔ ادھر مفسدین امیر المومنین کی تجہیز و تکفین کے بھی روادار نہ تھے۔ آخر حضرت زبیرؓ اور چند دوسرے مسلمانوں نے جان پر کھیل کر حضرت عثمانؓ شہید کی تجہیز و تکفین کی۔ پھر رات کے وقت پوشیدہ طور پر حضرت زبیرؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور مضافاتِ مدینہ میں حش کوکب کے مقام پر انہیں سپردِ خاک کر دیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد سیدنا علی مرتضیٰؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ ان کے عہدِ خلافت کے اوائل ہی میں حالات و واقعات نے کچھ ایسی صورت اختیار کی کہ قصاصِ عثمانؓ کے سلسلے میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلے میں اصلاح کا علم بلند کر دیا۔ حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور کئی دوسرے صحابہ اُمّ المومنینؓ کے پُر جوش حامیوں میں تھے۔ دوسری طرف امیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومنین حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ بھی جلیل القدر صحابہ کی ایک کثیر تعداد تھی۔ (جمادی الاخری 36ھ کو اپنے وقت کے بہترین انسانوں کے مابین جمل کی انتہائی افسوسناک لڑائی پیش آئی۔ مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق لڑائی کے آغاز سے پہلے سیدنا علی مرتضیٰ تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور حضرت زبیرؓ کو پکار کر کہا:

''ابو عبداللہ۔ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب ہم دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے رسول اللہؐ کے سامنے سے گزرے تھے۔ حضورؐ نے تم سے سوال کیا تھا، کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو؟ جب تم نے اثبات میں جواب دیا تو حضورؐ نے فرمایا تھا، ایک دن تم ناحق علی سے لڑو گے''۔

حضرت زبیرؓ نے جواب دیا: ''ہاں مجھے یاد آ گیا''۔

حضرت علیؓ تو یہ بات یاد دلا کر اپنے لشکر میں واپس چلے گئے، لیکن حضرت زبیرؓ کے دل کی دُنیا بدل گئی۔ وہ اُسی وقت میدانِ جنگ سے کنارہ کش ہو کر بصرہ روانہ ہو گئے۔ ایک شخص عمرو بن جرموز نے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کا تعاقب کیا۔ حضرت زبیرؓ نے بصرہ پہنچ کر اپنے غلاموں کو سامان و اسباب کے ساتھ روانہ ہونے کی ہدایت کی اور خود بصرہ کی آبادی سے دُور نکل آئے۔ اس وقت ابنِ جرموز گھوڑا دوڑا کر ان کے قریب پہنچا اور پوچھا: ''ابو عبداللہ آپ نے قوم کو کس حال میں چھوڑا؟''

حضرت زبیرؓ: ''لوگ ایک دوسرے کا خون بہانے پر تُلے ہُوئے تھے''۔

ابنِ جرموز: ''آپ کہاں جا رہے ہیں؟''

حضرت زبیرؓ: ''مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور اَب میں اس ہنگامے سے کنارہ کش ہو کر کسی طرف نکل جانا چاہتا ہوں۔

ابنِ جرموز نے کہا تو چلیے مَیں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ کچھ دُور جانے کے بعد ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ نماز پڑھنے کے لیے ٹھہر گئے۔ ابنِ جرموز نے کہا مَیں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔

حضرت زبیرؓ نے فرمایا: ''مَیں تمہیں امان دیتا ہوں کیا تم بھی میرے حق میں ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کرو گے؟''

ابن جرموز نے کہا: یقیناً۔

اس عہد و پیمان کے بعد دونوں گھوڑوں سے اُتر کر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت زبیرؓ جونہی سجدے میں گئے عمرو بن جرموز نے غدّاری کر کے ان کی گردن پر تلوار کا وار کیا اور حوارئِ رسول کا سَر اقدس تن سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد وہ حضرت زبیرؓ کی زرہ، تلوار اور سر لے کر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُسے توقع تھی کہ امیر المومنین اس کام کو سراہیں گے، لیکن شیرِ خُدا نے حضرت زبیرؓ کی تلوار پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈالی اور فرمایا:

''اس تلوار نے بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے دشمنوں کے دل بادل ہٹائے۔ اے ابن صفیہؓ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو۔''

کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ابن جرموز نے مایوسی کے عالم میں یہ شعر کہے۔

اَتَیتُ عَلِیّاً بِرَاسِ الزُّبیر — اَرجُو لَدَیہِ بِہِ الزُّلفَہ
فَبَشَّرَ بِالنّارِ اذجئتُہ — فَبِئسَ البَشارَۃُ والتُحفہ

ترجمہ: مَیں علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سَر لے کر حاضر ہوا، مجھے اس کام سے ان کے تقرب کی اُمید تھی۔ جب مَیں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے جہنم کی بشارت دی۔ سو کیسی بُری بشارت اور کیسا بُرا تحفہ ہے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مصعبؓ بن عمیر ــــــ پرچم اسلام بلند رکھنے والے صحابی

2ھ ہجری میں غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت مصعبؓ بن عمیر ان تین سو تیرہ نفوس قدسی میں سے ایک تھے جنھوں نے اپنی استقامت وعزیمت اور اخلاص و ایثار کے انمٹ نقوش صفحۂ تاریخ پر ثبت کیے اور جنھیں ''اصحاب بدر'' کا عظیم الشان لقب مرحمت ہوا۔ حق و باطل کے اس معرکۂ اوّل میں انھیں یہ خصوصی شرف بھی حاصل ہوا کہ سرور عالمؐ نے انھیں مہاجرین کا سب سے بڑا علم عنایت فرمایا۔

3ھ ہجری میں جنگ اُحد پیش آئی تو اس میں بھی حضورؐ نے علمبرداری کا شرف حضرت مصعبؓ کو عطا فرمایا۔ جب ایک اتفاقی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی تو اس وقت مسلمانوں کے تین گروہ ہوگئے۔

ایک گروہ نے کہا۔ ''رسول اللہؐ کے بعد لڑنے سے کیا حاصل؟'' اور یہ کہہ کر مدینہ کی طرف چل دیا۔

دوسرے گروہ نے کہا۔ ''حضورؐ کے بعد جینے سے کیا حاصل؟'' اور یہ کہہ کر حصول شہادت کی خاطر مردانہ وار لشکر کفار میں گھس گیا۔

تیسرا گروہ وہ تھا جو حضورؐ کے گرد حصار بنا کر حفاظت کر رہا تھا۔ یہ صرف چودہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانبازوں پر مشتمل تھا۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر ثابت قدم مجاہدین کے دوسرے گروہ میں شامل تھے۔ ان کا سینہ علم دین کا مخزن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سُنی تو زبان پر بے اختیار یہ آیت جاری ہوگئی۔

وما مُحمَّد ''رَسُول'' ج قد خَلَت مِن قَبلِهِ الرُّسُل ' (سورۃ آل عمران)

اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی انھوں نے بلند آواز سے نعرہ لگایا:

''میں رسولؐ اللہ کا علم سرنگوں نہیں ہونے دوں گا۔''

یہ کہہ کر ایک ہاتھ میں شمشیر برہنہ اور دوسرے میں علَم لیے کفار پر ٹوٹ پڑے۔ مشرکین کے مشہور شہسوار ابنِ قمیہٗ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا اور ان کا داہنا ہاتھ شہید کر ڈالا۔ حضرت مصعبؓ نے فوراً بائیں ہاتھ میں علم تھام لیا۔ ابنِ قمیہ نے دوسرا ہاتھ بھی شہید کردیا۔ انھوں نے کٹے ہُوئے بازوؤں کا حلقہ بنا کر علم کو سینے سے چمٹا لیا۔ گویا تہیہ کر رکھا تھا کہ جب تک سانس میں سانس ہے پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیں گے۔ بد بخت ابنِ قمیہٗ نے اب جھنجھلا کر ان پر نیزے کا ایک ایسا بھرپور وار کیا کہ اس کی انی ٹوٹ کر حضرت مصعبؓ کے علم وعشق سے معمور مقدّس سینے میں رہ گئی اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جونہی وہ گرے ان کے بھائی ابوالرومؓ بن عمیر نے آگے بڑھ کر علم سنبھال لیا اور لڑائی ختم ہونے تک اس کو تھامے ہُوئے حق شجاعت ادا کرتے رہے۔ جنگ کے بعد اس علم کو سرنگوں کیے بغیر مدینہ لائے۔

جب قریش میدانِ جنگ سے واپس چلے گئے اور مسلمان اپنے شہداء کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہُوئے تو اُنھوں نے دیکھا کہ مکہ کے جوان رعنا مصعبؓ چہرہ کے بل گرے ہُوئے خاک وخون میں غلطاں ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت سے سخت صدمہ پہنچا۔ آپؐ اس پیکرِ علم وعمل کی لاش کے قریب کھڑے ہوگئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا اُسے سچ کر دکھایا۔ بعض ان میں سے اپنی مدت پوری کر چکے ہیں اور بعض ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا''۔

اس کے بعد آپ ؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

''مَیں نے مکہ میں تمہارے جیسا حسین اور خوش لباس اور کوئی نہ دیکھا تھا، لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال گرد آلود اور اُلجھے ہُوئے ہیں اور تمہارے جسم پر صرف ایک چادر ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر رہو گے۔''

پھر آپ ؐ نے حضرت مصعب ؓ کی تکفین کا حکم دیا۔ اس شہید راہِ حق کی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اس سے سَر ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں مستور کیے جاتے تو سَر برہنہ ہو جاتا۔ بالآخر حضور ؐ نے فرمایا کہ سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں کو ''اذخر'' گھاس سے چھپا کر اس شہیدِ حق کو سُپردِ خاک کر دو۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبیدہ بن الجراحؓ

آپ کا نام عامر، کنیت ابوعبیدہ اور لقب امین الامت تھا، والد کا نام عبداللہ تھا مگر آپ دادا کی طرف منسوب ہو کر ابنِ الجراح کے نام سے مشہور ہوئے۔ جب آفتابِ رسالتؐ طلوع ہوا، اس وقت آپ کی عمر تقریباً ستائیس سال تھی اور آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ و دعوت پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔

جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے کے بعد بھی مشرکین قریش نے مسلمانوں کو سکون سے بیٹھنے نہ دیا تو رمضان المبارک 2ھ میں مسلمان مجبور ہو کر بدر میں کفار کے مقابل صف آراء ہوئے، حضرت ابوعبیدہؓ بھی اس معرکہ میں نہایت شجاعت و جانبازی کے ساتھ سرگرم پیکار ہوئے۔ آپ کے والد عبداللہ جو کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے۔ قبول اسلام کی وجہ سے آپ کے سخت دشمن بن گئے تھے۔ انہوں نے آپ کو تاک تاک کر نشانہ بنایا مگر آپ نے ہر بار اُن سے درگزر فرمایا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ باز نہیں آرہے ہیں تو پھر ایک ہی وار سے ان کا کام تمام کر دیا۔

غزوۂ اُحد میں بھی آپ حضور اکرمؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اس غزوہ میں عبداللہ بن قمیہ کے حملہ سے آپؐ کا چہرۂ اقدس زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں رُخسار مبارک میں گھس گئیں۔ جس سے آنحضرتؐ کو سخت تکلیف تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کڑیوں کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس سے ان کے اپنے دو دانت شہید ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمادی آلاخر 8ھ میں ذات السّلاسل کے معرکے میں جب عمرو بن العاصؓ نے دربارِ رسالتِ مآبؐ کمک بھیجنے کی درخواست کی، تو آنحضرتؐ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو علیحدہ علم مرحمت فرما کر دو سو مجاہدین کے ساتھ بھیجا۔ اور اس فوج میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ بھی تھے۔ اَب قدرتی طور پر امامت اور سپہ سالاری کی بحث پیدا ہوگئی، ظاہر ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ کی موجودگی میں حضرت عمروؓ بن العاصؓ کو اس شرف گرامی کا استحقاق نہ تھا تاہم حضرت اُبوعبیدہؓ نے سرِ تسلیم خم کیا اور جس مقصد کے لیے گئے تھے، اُسے بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد مدینہ واپس آئے۔

رجب 8ھ آپؐ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو تین سو مجاہدین کا سردار بنا کر قریشی قافلوں کی نقل وحرکت کا پتہ لگانے نیز قبیلہ جہینہ پر حملہ کرنے کے لیے سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت عمرؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ بھی شامل تھے۔ اسی سال رمضان المبارک میں مکہ فتح ہوا، پھر حنین اور طائف کے معرکے وقوع میں آئے، جن میں حضرت اُبوعبیدہؓ نہایت جانبازی کے ساتھ پیش پیش رہے۔

OO

شام کی سپہ سالاری

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد 12ھ میں کبارِ صحابہؓ کے مشورہ سے شام پر کئی اطراف سے لشکر کشی کا اہتمام کیا۔ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو سپہ سالار مقرر کیا۔ ان کی متحدہ فوج نے بصریٰ فحل اور اجنادین کو فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا، جو تین ماہ تک جاری رہا، محاصرہ ابھی جاری تھا کہ صدیق اکبرؓ کا زمانہ ختم ہوگیا اور دمشق کی فتح حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی دُور میں عمل میں آئی، دمشق فتح کر کے اسلامی فوجیں آگے بڑھیں اور مقام فحل میں خیمہ افگن ہوئیں۔ رُومیوں کو دمشق کے نکل جانے کا بڑا افسوس تھا۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو روکنے کے لیے صوبہ اُردن کے شہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسیان میں فوجیں جمع کیں۔ ذیقعدہ 14ھ میں فریقین میں جنگ شروع ہوگئی، حضرت ابوعبیدہؓ ایک ایک صف میں جا کر کہتے ''خدا کے بندو، صبر کے ساتھ خُدا سے مدد چاہو، کیونکہ خُدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ بالآخر کئی خون ریز معرکوں کے بعد عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی اور اُردن کا پورا صوبہ مسلمانوں کے زیرِ نگین ہوگیا۔

ایک دفعہ حضرت عمرِ فاروقؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطورِ انعام بھیجے۔ انہوں نے اُسی وقت تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی اور ایک کوڑی بھی اپنے لیے نہ رکھی، جب امیر المومنینؓ نے سُنا تو فرمایا! ''الحمدللہ'' کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں''۔

شام میں آپؓ کی شفقت و رعایا پروری نے عیسائیوں کو بھی مرہون منت بنا رکھا تھا۔ وہاں عیسائیوں کو اوقاتِ نماز میں ناقوس بجانے اور گزرگاہوں سے صلیب نکالنے کی اجازت نہ تھی تاہم انہوں نے سال میں ایک بار عید کے موقع پر صلیب نکالنے کی اجازت کے لیے درخواست گزاری کی۔ جسے حضرت ابوعبیدہؓ نے بخوشی منظور فرمالیا اور اس رواداری کا اثر یہ ہوا کہ شامی خود اپنے ہم مذہب رومیوں کے دشمن ہوگئے اور برضا و رغبت جاسوسی اور خبر رسانی کی خدمات انجام دینے لگے۔

OO

جب شام میں طاعون کی وباء پھیلی

18ھ میں نہایت شدت سے طاعون کی وباء پھیلی اور شام اس کا خصوصی ہدف تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس وباء کا علم ہوا تو سخت فکرمند ہوگئے اور دارالخلافہ چھوڑ کر شام روانہ ہوئے۔ مقامِ سُرغ پہنچے تو حضرت ابوعبیدہؓ اور دوسرے سرداروں نے استقبال کیا۔ اس دوران میں وباء کا زور بڑھتا جا رہا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کو قریش کے بوڑھے اور تجربہ کار بزرگ نے مشورہ دیا کہ سرِ دست یہاں سے لوگوں کا منتقل ہو جانا ہی بہتر ہے اور پھر حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ نے منادی کرادی کہ میں کل صبح واپس جاؤں گا۔ سب ساتھ چلیں حضرت اُبو عبیدہؓ چونکہ نہایت شدت کے ساتھ تقدیر کے قائل تھے۔ اس لیے یہ حکم انہیں ناگوار گزرا اور وہ مسلمانوں کو وہاں چھوڑ کر جانے پر آمادہ نہ ہوئے۔

حضرت اُبو عبیدہؓ پر وباء کا اندرونی اثر ہو چکا تھا۔ چنانچہ جابیہ پہنچ کر طاعون میں مبتلا ہو گئے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو حضرت معاذؓ بن جبل کو اپنا جانشین بنایا۔ جب نماز کا وقت آیا تو حضرت اُبو عبیدہؓ نے اپنے جانشین کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ادھر نماز ختم ہوئی اور ادھر امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے داعیٔ حق کو لبیک کہا۔ اِنّا للّٰه و اِنّا اِلَیهِ راجعون۔

OO

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمیرؓ مکہ سے محمدؐ کو قتل کرنے جاتے ہیں اور مسلمان ہو کر لوٹتے ہیں

جنگ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے کہ صفوان بن اُمیّہ جس کا باپ بدر میں قتل ہوا تھا۔ اور عمیر بن وہب[1] مکہ سے باہر سنسان جگہ میں جمع ہُوئے اور نبی صلعم کے خلاف باتیں کرنے لگے۔

عمیر بولا۔ ''اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور اگر مجھے اپنے کنبہ کے بے کس رہ جانے کا خیال نہ ہوتا تو مَیں خود مدینہ جاتا اور محمدؐ کو قتل ہی کر کے آتا''۔

صفوان بولا۔ ''تیرا قرض مَیں چکا دوں گا اور تیرے کنبے کا خرچ جب تک مَیں زندہ ہوں، میرے ذمہ ہوگا''۔

عمیر بولا۔ ''بہتر یہ راز کسی پر نہ کھلے''۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کرایا اور زہر میں اُسے بجھوایا اور مکہ سے روانہ ہو گیا۔

عمیر مدینے پہنچ کر مسجد نبویؐ کے سامنے اپنا اُونٹ بٹھا رہا تھا کہ اُونٹ بول پڑا۔ عمرِ فاروق ؓ نے اُسے دیکھا اور پہچانا اور دل میں سمجھ گئے کہ یہ شیطان ضرور مفسدارادہ سے آیا ہے۔ اس لیے آگے بڑھ کر نبی صلعم سے عرض کی کہ عمیر بن وہب مسلح چلا آ رہا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا اُسے میرے پاس آنے دو۔ عمرِ فاروق ؓ نے اُس کی تلوار پر قبضہ کر لیا،

1۔ جس کا بیٹا ہنوز مسلمانوں کے ہاتھ میں اسیر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی گردن پکڑ کر نبی صلعم کے سامنے لے گئے۔ نبیؐ نے یہ دیکھا تو فرمایا۔ ''عمرؓ! اسے چھوڑ دو، عمیر! تم میرے پاس آ جاؤ۔ عمیر نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ نبی صلعم نے پوچھا، کہو کس طرح آئے؟ کہا اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں۔ نبی صلعم نے پوچھا۔ یہ تلوار کیسی ہے؟ عمیر بولا۔ یہ کیا تلوار ہے اور ہماری تلواروں نے آپ کا پہلے بھی کیا کر لیا ہے؟ نبی صلعم نے فرمایا تم سچ سچ بتاؤ۔ عمیر نے پھر اسی جواب کو دُہرایا، نبی صلعم نے فرمایا دیکھو۔ تُو اور صفوان مکہ سے باہر سنسان پہاڑ میں گئے تھے۔ صفوان نے تیرا قرض اور تیرے کنبے کا خرچ اپنے اُوپر لے لیا ہے اور تو نے میرے قتل کا وعدہ کیا ہے اور اسی ارادہ سے تو یہاں آیا ہے۔ عمیر تُو یہ نہ سمجھا کہ میرا محافظ خُدا ہے۔ عمیر یہ سُن کر حیران ہو گیا۔ بولا۔ ''اَب میرا دل مان گیا کہ آپؐ ضرور اللہ کے نبی اور رسولؐ ہیں۔

یہ بالکل آسان تھا کہ سماوی خبروں اور وحی کی بابت ہم آپ کو جھٹلاتے رہے۔ لیکن اَب مَیں اس راز کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں۔ جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا تیسرے کو نہیں۔ خُدا کا شکر ہے جس نے میرے اسلام کا یہ بہانہ بنا دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اپنے بھائی کو دین سکھاؤ۔ قرآن یاد کراؤ اور اس کے فرزند کو آزاد کر دو۔ عمیرؓ نے عرض کیا۔ اے رسولؐ خدا! مجھے اجازت دیجئے کہ میں مکہ ہی واپس جاؤں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں۔ میرے دل میں آتا ہے کہ اب میں بُت پرستوں کو اسی طرح ستایا کروں، جس طرح پہلے مسلمانوں کو ستاتا رہا ہوں۔

عمیر کے مدینے جانے کے بعد صفوان کا یہ حال تھا کہ سرداران قریش سے کہا کرتا تھا۔ دیکھو! چند روز میں کیا گُل کھلنے والا ہے کہ تم بدر کا صدمہ بھول جاؤ گے۔

جب صفوان کو خبر لگی کہ عمیر مسلمان ہو گیا تو اُسے سخت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا عمیر سے بات نہ کروں گا۔ نہ اُسے کوئی فائدہ پہنچنے دوں گا۔ [1]

1۔ سہ 8 ھ کے بعد یہ صفوان خود بھی، جو نبی صلعم کا سخت دشمن تھا اور مکہ کا مشہور سردار تھا، مسلمان ہو گیا تھا۔ (طبری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کے سر کا بوسہ لیتے ہیں

حضرت [1] ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ خطاب نے ایک لشکر روم کی طرف روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں ایک آدمی عبداللہ بن حذافہ نامی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بھی تھے۔ ان کو رومی قید کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے اور اُس سے کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں طاغیہ (روم کے بادشاہ) نے ان سے کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو مَیں اپنے ملک و سلطنت میں تمہیں شریک کرلوں گا، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ کو اپنا سارا ملک اور تمام بلادِ عرب بھی دے دو اور یہ کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پلک مارنے تک کے لیے پھر جاؤ تو ہرگز ایسا نہ کروں گا، اُس نے کہا تو پھر مَیں تمہیں قتل کر دوں گا۔ عبداللہؓ نے کہا اس بات کا تجھے اختیار ہے، اُس نے ان کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور تیر اندازوں سے (خفیہ طور پر) کہا کہ ان پر تیر اس طرح چلاؤ کہ ان کے ہاتھ اور پیر کے قریب سے گذرے اور وہ ان پر نصرانیت پیش کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہؓ اس حالت میں بھی انکار کر رہے تھے۔ پھر اُن کے اُتارے جانے کا حکم دیا، پھر اس نے ایک دیگ منگوائی جس میں پانی بھرا گیا اور خوب جوش دیا گیا پھر دو مسلمان قیدیوں کو منگوایا ان میں سے ایک کو اس دیگ میں ڈال دیا اور وہ خود حضرت

1۔ اخراج البیہقی وابن عساکر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہؓ پر عیسائی بن جانے کا سوال پیش کر رہا تھا اور یہ انکار کر رہے تھے، پھر اس نے ان کے بھی دیگ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جب ان کو دیگ کے قریب لے جایا گیا تو یہ رو دیئے بادشاہ سے کہا گیا کہ یہ رو رہے ہیں، اُس نے گمان کیا کہ شاید یہ عاجزی ظاہر کر رہے ہوں اور کہا کہ انہیں واپس لے آؤ اور پھر ان پر عیسائی ہو جانے کو پیش کیا، انہوں نے انکار کر دیا تب اُس نے کہا تو پھر رو کیوں رہے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لیے رو دیا کہ مَیں نے اپنے جی میں کہا کہ تُو اس وقت مجھے دیگ میں ڈال دے گا اور مَیں ختم ہو جاؤں گا اور میری یہی ایک جان ہے جو چلی جائے گی۔ خواہش تو یہ ہے کہ ہر ہر بال کے عوض میرے جسم میں جانیں ہوتیں جو سب کی سب اللہ کے راستے میں اس دیگ میں ڈالی جاتیں، طاغیہ بادشاہ روم نے ان سے کہا اچھا تم میرے سَر کا بوسہ لے لو مَیں تمہیں چھوڑ دوں گا، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اور میرے تمام مسلمان قیدی؟ اُس نے کہا کہ ان سب کو بھی چھوڑ دوں گا، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے جی میں سوچا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ کہ اللہ کے دشمنوں میں سے یہ ایک دشمن ہے اس کا سَر چومنے سے میری اور تمام مسلمانوں کی رہائی ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے قریب جا کر اس کے سَر کا بوسہ لیا۔ اس نے سارے مسلمان قیدی ان کے حوالے کر دیئے۔ یہ ان سب کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور جب ساری سرگذشت کہہ سنائی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہر مسلمان پر اَب یہ لازم ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ کے سَر کو بوسہ دے، اوّل مَیں ہی اس کام کی ابتدا کرتا ہوں، حضرت عمرؓ کھڑے ہُوئے اور ان کے سَر کو بوسہ دیا۔[1]

OO

1۔ کذا فی کنز العمال ج 7 صفحہ 62 قال فی الاصابۃ ج 2 صفحہ 297۔ واخرج ابن عساکر لہذہ القصۃ شاہداً من حدیث ابن عباسؓ موصولاً۔ وآخر من فوائد ہشام بن عثمان من مرسل الزہری۔ انتہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ کی شجاعت کا ایک واقعہ

ہجرت کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت زبیرؓ نے ہر معرکے میں کمال درجے کی استقامت اور بے جگری سے دادِ شجاعت دی۔ کئی موقعوں پر خود ذات رسالت مآبؐ نے ان کی شجاعت اور جذبۂ فدویت کی برملا تعریف و تحسین فرمائی۔ حق و باطل کا معرکہ اوّل بدر کے میدان میں برپا ہوا تو حضرت زبیرؓ کی شمشیر خارا شگاف دشمن کی صفوں پر برق بے اماں بن کر گری اور انہیں درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ جدھر جھک پڑتے تھے دشمن کا دل بادل کائی کی طرح پھٹ جاتا۔ اس دن ان کے سر پر زرد عمامہ تھا۔ حضورؐ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا:

''آج مسلمانوں کی مدد کے لیے ملائکہ بھی زرد عمامے باندھ کر آسمان سے اُترے ہیں''۔

حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ عین ہنگامۂ کارزار میں جنگجو مشرک نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر للکارا:

''کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے''۔

حضورؐ نے ایک صحابیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''کیا تُو اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا۔ ''یارسولؐ اگر آپ چاہتے ہیں تو مَیں تیار ہوں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی اثنا میں سرورِ عالمؐ کی نظر حضرت زبیرؓ پر پڑی جو قریب ہی بیٹھے تھے اور جوشِ غضب سے کسمسا رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا "اے ابنِ صفیہؓ کھڑے ہو جاؤ اور اس مشرک کے مقابلے پر جاؤ۔" حضرت زبیرؓ تیر کی طرح اُس پر جھپٹے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے۔ دونوں بڑے شہ زور تھے اور ایک دوسرے کو ٹیلے سے گرانے کی کوشش کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "ان دونوں میں سے جو پہلے گرے گا وہ مارا جائے گا۔" پھر آپؐ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں دُعا فرمائی۔ چند ہی لمحے بعد دونوں لڑھکتے ہوئے نیچے اس طرح گرے کہ مشرک نیچے تھا اور حضرت زبیرؓ اس کے اُوپر اور پھر پلک جھپکنے کی دیر میں حضرت زبیرؓ نے اپنی تلوار سے مشرک کی گردن اُڑا دی۔

غزوۂ اُحد میں حضرت زبیرؓ ان چودہ ثابت قدم صحابہ کرامؓ میں سے ایک تھے جو شروع سے اخیر تک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سپر بنے رہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اُحد کے دن طلحہ ابی طلحہ مشرکین کا علمبردار تھا۔ اُس نے میدانِ جنگ میں آ کر مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی۔ حضرت زبیرؓ دوڑتے ہوئے اس کی طرف گئے اور جست لگا کر اُس کے اُونٹ پر سوار ہو گئے۔ پھر اس کو زمین کی طرف دھکیل کر اُونٹ سے گرا دیا۔ اور اپنی تلوار سے اُس کو ذبح کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کی تعریف فرمائی اور فرمایا:

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ اگر زبیر اس کے مقابلے کے لیے نہ نکلتا تو مَیں خود اس کے مقابلے پر جاتا"۔

اثنائے جنگ میں ایک موقع پر سرورِ عالمؐ نے اپنی شمشیر مقدس نیام سے کھینچی اور فرمایا:

"کون ہے جو آج اس کا حق ادا کرے؟"

حضرت زبیرؓ اور حضرت ابو دجانہ انصاریؓ نے تین مرتبہ اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بالآخر حضورؐ نے یہ تلوار حضرت ابو دجانہؓ کو عطا فرمائی۔ تاہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ کا جذبہ فدویت تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ کے لیے محفوظ رہ گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد میں زخم لگے اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپؐ نے اس خیال سے کہ کہیں وہ پلٹ نہ پڑیں۔فرمایا ''کون ان کے تعاقب میں جاتا ہے؟'' صحابہ میں سے ستر (70) آدمی اس کام کے لیے تیار ہوئے ان میں حضرت زبیرؓ بھی تھے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھوک برداشت کرنے کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہؓ [1] فرماتے ہیں، خدا کی قسم بھوک کا یہ عالم ہوتا تھا کہ مَیں اپنا کلیجہ زمین پر ٹیک کر لیٹ رہتا تھا اور کبھی پیٹ سے پتھر باندھتا تھا، ایک روز کا واقعہ ہے کہ مَیں لوگوں کی گزرگاہ پر بیٹھ گیا، حضرت ابوبکرؓ گزرے مَیں نے اُن سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا اور میرا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ اپنے ساتھ چلنے کو مجھ سے کہیں گے سو انہوں نے کچھ نہ کہا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ گزرے ان سے بھی مَیں نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا اور میری غرض وہی تھی، انہوں نے بھی ساتھ چلنے کو نہ کہا اس کے بعد ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم گذرے اور میرا چہرہ دیکھتے ہی آپؐ نے حال معلوم کر لیا اور فرمایا ابو ہریرہؓ! مَیں نے کہا لبیک یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ چلو مَیں نے اندر جانے کی اجازت طلب کی میرے لیے اجازت مل گئی مَیں نے وہاں ایک پیالہ میں دودھ پایا آپؐ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا فلاں یا فلاں گھر والوں نے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! مَیں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور اُن سب کو میرے پاس بلا لاؤ، حضرت

1۔ اخرج احمد عن مجاہد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلامی مہمان تھے نہ یہاں ان کا کوئی اہل تھا نہ یہاں ان کا کوئی مال تھا جب کبھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ آتا آپؐ اس میں سے کچھ لیتے اور باقی سب کا سب ان حضرات کے پاس بھیج دیتے اور اگر صدقہ آتا تو سارا ان حضرات کو دے دیتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں (آپؐ کے اس کہنے نے کہا انہیں بلا لاؤ) مجھے غمگین کر دیا کیونکہ میں جو اُمید لگائے ہوئے تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ مجھے مل جائیں گے، تو باقی دن اور ساری رات ذرا قوت سی رہے گی اور یہ بھی میں نے سوچا کہ میں ہی قاصد ہوں جب یہ سارے لوگ آ جائیں گے تو میں ہی اُن کو پلاؤں گا تو میرے پلے اس میں کیا پڑے گا؟ مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان سے انحراف کی کوئی سبیل بھی نہ تھی، چنانچہ میں گیا اور ان حضرات کو بلا لایا، وہ آئے، اجازت طلب کی انہیں اندر آنے کی اجازت دی گئی وہ اپنی اپنی جگہ پر گھر میں بیٹھ گئے، آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! لو اور ان کو پلاؤ میں نے پیالا اٹھایا اور ان کو پلانا شروع کر دیا، ہر آدمی پیالہ لیتا اور جب چھک لیتا تب واپس کرتا۔ جب ان سب کو پلا کر میں فارغ ہو گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا آپؐ نے پیالہ اپنے دست مبارک میں لیا جس میں تھوڑا بہت باقی تھا پھر آپؐ نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا ابو ہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اب میں اور تم ہی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے سچ فرمایا، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ! اور پیو، چنانچہ میں بیٹھا اور میں نے پیا، آپؐ نے دوبارہ پھر مجھ سے کہا پی! پھر میں نے پیا، آپؐ بار بار مجھ سے فرماتے رہے پی! میں نے اتنا پیا اور اتنا چھک گیا کہ مجھے کہنا پڑا کہ یا رسول اللہ! اب نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اب میں اپنے میں اس دودھ کے لیے کوئی گنجائش اور راستہ نہیں پاتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو لاؤ پیالہ دے دو، میں نے پیالہ آپ کو واپس دیا اور آپؐ نے وہ بچا ہوا نوش فرمایا۔ 1ے

1ے اخرجہ ایضا البخاری والترمذی وقال صحیح کذافی البدایۃ ج 6 صفحہ 101 واخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرطہما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ

کا اسلام لانے کا واقعہ

مسعود[1] بن خراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا رہے تھے، ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کو جس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہُوئے ہیں، کھینچتے ہُوئے لے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بے دین ہو گئے ہیں اور ایک عورت ان کے پیچھے پیچھے غراتی ہوئی اور گالیاں دیتی ہوئی جا رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ان کی ماں صعبہ بنت حضرمی ہے۔[2]

حضرت[3] طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں بصریٰ کے بازار میں گیا ایک راہب کو مَیں نے دیکھا جو اپنے گرجا میں کہہ رہا تھا کہ اس میلہ میں آنے والوں سے پوچھو کیا کوئی ان میں اہل حرم سے ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں حرم کا باشندہ ہوں، اس راہب نے کہا کیا آج کل احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہو گیا ہے، مَیں نے راہب سے پوچھا کون احمد؟ اُس نے کہا عبد اللہ بن عبد المطلب کے

1۔ اخرج البخاری فی التاریخ

2۔ کذا فی الاصابۃ ج 3 صفحہ 41

3۔ واخرج الحاکم فی المستدرک ج 3 صفحہ 369 عن ابراہیم بن محمد بن طلحۃ قال قال لی طلحۃ بن عبید اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے ، یہی ان کے ظہور کا مہینہ ہے۔ اور وہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہیں ان کے ظاہر ہونے کی جگہ حرم ہے اور ان کی ہجرت گاہ وہ شہر ہے جہاں کھجور اور چھوٹے چھوٹے پتھر اور ریت ہوگی، تم فوراً ان کی طرف لپکنا، حضرت طلحہ ؓ فرماتے ہیں اس کی بات میرے جی کو لگ گئی، مَیں جلدی سے بُصریٰ سے نکل کر مکہ آیا اور مَیں نے پوچھا کیا کوئی نیا آدمی ظاہر ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، محمدؐ بن عبداللہ جو امین کے لقب سے مشہور تھے انہوں نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے اور ان کا اتباع ابوقحافہؓ کے بیٹے (ابوبکرؓ) نے کرلیا ہے، حضرت طلحہ ؓ فرماتے ہیں، مَیں گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچا اور مَیں نے پوچھا کیا تم نے اس آدمی کا اتباع کرلیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں! اور تم بھی جاؤ اور اس کا اتباع کرلو وہ حق کی دعوت دیتے ہیں، حضرت طلحہؓ نے جو کچھ راہب سے سنا تھا اس کی حضرت ابوبکر ؓ کو خبر دی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت طلحہ ؓ کو لے کر آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہ ؓ اسلام لے آئے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راہب کی بات کی اطلاع دی حضورؐ بہت خوش ہوئے، جب حضرت ابوبکرؓ اور طلحہ ؓ اسلام لے آئے تو نوفل بن خویلد بن عدویہ نے ان دونوں کو پکڑا اور ایک رسّی میں باندھ دیا بنوتیم نے ان دونوں کو نہ بچایا نوفل بن خویلد قریشی شیر کے نام سے مشہور تھا رسّی باندھنے کی وجہ سے ان دونوں حضرات کو قرینین کہتے ہیں (یعنی ساتھی) بیہقی کی روایت میں آخری جملہ کے بعد یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے میرے اللہ! ہم لوگوں کو ابن عدویہ کے شر سے بچا۔[1]

OO

1۔ کذافی البدایۃ ج 3 صفحہ 25

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالدؓ بن ولید اہلِ حیرہ کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں

صالح بن کیسان [1] کی روایت میں ہے کہ جب حضرت خالدؓ بن ولید نے حیرہ میں نزول فرمایا، حیرہ کے شرفاء آپ کی خدمت میں مع قبیصہ بن ایاس بن حیۃ الطائی کے جس کو کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد حیرہ کا گورنر بنایا تھا، حاضر ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے قبیصہ اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ مَیں تم کو اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر تم نے یہ بات مان لی تو تم مسلمان ہو اور نفع نقصان میں مسلمانوں کے برابر کے شریک، اور اگر تم نے اسلام لانے سے انکار کیا تو جزیہ دو۔ اور اگر تم نے جزیہ سے بھی انکار کیا تو میں تمہارے پاس ایک ایسی قوم لے کر آیا ہوں جو موت کی اسی طرح لالچی ہے جس طرح تم زندگی کے لالچی ہو، ہم تم سے لڑیں گے، پھر اللہ جو چاہے ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ دے۔ قبیصہ نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ مجھے تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے، اور تمہیں جزیہ دیدیں گے، چنانچہ ان لوگوں سے نوے ہزار (90,000) درہم پر صلح ہوگئی۔

1۔ اخرج ابن جریر الطبری ج 2 صفحہ 551 عن ابن حمید عن سلمۃ عن ابن اسحٰق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیہقی میں یونسؒ[1] سے اس طرح منقول ہے کہ حضرت خالدؓ نے اہلِ حیرہ سے فرمایا کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی عبادت کے قابلِ نہیں، اور بلا شک وشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نمازوں کو قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ اور مسلمانوں کے احکامات کا اقرار کرو۔ پھر نفع ونقصان میں مسلمان اور تم برابر کے شریک ہو۔ ہانی (امیر حیرہ کا نام) بولا! اگر میں یہ بھی نہ مانوں تو پھر کیا ہے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو تمہیں اپنے ہاتھوں جزیہ دینا ہوگا۔ اُس نے کہا اگر ہم اس کا بھی انکار کریں تو؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا، اگر تم اس پر بھی راضی نہ ہوں گے تو میں تم کو ایک ایسی قوم کے ذریعے روند ڈالوں گا کہ ان کو موت اس سے زیادہ محبوب ہے جتنا کہ تم کو زندگی پیاری ہے، ہانی نے کہا ہمیں آج کی اس رات مہلت دیجئے تا کہ ہم اس معاملہ میں غور کرلیں، حضرت خالدؓ نے کہا، جاؤ میں نے مہلت دی۔ جب صبح ہوئی سویرے ہی ہانی نے آپ کی خدمت میں آکر کہا کہ ہم لوگوں نے بالاتفاق جزیہ دینا منظور کرلیا ہے، پس آیئے ہم آپ سے صلح کرتے ہیں۔ اس کے بعد باقی قصّہ بیان کیا۔

OO

تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے؟

جب[2] جنگِ یرموک میں لشکر آمنے سامنے آئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اور یزید بن ابی سفیانؓ آگے بڑھے اور ان دونوں حضرات کے ساتھ ضرارؓ بن ازور اور حارثؓ بن ہشام اور ابوجندلؓ بن سہیلؓ تھے۔ ان حضرات نے بآواز بلند کہا کہ ہم لوگ تمہارے امیر سے ملنا چاہتے ہیں، تاکہ اس سے کچھ گفت وشنید کریں۔ اُن کے سردار کا نام تذارق

1۔ خرج البیہقی ج9 صفحہ 187 من طریق یونس بن بکیر عن ابن اسحٰق
2۔ وقال فی البدایۃ ج7 صفحہ 9 ایضا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔اس نے ان حضرات کو داخلہ کی اجازت دے دی، وہ اپنے حریر کے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا۔حضرات صحابہؓ نے کہا ہمارے لیے اس خیمہ میں داخل ہونا حلال نہیں۔اس نے حکم دیا کہ ان حضرات کے لیے حریر کا فرش (خیمہ سے باہر) بچھایا جائے۔ان حضرات نے فرمایا کہ ہمارے لیے اس پر بھی بیٹھنا جائز نہیں، اُس نے کہا جہاں مرضی ہو بیٹھو وہاں میں بھی آپ حضرات کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔بالآخر صلح پر رضا مندی ہوگئی۔ان حضرات نے اللہ کی طرف دعوت دی۔مگر یہ بات پوری نہ ہوئی اور حضرات وہاں سے واپس چلے آئے۔

واقدی[1] وغیرہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ جرجہ نامی ایک بڑا حاکم جنگ یرموک میں سب سے پہلے باہر آیا اور حضرت خالدؓ بن ولید سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔حضرت خالدؓ اس کے پاس آئے اور اتنے قریب آئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں، جرجہ نے کہا اے خالد! مجھے خبر دیجیے بالکل سچ بولیے جھوٹ سے کام نہ لیجیے، اس لیے کہ آزاد آدمی جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے۔اور دھوکہ بازی کی بات نہ کیجیے گا، اس لیے کہ شریف آدمی ان لوگوں سے بھی دھوکہ دہی اور فریب کاری کی بات نہیں کرتا جن کو اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔کیا اللہ پاک نے تمہارے نبی پاک پر آسمان سے کوئی ایسی تلوار اُتاری ہے جو انہوں نے تم کو دی ہے؟ کہ تم جہاں کہیں حملہ کرتے ہو لوگوں کو شکست دے دیتے ہو۔حضرت خالدؓ نے فرمایا نہیں۔جرجہ نے پوچھا، پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے؟ حضرت خالدؓ نے کہا، اللہ پاک نے ہم لوگوں میں اپنا نبی بھیجا اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔ہم سب نے اس سے نفرت برتی اور اس سے دُوری چاہی، اس کے بعد ہمارے بعض لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کے مطیع ہوگئے اور باقی اسی طرح تکذیب اور منافرت پر اڑے رہے، مَیں بھی انہیں لوگوں میں تھا جو تکذیب پر اڑے ہُوئے تھے، اور آپؐ سے دُور بھاگتے تھے۔پھر اللہ پاک نے ہمارے قلوب اور پیشانیاں اپنی گرفت میں لے لیں۔اور ہم کو ان کی وجہ سے ہدایت دی۔اور

1۔وذکر فی البدایۃ ج 7 صفحہ 12۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم لوگوں نے آپؐ سے بیعت کر لی اور حضورؐ نے مجھ سے فرمایا تُو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جس کو اللہ نے مشرکین پر سونتا ہے اور میرے لیے مدد اور کامیابی کی دعا دی۔ جب سے اسی وجہ سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا ہے۔ مَیں تمام مسلمانوں میں سے مشرکین پر انتہائی وزنی اور سخت ہوں، جرجہ نے پوچھا اے خالدؓ! تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ خالد نے فرمایا، اس بات کی گواہی دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اور جو کچھ حضورؐ اللہ کے پاس سے لائے ہیں، اس سب کا اقرار کرو۔ جرجہ نے کہا کہ اگر کوئی تمہارا یہ کہنا نہ مانے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا تو پھر جزیہ دے، ہم اس کی لڑائی سے رُک جائیں گے۔ جرجہ نے کہا اگر جزیہ بھی نہ دے؟

حضرت خالدؓ نے کہا پھر ہم لوگ اُسے جنگ کی اطلاع دے کر لڑائی شروع کر دیتے ہیں۔

جرجہ نے پوچھا۔ اچھا اس آدمی کی قدر و منزلت تم میں کیسی ہے، جو آج تمہارے دین میں داخل ہو جائے؟

حضرت خالدؓ نے فرمایا، ہم سب کا ایک مرتبہ ہے۔ ان تمام معاملات میں جو اللہ پاک نے ہم لوگوں پر فرض کیے ہیں۔ ہمارے شرفاء اور ہمارے عوام اور ہمارے پہلے اور ہمارے پچھلے سب برابر ہیں۔ جرجہ نے کہا، کیا جو شخص آج تمہارے ساتھ اسلام میں داخل ہو اس کے لیے اسی جیسا اجر و ثواب ہے جو تمہارے لیے ہے؟

حضرت خالدؓ نے کہا، بے شک! بلکہ وہ افضل ہے۔

جرجہ نے کہا، یہ بات سمجھ میں نہ آئی، تمہارے مساوی کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ تم لوگ اس سے پہلے اسلام لا چکے ہو۔

حضرت خالدؓ نے فرمایا ہم نے یہ دین بڑی مشکلوں سے اختیار کیا تھا اور ہم نے اپنے نبیؐ سے اس وقت میں بیعت کی تھی جب وہ بحالت حیات ہمارے درمیان موجود تھے۔ آپؐ کے پاس آسمان سے خبریں آتی تھیں۔ آپؐ ہم لوگوں کو کتاب اللہ کی خبریں بتاتے تھے، اور ہم کو معجزات دکھاتے تھے اور جو کچھ ہم نے دیکھا اور ہم نے سُنا ہر اُس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی پر جس نے یہ بات دیکھی اور سُنی، حق ہے کہ اسلام لائے اور بیعت کرے اور بیشک تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ تم نے نہ وہ باتیں دیکھیں جو ہم نے دیکھیں اور نہ تم نے وہ چیزیں سُنیں جو ہم نے سُنیں یعنی عجائباتِ قدرت اور دلائل نبوت۔ اب تم میں سے جو آدمی سچی نیت کے ساتھ اسلام میں داخل ہوتا ہے، بے شک وہ ہم سے افضل ہے، جرجہ نے کہا، خُدا کی قسم تم نے ہم سے سچی بات کی اور دھوکہ بازی کی بات نہیں کی۔ حضرت خالدؓ نے کہا، خُدا کی قسم مَیں نے تجھ سے سچ ہی کہا، اور اللہ پاک گواہ ہے کہ میں نے تیرے سوال کا جواب ٹھیک دیا۔ یہ سُن کر جرجہ نے ڈھال پلٹ دی۔ (جو ختم جنگ کا اشارہ ہے) اور حضرت خالدؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مجھے اسلام کی دعوت دیجئے۔ حضرت خالدؓ اس کو لے کر اپنے خیمہ میں آئے۔ اُس کے اُوپر مشک سے پانی ڈال کر غسل کرایا، اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ رومیوں نے اس وجہ سے کہ جرجہ ان کی آنکھوں دیکھتے خالدؓ کے ساتھ ہو لیے، اتنا شدّید حملہ کیا کہ مسلمانوں کو اپنے موقف سے ہٹ جانا پڑا، مگر دو جماعتیں اپنی جگہ پر رہیں۔ ایک وہ جس میں عکرمہؓ بن ابو جہل تھے اور دوسری پر حارثؓ بن ہشام۔

یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہُوئے اور جرجہؓ ان کی معیت میں تھے اور رومی فوجیں مسلمانوں کے لشکر کے درمیان آ چکی تھیں، لوگوں کو للکارا، لوگ اپنے ٹھکانوں پر لگے، اور فوجِ روم، اپنے موقف پر پیچھے ہٹی، اور خالد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کو جوش میں لائے اور اتنی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ تلوار سے تلواریں لڑ گئیں۔ حضرت خالدؓ اور جرجہ آفتاب کے بلند ہونے سے آفتاب کے غروب ہونے تک مع لشکر مسلمین لڑائی میں مصروف رہے۔ ظہر اور عصر کی نماز بھی اشارہ سے پڑھی گئیں۔ جرجہ زخمی ہُوئے اور ان کی قسمت میں وہی دو رکعت نمازیں تھیں جو حضرت خالدؓ کے ساتھ ادا کی تھیں اور داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔[1]

OO

1۔ وقال الحافظ فی الاصابہ ج 1 صفحہ 260 ذکرہ ابن یونس الازدی فی فتوح الشام ومن طریق ابی نعیم فی الدلائل وقال جرجیر وقال سیف بن عمر فی الفتوح جرجۃ وذکر انہ اسلم علی یدی خالد بن الولید واستشہد بالیرموک وذکر قصہ، ابو حذیفۃ اسحٰق بن بشر فی الفتوح ایضا لکن لم یسمہ۔ انتہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓو بن جموح کے اسلام لانے کا واقعہ

ابن[1] اسحٰق کہتے ہیں جب حضرات انصارؓ، حضور علیہ السلام سے بیعت کر کے مدینہ واپس ہوئے تو اسلام مدینہ میں پھیل گیا، کچھ لوگ اپنے پرانے دین پر باقی رہے۔ انہیں میں سے عمرؓو بن جموح بھی ہیں۔ ان کے بیٹے حضرت معاذؓ، عقبہ میں حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ عمرؓو بن جموح بنی سلمہ کے سرداروں اور اُن کے شرفاء میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بُت رکھا تھا جس کو مناۃ کہا جاتا ہے۔ جس طرح وہاں کے دیگر شرفاء کیا کرتے تھے اسی طرح یہ بھی اس کی صفائی اور ستھرائی کا دن رات خیال رکھتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے جوان معاذ بن جبلؓ اور خود ان کا بیٹا معاذؓ بن عمرو مع دیگر اپنے خاندانی جوانوں کے عقبہ پر مشرف بہ اسلام ہو چکے تو یہ حضرات عمرو کے بُت خانہ میں جاتے اور اُس بُت کو اُٹھاتے اور بنی سلمہ کے بعض گڑھوں میں اُس کا سر اوندھا کر کے ڈال دیتے جس میں لوگوں کی غلاظت اور نجاست پڑی ہوتی تھی۔ صبح کو عمرو بن جموح چلاتے اور کہتے تمہارا ناس جائے ہمارے معبود کو آج رات کون لے گیا اور صبح ہی صبح اس کی تلاش کرتے جب اُسے پاتے غسل دیتے صاف کرتے اور خوشبو لگاتے اور پھر کہتے خُدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ تو اس کی اچھی خاصی گت بنا دوں۔ شام کو جب عمرو سوتے یہ لوگ علی الصبح ہی یہ حرکت

1۔ اخرج ابو نعیم فی الدلائل صفحہ 109۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر گذرتے، جب یہ روزانہ کا قصہ ہونے لگا تو ایک روز جہاں یہ لوگ ڈال کر آئے تھے، وہاں سے بُت کو لائے اور پاک صاف کر کے اس کو خوشبو لگائی، اور اپنی تلوار لا کر اُس کی گردن میں لٹکا دی، پھر کہا، اللہ کی قسم مَیں تو جانتا نہیں کہ تیرے ساتھ یہ گستاخی کون کرتا ہے۔ اگر تُو اپنی بھلائی چاہتا ہے تو یہ تلوار تیرے پاس ہے اس کے ذریعے بچاؤ حاصل کرنا۔ جب شام کو یہ سو گئے تو اُن لوگوں نے ان کے بُت کو مع تلوار کے لے کر ایک مرے ہُوئے کتے کے ساتھ رسی میں باندھ کر بنی سلمہ کے ایک ایسے کنویں میں ڈال دیا جس میں لوگ پلیدیاں پھینکا کرتے تھے۔ عمرو بن جموح سویرے ہی تلاش میں اس جگہ پہنچے جہاں یہ روز ڈالا کرتے تھے، وہاں نہ پایا تو اس کی تلاش شروع کی۔ ایک غلاظت کے کنویں میں جا کر ملا۔ جو مَرے ہُوئے کتے کے ساتھ بندھا پڑا تھا۔ جب اس کو اس حالت میں دیکھا تو ہدایت کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اُن کی قوم کے مسلم نوجوانوں نے انہیں سمجھایا اور یہ اسلام لے آئے، اللہ کی ان پر رحمت ہو، اپنے اسلام میں بڑے سچے پکے تھے۔

ایک[1] حدیث میں اس طرح ہے کہ جب بنی سلمہ کے نوجوان مسلمان ہُوئے، تو عمرؓو بن جموح کی بیوی اور اُن کے صاحبزادے نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ عمرؓو بن جموح نے اپنی بیوی سے کہا، اپنے بال بچوں میں سے کسی کو بھی اپنے خاندان میں جانے نہ دینا، جب تک مَیں یہ نہ دیکھ لوں کہ خاندان والے کیا کر رہے ہیں؟ بیوی نے کہا، ایسا ہی کروں گی۔ لیکن ذرا اپنے فلاں بیٹے کی بات تو سنو کہ وہ ان کی کیا باتیں کرتا ہے؟ عمرؓو بن جموح بولے، وہ شاید بے دین ہو گیا ہے بیوی نے کہا نہیں، یہ صاحبزادہ قوم کے ساتھ گیا ضرور تھا، آدمی بھیج کر انہیں اپنے پاس بُلایا اور کہا کہ مجھے بتاؤ تم نے اس آدمی کا کیا کلام سُنا ہے؟ صاحبزادہ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تک پڑھ کر سُنایا۔ باپ نے کہا یہ تو بہترین اور اعلیٰ درجے کا کلام ہے کیا اس کا ہر کلام اسی طرح کا ہے؟ معاذؓ نے کہا اے ابا جان! اس سے بھی

1۔ وزاد منجاب عن زیاد فی حدیثہ عن ابن اسحاق قال وحدثنی اسحاق بن یسار عن رجل من بنی سلمۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا، بیٹے نے کہا کیا آپ کو اُن سے بیعت کرنے کی خواہش ہے؟ آپ کی قوم میں سے اکثر و بیشتر بلکہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کر لی ہے، کہا مَیں جب تک مناۃ سے مشورہ نہ کر لوں کچھ نہیں کہہ سکتا، مَیں دیکھوں وہ کیا کہتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ مناۃ بُت سے بات کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو جواب کی صورت یہ ہوتی تھی کہ پردہ کی اوٹ میں ایک بڑھیا کھڑی کی جاتی تھی، وہی مناۃ کی طرف سے جواب دیا کرتی تھی، اُن کی بیوی نے بڑھیا تو وہاں سے بھگا دی، جب یہ وہاں پہنچے اور تھوڑی دیر اس کی تعظیم بجالا کر کہا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے اُوپر حملہ کی کافی تیاریاں ہو رہی ہیں اور تُو غافل ہے۔ ایک آدمی آیا ہے جو تیری عبادت سے ہم لوگوں کو منع کرتا ہے اور ہم کو حکم دیتا ہے کہ ہم تجھے بے کار کر دیں مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں اس سے بیعت اور مراجعت کروں، جب تک کہ تجھ سے مشورہ نہ لے لوں۔ بہت دیر تک مناۃ کے سامنے یہ باتیں کرتے رہے، مگر وہاں جواب کی بڑھیا غائب تھی، پھر کہا، میرا خیال یہ ہے کہ تُو مجھ پر ناراض ہے۔ حالانکہ میں نے اب تک کوئی گستاخی نہیں کی ہے، اب پھر بھی جواب کی بڑھیا غائب تھی، تو اس بُت کی طرف کھڑے ہُوئے اور توڑ دیا۔

ابن اسحاق[1] کی روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے، جب عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور اللہ کے بارے میں عرفان و معرفت حاصل ہو گئی تو یہ اپنے اشعار میں اپنے بُت کا تذکرہ کرتے ہُوئے اس اللہ پاک کا شکر کر رہے ہیں جس نے ان کو پُرانی گمراہی سے نجات دی۔

اتوب الی اللّٰہ مما مضیٰ	1	واستنقذ اللّٰہ من نارہ
واثنی علیہ بنعمانہ	2	الٰہ الحرام واستارہ
فسبحانہ عدد الخاطبین	3	وقطر السماء ومدرارہ
ھدانی وقد کنت فی ظلمۃ	4	حلیف مناۃ واحجارہ

1۔ وزاد ابراہیم بن سلمۃ فی حدیثہ عن ابن اسحاق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانقد نی بعد شیب القذال 5 من شین ذاك و من عاره

فقد كدت اہلک فی ظلمة 6 تدارك ذاك بمقداره

فحمد اوشكراله ما بقیت 7 الـه الا نام وجباره

ارید بذالک اذقلته 8 مجاور ة اللّٰه فی داره

1۔ میں اپنی سرگذشت سے اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں، اور اللہ پاک سے نجات طلب کرتا ہوں اس کی جہنم سے۔

2۔ اللہ کے انعام پر اس کی مَیں حمد وثنا کرتا ہوں، وہی بیت الحرام اور اس کے پردوں کا معبود ہے۔

3۔ اللہ ہی کی تسبیح اور تقدیس کرتا ہوں مَیں، انسانوں اور آسمان سے اُترنے والے قطروں اور لگاتار برسنے والی بوندوں کی تعداد کے برابر۔

4۔ مَیں تاریکی میں پڑا تھا، مناۃ اور دیگر پتھروں کا پجاری تھا۔ اس خداوند قدوس نے مجھے ہدایت دی۔

5۔ بڑھاپے میں جب میرے سَر کی زلفیں سفید ہو گئیں، اللہ نے مجھ کو اس عیب اور شرم کی بات سے نکالا۔

6۔ مَیں اس ظلمت میں ہلاکت کے قریب تھا۔ اللہ پاک نے اپنی تقدیر سے اس کا تدارک کیا۔

7۔ مَیں جب تک زندہ ہوں اسی کی حمد اور شکر کرتا رہوں گا۔ جو تمام مخلوق اور تمام جابر لوگوں کا خُدا ہے۔

8۔ ان اشعار کے کہنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ مَیں اللہ کے گھر میں اس کا پڑوسی ہو جاؤں۔

اور اپنے بُت کی ہجو میں یہ شعر کہے۔

تاللّٰہ لو کنت الهالم تکن 1 انت وکلب وسط بئر فی قرن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أف لمصر عك الها مستدن 2 الا فتشناك عن سوء الفبن

هو الذی انقذنی من قبل ان 3 اکون فی ظلمة قبر مرتهن

الحمد لله العلی ذی المنن 4 الواهب الرزاق دیان الدین

1۔ خدا کی قسم اگر تُو معبود ہوتا تو تُو اور مرا ہوا کتا کنویں کے بیچوں بیچ ایک رسّی کے ساتھ بندھا ہوا نہ ہوتا۔

2۔ تیرے اس جگہ پڑے ہُوئے ہونے پر لعنت، وہ کس قدر خواری کی جگہ تھی، اگر مَیں تجھے تلاش کر کے اس خواری کی جگہ سے نہ لاتا تو تُو اوندھا ہی پڑا رہتا۔

3۔ اس اللہ پاک نے مجھے اس سے پہلے پہلے بچا لیا کہ مَیں قبر کی تاریکی میں رہن رکھا جاتا۔

4۔ تمام تعریف اس خدائے برتر کی جو احسان کرنے والا عطیہ کا دینے والا۔ رزق کا بخشنے والا، بدلہ کے دن کا مالک ہے۔ (حیاۃ الصحابہؓ۔ حصّہ دوم)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا 1ھ

حضرت عبداللہ یہود کے بڑے فاضلوں میں سے ہیں۔ یوسف صدیق سے ان کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کرتے ہوئے سُن لیا۔ ذیل کے الفاظ یاد کر لیے تھے۔

ایھا الناس افشوا السلام: لوگو! اپنے بیگانے سب کو سلام کیا کرو۔

واطعموا الطعام: کھانا کھلایا کرو۔

وصلوا الارحام: قرابت داروں سے اچھا برتاؤ رکھو۔

وصلّوا باللّیل والنّاس نیام: رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تم خدا کی عبادت کیا کرو۔

یہ دل نشین کلمات سُن کر ان کا قلب نورِ ایمان سے روشن ہو گیا۔ نبی صلعم کے حالات پر غور کیا تو پہلے نبیوں کی کتابوں کی پیشگوئیوں کو ذاتِ مبارک پر منطبق پایا۔ نبی صلعم کی خدمت مبارک میں آئے اور چند مشکل مسائل جن کی بابت اُن کا خیال تھا کہ نبی اللہ ہی ان کا جواب دے سکتا ہے۔ دریافت کیے۔ جواب باصواب سُن کر کہا۔ یارسول اللہ، مَیں حضورؐ پر ایمان لے آیا ہوں لیکن اظہار اسلام کے لیے چاہتا ہوں کہ اوّل میری قوم کے لوگوں کو بلا کر دریافت فرما لیا جائے کہ ان کی رائے میرے لیے کیا ہے۔ نبی صلعم نے اکابر یہود کو طلب فرمایا۔ عبداللہ بن سلام چھپ گئے تھے۔ آنحضرتؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اُن سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہاری قوم میں کیسے ہیں۔ سب نے کہا وہ عالم بن عالم سیّد بن سیّد ہیں (صحیح بخاری عن انس بن مالک باب سیرت النبیؐ) اور ہم سب سے بہتر ہیں۔ یہود یہ کہہ ہی رہے تھے کہ حضرت عبداللہ او جھل سے کلمہ طیب پڑھتے ہُوئے سامنے آ گئے۔ جب یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تو اُسی وقت کہنے لگے کہ تُو جاہل بن جاہل۔ ذلیل بن ذلیل شخص ہے اور ہم میں سب سے بدتر ہے۔

خداوند کریم نے اس بزرگ صحابیؓ کے اسلام سے جملہ یہود پر اپنی حجت ختم فرما دی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صہیب رومیؓ اور ہجرت کی دشواریاں

عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جو ابھی مکہ سے باہر نہیں گئے تھے، لیکن جن پر اب اتنے ظلم وستم ہونے لگے تھے کہ پیارا وطن ان کے لیے آگ کا پہاڑ بن گیا۔ یثرب چلے جانے کی اجازت فرمادی ان ایمان والوں کو گھربار، خویش واقارب، باپ، بھائی، زن وفرزند کے چھوڑنے کا ذرا غم نہ تھا، بلکہ خوشی یہ تھی کہ یثرب جاکر خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت پوری آزادی سے کرسکیں گے۔

ہجرت کرنے والوں اور گھر چھوڑنے والوں کو قریش مکہ کی سخت مزاحمت کا مقابلہ کرنا پڑتا۔

صہیب رومی رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار نے انہیں آگھیرا۔ کہا صہیب!، جب تُو مکہ میں آیا تھا تو مفلس وقلاش تھا، یہاں ٹھہر کر تُو نے ہزاروں کمائے۔ آج یہاں سے جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ سب مال وزر لے کر چلا جائے۔ یہ تو کبھی نہیں ہونے کا۔ صہیبؓ نے کہا، اچھا اگر میں اپنا سارا مال ومتاع تمہیں دیدوں، تب مجھے تم جانے دو گے؟

قریش بولے، ہاں!

حضرت صہیبؓ نے سارا مال انھیں دے دیا اور یثرب کو روانہ ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سُن کر فرمایا کہ اس سودے میں صہیبؓ نے نفع کمایا۔ 1

OO

1۔ سیرت ابن ہشام صفحہ 168۔ حضرت صہیبؓ نے شوال 38ھ میں بعمر 73 سال مدینہ میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیاشؓ

حضرت عمرؓ فاروق کا بیان ہے کہ عیاشؓ اور ہشام صحابی بھی ان کے ساتھ مدینہ چلنے کو تیار ہوئے تھے۔ عیاشؓ بن ابی ربیعہ تو روانگی کے وقت جائے مقررہ پر پہنچ گئے۔ مگر ہشام بن عاصیؓ کی بابت کفار کو خبر لگ گئی۔ ان کو قریش نے قید کر دیا۔

عیاشؓ مدینہ جا پہنچے تھے کہ ابوجہل مع اپنے برادر حرث کے مدینہ پہنچا۔ عیاشؓ ان کے چچیرے بھائی تھے اور تینوں کی ایک ماں تھی۔

ابوجہل و حرث نے کہا کہ تمہارے بعد والدہ کی بُری حالت ہو رہی ہے۔ اُس نے قسم کھالی ہے کہ عیاشؓ کا منہ دیکھنے تک نہ سر میں کنگھی کروں گی، نہ سایہ میں بیٹھوں گی۔ اس لیے بھائی تم چلو اور ماں کو تسکین دے کر آ جانا۔

عمر فاروقؓ نے کہا، عیاشؓ مجھے تو یہ فریب معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری اماں کے سر میں کوئی جوں پڑ گئی تو وہ خود ہی کنگھی کر لے گی۔ اور مکہ کی دھوپ نے ذرا خبر لی تو وہ خود سایہ میں جا بیٹھے گی۔ میری رائے تو یہ ہے کہ تم کو جانا نہیں چاہیے۔

عیاشؓ بولے نہیں! مَیں والدہ کی قسم پوری کر کے واپس آ جاؤں گا۔

عمر فاروقؓ نے کہا ''اچھا اگر یہی رائے ہے تو سواری کے لیے میرا ناقہ لے جاؤ۔ یہ بہت تیز رفتار ہے، اگر راستہ میں تمہیں ذرا بھی ان سے شبہ گزرے تو تم اس ناقہ پر باآسانی ان کی گرفت سے بچ کر آ سکو گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیاشؓ نے ناقہ لے لیا۔ یہ تینوں چل پڑے۔ ایک روز راہ میں (مکہ کے قریب) ابوجہل نے کہا۔ بھائی! ہمارا اُونٹ تو ناقہ کے ساتھ چلتا چلتا رہ گیا۔ بہتر ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ سوار کرلو، عیاشؓ بولا۔ بہتر! جب عیاشؓ نے ناقہ بٹھایا تو دونوں بھائیوں نے اُسے پکڑ لیا، مشکیں کس لیں اور مکہ میں اسی طرح لے کر داخل ہوئے۔

یہ دونوں بڑے فخر سے کہتے تھے، کہ دیکھو۔ بیوقوفوں، احمقوں کو یوں سزا دیا کرتے ہیں۔ اَب عیاشؓ کو بھی ہشام بن عاصی کے ساتھ قید کر دیا گیا۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچ گئے، تب حضورؐ کی تمنا پوری کرنے کے لیے ولید بن مغیرہ مکہ میں آئے۔ زندان خانے سے دونوں کو شباشب نکال کر لے گئے۔[1]

OO

1۔ سیرت ابنِ ہشام صفحہ 167 جلد اوّل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایثار وقربانی کے عجیب نمونے

وسط 9ھ کا ذکر ہے کہ شامی تاجروں کے ایک قافلے نے مدینہ میں آ کر یہ خبر دی کہ رومیوں نے ایک بھاری فوج مدینے پر حملہ کرنے کے لیے تیار کی ہے۔ اور پانچ قبائل لخم، جذام، عاملہ وغسان (یہ عربی قبائل پہلے بھی موتہ میں رومی لشکر میں تھے) بھی شامل ہیں۔ یہ خبر ایک وجہ سے بہت شہرت پکڑ گئی۔ وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو غسانیوں کے حملے کا ہر وقت کھٹکا لگا ہوا تھا اور کھٹکا ان کی قوت مدافعت کو باقی رکھے ہوئے تھا۔ قافلۂ تجارت نے یہاں تک بیان کیا کہ اس رومی لشکر کا مقدمتہ الجیش بلقاء تک آ گیا ہے۔ خبر کی گرمی محسوس فرما کر رسول اکرمؐ نے عسکری تیاری کا حکم دے دیا۔ اگرچہ موسم شدید گرمی کا تھا۔ اور پھلوں کے پکنے کا زمانہ بھی تھا۔ قحط بھی تھا۔ اس لیے پھلوں کے پکنے کا انتظار معمول سے زیادہ تھا۔ اس پر یہ کہ سامانِ رسد کی بڑی قلت تھی۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے عموماً لوگوں پر یہ سفر گراں تھا۔ منافقین بھی انہی مذکورہ وجوہ کو پیش کر کر کے بھکا رہے تھے۔ یہ تمام رکاوٹیں پہاڑ بن کر سامنے آتی رہیں، لیکن رسولؐ خدا کے آہنی عزم کے سامنے یہ پہاڑ خس وخاشاک سے زیادہ نہ تھے۔ روانگی کی تیاریاں اسی طرح جاری رہیں۔

پہلے تیاری کا حکم دیا گیا، پھر چندے کی عام فہرست کھولی گئی۔ اس سے پہلے اس اہتمام کے ساتھ کوئی چندہ نہ ہوا تھا۔ وجہ صرف یہ تھی کہ اس وقت تنگی وعسرت زیادہ تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے اس مہم کا نام جیش العُسر ۃ بھی ہے۔ چندہ دینے والوں نے بھی ایثار و قربانی کے عجیب عجیب نمونے دکھائے۔ عثمانِ غنیؓ نے ایک ہزار دینار طلائی، نو سو اُونٹ اور ایک سو گھوڑے دیے۔ اُونٹ اور گھوڑوں کے لیے تمام سامان اس طرح مکمل فرمائے کہ ان کے باندھنے کے لیے رسی تک مہیا کر دی۔ عثمانِ غنیؓ کو اس کے صلے میں دو انعام فوراً ہی ملے، جو دُنیا و آخرت کے لیے بیش بہا سرمایہ ہیں۔ ایک تو مجہّز جیش العسر ۃ کا خطاب ملا، دوسرے یہ ارشاد نبوی کہ آج کے بعد عثمانؓ کچھ بھی کریں انکا مواخذہ نہیں ہوگا۔ یہ دراصل ایک پیش گوئی ہے کہ آئندہ عثمانؓ کوئی ایسا کام ہی نہ کر سکیں گے جو اللہ کی نگاہ میں قابلِ گرفت ہو۔ عبدالرحمانؓ بن عوف نے چالیس ہزار درہم نقرئی حاضر کیے۔ حضرت عمرؓ گھر گئے اور اپنے تمام نقد و جنس و مواشی کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصّہ گھر میں رہنے دیا، اور دوسرا خدمتِ اقدس میں حاضر کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تن پوشی کے سوا تمام چیزیں جن پر چیز کا اطلاق ہو سکے حضورؐ کے قدموں میں لا کر رکھ دیں۔ حضرت عمرؓ نے (جیسا کہ خود فرماتے ہیں) اکثر مواقع پر حضرت ابو بکرؓ سے نیکی میں بڑھ جانے کی کوشش کی تھی۔ آج ان کے پاس نقد و جنس زیادہ تھے، اس لیے خیال ہوا کہ آج تو ضرور اس نیکی میں سبقت لے گیا ہوں۔ خُدا کا رسول ان تمام خطراتِ قلب کو محسوس فرما رہا تھا۔ اس لیے ابو بکرؓ کے سامنے عمرؓ سے پوچھا کہ تم نے اہل و عیال کے لیے کیا رکھا ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا: ''نصف'' پھر ابو بکرؓ سے پوچھا: ''تم نے گھر والوں کے لیے کیا رکھ چھوڑا ہے؟'' کہا: اللہ ورسولہٗ'' اللہ اور اس کے رسول کو رکھ چھوڑا ہے۔ یہی وہ صدیقیت تھی جس کو معلوم کرنے کے بعد عمرؓ نے مقابلہ و مسابقت کا خیال ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔ یہ بڑے بڑے دولت منداور صاحب ایثار مجلس مبارک میں دست بستہ حاضر ہیں۔ اور خوشنودی رسول کی لازوال دولت لوٹ رہے ہیں۔ پیش کردہ مال و اسباب کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ اتنے میں ایک مسکین مزدور ابو عقیلؓ انصاری حاضر ہوتا ہے، جس کے ہاتھوں میں رات بھر رہٹ چلاتے چلاتے چھالے پڑے ہُوئے ہیں۔ اور اس کے ہاتھوں میں دو سیر کھجوروں کی ٹوکری ہے۔ پونجی کی کمی سے آنکھوں میں شرمندگی جھلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے، مگر ساغرِ دل سے بادۂ اخلاص چھلکا پڑتا ہے۔ اس نے رات بھر مزدوری کر کے چار سیر کھجوریں حاصل کی ہیں۔ دو سیر گھر دے آیا ہے دو سیر اس مجلس میں چندے کے لیے لایا ہے۔ جہاں عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ جیسے دولت مند اور ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے اربابِ ایثار کی پیش کش کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ ابوعقیلؓ انصاری کی اس جرأت پر کچھ لوگ متبسّم زیرِ لب ہوئے۔ رسولؐ کی باریک بین نگاہوں نے تاڑ لیا اور حکم دیا کہ تمام مال و اسباب کے اوپر ابوعقیل کی کھجوریں رکھ دو۔ اللہ اللہ اخلاص کی قدر افزائی، مسکینوں کی دلداری، اور بے کسوں کی دردمندی و حوصلہ افزائی کی یہ نظیر اور کس کی سیرت میں مل سکتی ہے؟

OO

روانگی اور فضیلتِ مرتضویؓ

یہ سب انتظامات مکمل کر کے حضورؐ تیس ہزار لشکرِ جرّار کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہُوئے۔ تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان مدینے سے قریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔ یہ روانگی رجب 9ھ میں واقع ہوئی۔ دس ہزار گھوڑے ساتھ تھے۔ اور ہر اٹھارہ آدمی کے درمیان ایک اُونٹ رکھا تھا۔ کھانے پینے اور گرمی کی سخت آزمائشیں ہوتیں۔ لیکن مردانِ خُدا تبوک پہنچ ہی گئے۔ راستے میں حضرت علیؓ تیزی سے روانہ ہو کر لشکر سے مل گئے۔ بعض لوگوں نے ان کو طعنے دیے تھے۔ اس لیے غیرت نے مدینے میں بیٹھنے نہ دیا۔ جب حضور اکرمؐ نے دیکھا تو پھر مدینے واپس کیا اور فرمایا: ''اما ترضی بان تکون عنی بمنزلہ ھارون عن موسیٰ؟'' (کیا تم یہ پسند نہیں کرتے تم میرے لیے ویسے ہی بنو جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے لیے تھے) حضرت موسیٰؑ جب کوہِ طور پر چالیس دن کے لیے گئے تھے تو قوم کو حضرت ہارونؑ کے سُپرد کر کے گئے تھے۔ وقال موسیٰ لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی۔ اس تشبیہ نے حضرت علیؓ کا درجہ فضل پہلے سے بلند کر دیا۔ اثنائے سفر میں ان عمارات کے آثار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملے۔ جو قوم ثمود نے پہاڑ کاٹ کاٹ کر بنائے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس معذب خطے سے جلدی گزر جاؤ اور یہاں کا پانی تک نہ استعمال کرو۔ یہ اُمت قوم طالوت نہ تھی جو یہاں کا تھوڑا پانی بھی استعمال کر لیتی۔ تبوک پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ رومی تیاریوں کی خبر صحیح نہ تھی۔ غالباً مسلمانوں کی سرفروشانہ آمد دیکھ کر رومیوں نے حملے کا خیال ترک کر دیا تھا۔ اندریں حالات کوئی جنگ نہ پیش آئی۔ لیکن رسولؐ کا آنا بے نفع نہیں ہو سکتا تھا۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسفیانؓ کے اسلام لانے کا واقعہ

فتح مکہ کے موقع پر جب لشکرِ اسلام نے مکہ سے ایک منزل ادھر مَرّ الظّہران کے مقام پر رات کو پڑاؤ ڈالا۔ قریش کو بھی مسلمانوں کی نقل وحرکت کی سُن گن مل گئی لیکن یہ بات ان کے سان گمان میں بھی نہیں تھی کہ حضورؐ کے ساتھ اتنا لشکرِ جرار آیا ہے۔ ابوسفیانؓ، بدیلؓ بن ورقا اور حکیمؓ بن حزام کے ساتھ تجسس کے لیے نکلے۔ مَرّ الظّہران کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ جگہ جگہ آگ روشن ہے اور دُور دُور تک لوگ پھیلے ہُوئے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ شان دیکھ کر سناٹے میں آ گئے۔ ادھر عمِ رسولؐ حضرت عباسؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر فوج کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اہلِ مکہ نے امان طلب نہ کی تو ان کو سخت نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ یہ سوچ کر اپنے لشکر سے باہر نکلے کہ مکہ جانے والا کوئی آدمی مل جائے تو اس کے ہاتھ قریش کو پیغام بھیج دیں کہ مسلمان مکہ پر حملہ آور ہوا چاہتے ہیں۔ اگر سلامتی منظور ہے تو آ کر امان طلب کر لو۔ اتفاق سے وہ اُسی طرف گئے جہاں ابوسفیان اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عباسؓ آواز پہچان کر پکارے ''ابوسفیان''۔ انہوں نے کہا، ابو الفضل ہیں؟ فرمایا ''ہاں'' ابوسفیان بولے، ''میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ یہاں کہاں؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ ''یہ مسلمانوں کی فوج ہے اور مکہ پر قبضہ کرنے کا عزم رکھتی ہے۔'' ابوسفیان پریشان ہو گئے اور کہا۔ ''پھر آپ ہی کوئی تدبیر بتائیں''۔

حضرت ابوالفضل عباسؓ اور ابوسفیان میں بہت دوستی تھی انھیں ابوسفیانؓ پر رحم آ گیا، ان کے ساتھیوں کو واپس بھیج دیا اور خود ابوسفیانؓ کو اپنے خچر پر بٹھا کر حضورؐ کی خدمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لے چلے، راستے میں حضرت عمرؓ مل گئے۔ انھوں نے ابوسفیانؓ کو پہچان لیا اور یہ کہہ کر اُن پر جھپٹے کہ او دشمن خُدا، شکر ہے کہ اللہ نے کسی ذمہ داری کے بغیر ہمیں تجھ پر قابو دے دیا۔ مگر حضرت عباسؓ ان کو لے کر تیزی سے حضورؐ کے خیمۂ مبارک میں داخل ہو گئے اور عرض کی، ''یا رسول اللہ میں نے ابوسفیانؓ کو پناہ دی ہے''۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی پہنچ گئے اور حضورؐ سے ابوسفیانؓ کا سَر قلم کرنے کی اجازت طلب کی۔ لیکن حضرت عباسؓ ان کی ڈھال بن گئے۔ حضرت عمرؓ نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت عباسؓ کو غصہ آ گیا اور بولے:

''عمر اگر بنو عدی (حضرت عمرؓ کا خاندان) کا کوئی آدمی ہوتا تو تم اس کے قتل پر اتنا اصرار نہ کرتے لیکن تم کو بنو عبدِ مناف کی کیا پروا۔''

حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ ''عباسؓ واللہ جب آپ اسلام لائے تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اپنے باپ خطاب کے قبولِ اسلام پر بھی نہ ہوتی۔''

اَب حضورؐ نے دونوں کو خاموش کرا دیا اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو اس وقت اپنے خیمے میں لے جا کر سلاؤ۔ صبح ہونے پر ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

صبح ہوئی تو حضرت عباسؓ، ابوسفیانؓ کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ''۔

انہوں نے جواب میں عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کتنے حلیم اور نیک ہیں۔ خُدا کی قسم اگر خُدا کے سوا کوئی اور ذات پرستش کے لائق ہوتی تو آج میری مدد کرتی''۔ پھر ارشاد ہوا:

''ابوسفیان کتنے افسوس کا مقام ہے، کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول مانو۔''

عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کس قدر شریف، حلیم الطبع اور صلۂ رحمی کرنے والے ہیں۔ سچ پوچھیں تو ابھی اس معاملہ (رسالت) کے بارے میں میرا دل مطمئن نہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابنِ ہشامؒ کہتے ہیں کہ اس جواب پر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو ڈانٹ پلائی کہ جاہلی عصبیت کو چھوڑ دو اور خُدا کے رسول پر ایمان لاؤ، اس پر انہوں نے فوراً کلمۂ توحید پڑھ کر اپنے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا اقرار کرلیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ابوسفیانؓ فتح مکہ سے دو دن پہلے اسلام لائے۔

حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ وہ فتح مکہ سے قبل کی رات کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک دلچسپ روایت بیان کی ہے لکھتے ہیں کہ:

''ابوسفیان حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ مسلمان آپؐ کے قریب پہنچنے کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہیں۔ اس وقت ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں بھی ان کے مقابلے کے لیے ایک زبردست فوج جمع کروں گا، عین اُسی وقت حضورؐ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ ''اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں ذلیل کرے گا۔'' ابوسفیان حیران رہ گئے اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا استغفر اللّٰہ واتوب الیہ پھر عرض کیا۔ ''خدا کی قسم میرے دل کا حال اللہ نے آپ پر روشن کر دیا، بلاشبہ آپؐ رسول برحق ہیں''۔ لیکن ابھی دل وسوسوں سے پاک نہیں تھا۔ چند لمحے بعد خیال آیا۔ ''نہ جانے محمدؐ کس سبب سے ہم پر غالب آ رہے ہیں۔'' اسی وقت حضورؐ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب ہوں۔'' اب حضرت ابوسفیان کا دل ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہوگیا اور وہ سچے دل سے کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اسلام قبول کرنے پر بڑی مسرت ہوئی اور آپؐ نے نہ صرف ان کی جان بخشی فرمائی بلکہ یہ اعلان عام بھی فرمایا کہ (منجملہ چند دوسرے مقامات کے) جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں پناہ لے گا اس سے کوئی باز پُرس نہیں۔

اس کے بعد حضورؐ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیانؓ کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر ذرا افواجِ الٰہی کی شان اور جلال کا منظر دکھاؤ۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے انھیں لے جا کر ایک مناسب جگہ پر کھڑا کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکرِ اسلام کے دستے بڑی سج دھج کے ساتھ گزرنے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے بنو غفار پرچم اُڑاتے گزرے، پھر جہینہ، ہذیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سلیم سرتاپا مسلح نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہُوئے گزرے۔ سب سے آخر میں انصارِ مدینہ اس شان سے نمودار ہُوئے کہ حضرت ابوسفیان مبہوت ہو گئے اور حضرت عباسؓ سے پوچھا، ''یہ کون لوگ ہیں''۔ انہوں نے بتایا کہ یہ اہلِ مدینہ ہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سیدالانصار حضرت سعدؓ بن عبادہ علَم بدست برابر سے گزرے۔ حضرت ابوسفیانؓ پر نظر پڑی تو بے اختیار پکار اُٹھے:

الیوم یوم الملحمته الیوم تستحل الکعبه

(آج گھمسان کی لڑائی کا دن ہے آج کعبہ حلال کر دیا جائے گا)

حضرت ابوسفیانؓ یہ سُن کر گھبرا گئے اور انصار کے بعد جب خود آفتابِ رسالتؐ کا دستہ نمودار ہوا تو حضورؐ سے مخاطب ہو کر عرض کی:

''یا رسولؐ اللہ اپنی قوم پر رحم فرمائیے۔ آپ نیکوکار اور رحیم ہیں، سعدؓ بن عبادہ ابھی کہہ گئے ہیں کہ آج کعبہ حلال کر دیا جائے گا۔''

رحمتِ عالمؐ نے فرمایا۔ ''سعدؓ نے غلط کہا آج کعبہ کی عظمت دوبالا ہونے کا دن ہے۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔''

حضورؐ کا ارشاد سُن کر حضرت ابوسفیانؓ مطمئن ہو گئے اور مکہ جا کر لوگوں کو تلقین کی کہ وہ اسلام قبول کر لیں تو محفوظ رہیں گے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس موقع پر ان کی اہلیہ ہند بنت عتبہ جوشِ غضب سے بے قرار ہو گئیں اور شوہر کی ڈاڑھی پکڑ کر بآوازِ بلند پکاریں۔ ''اے آلِ غالب یہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ تمہیں اپنے باپ دادا کے دین سے پھر جانے کی تلقین کرتا ہے کیوں نہیں اس کو ختم کر دیتے۔'' حضرت ابوسفیانؓ نے ڈانٹ کر کہا۔ ''میری ڈاڑھی چھوڑ خدا کی قسم اگر تُو نے اسلام قبول نہ کیا تو مَیں تیری گردن مار دوں گا ـــــ تیرا ناس جائے محمدؐ رسولِ برحق ہیں تُو اپنے گھر میں بیٹھ اور خاموش رہ۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ قبولِ اسلام کے وقت حضرت ابوسفیانؓ کی عمر 71 سال کی تھی، تاہم وہ نہایت تر و تازہ اور توانا تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر ان کی اہلیہ اور دوسرے اہلِ خاندان بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوذر غفاریؓ

یہ یثرب کے اطراف میں سکونت پذیر تھے۔ جب سُوید بن صامت اور ایاس بن معاذ کے ذریعے یثرب میں رسول اللہؐ کی بعثت کی خبر پہنچی تو یہ خبر ابوذر رضی اللہ عنہ کے کان سے بھی ٹکرائی اور یہی ان کے اسلام لانے کا سبب بنی۔[1]

ان کے اسلام لانے کا واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل سے مروی ہے۔ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مَیں قبیلہ غفار کا ایک آدمی تھا۔ مجھے معلوم ہُوا کہ مکے میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا: تم اس آدمی کے پاس جاؤ، اس سے بات کرو اور میرے پاس اس کی خبر لاؤ۔ وہ گیا، ملاقات کی، اور واپس آیا۔مَیں نے پوچھا؟ کیا خبر لائے ہو؟ بولا: خُدا کی قسم مَیں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے جو بھلائی کا حکم دیتا ہے، اور بُرائی سے روکتا ہے۔ مَیں نے کہا: تم نے تشفی بخش خبر نہیں دی۔ آخر مَیں نے خود توشہ دان اور ڈنڈا اٹھایا اور مکہ کے لیے چل پڑا۔ (وہاں پہنچ تو گیا) لیکن آپؐ کو پہچانتا نہ تھا اور یہ بھی گوارا نہ تھا کہ آپؐ کے متعلق کسی سے پوچھوں۔ چنانچہ مَیں زمزم کا پانی پیتا اور مسجد حرام میں پڑا رہتا۔ آخر میرے پاس سے علیؓ کا گذر ہوا۔ کہنے لگے: آدمی اجنبی معلوم ہوتا ہے! مَیں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا: اچھا تو گھر چلو۔ مَیں ان کے ساتھ چل پڑا۔ نہ وہ مجھ

1۔ یہ بات اکبر شاہ نجیب آبادی نے تحریر کی ہے۔ دیکھئے ان کی تاریخِ اسلام 128/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کچھ پوچھ رہے تھے نہ میں اُن سے کچھ پوچھ رہا تھا اور نہ انہیں کچھ بتا ہی رہا تھا۔
صبح ہوئی تو مَیں اس ارادے سے پھر مسجد حرام گیا کہ آپ ؐ کے متعلق دریافت کروں۔ لیکن کوئی نہ تھا جو مجھے آپ ؐ کے متعلق کچھ بتاتا۔ آخر میرے پاس سے پھر حضرت علی ؓ گذرے (دیکھ کر) بولے: اس آدمی کو ابھی اپنا ٹھکانہ معلوم نہ ہو سکا؟ مَیں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا تو میرے ساتھ چلو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا: اچھا تمہارا معاملہ کیا ہے؟ اور تم کیوں اس شہر میں آئے ہو؟ مَیں نے کہا: آپ راز داری سے کام لیں تو بتاؤں۔ انہوں نے کہا! ٹھیک ہے مَیں ایسا ہی کروں گا۔ مَیں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کا نبی بتاتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ وہ بات کر کے آئے۔ مگر اس نے پلٹ کر کوئی تشفی بخش بات نہ بتلائی اس لیے میں نے سوچا کہ خود ہی ملاقات کر لوں۔ حضرت علی ؓ نے کہا: بھئی تم صحیح جگہ پہنچے۔ دیکھو میرا رخ انہیں کی طرف ہے۔ جہاں میں گھسوں وہاں تم بھی گھس جانا۔ اور ہاں: اگر مَیں کسی ایسے شخص کو دیکھوں گا جس سے تمہارے لیے خطرہ ہے تو دیوار کی طرف اس طرح جا رہوں گا گویا اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں لیکن تم راستہ چلتے رہنا۔ اس کے بعد حضرت علی ؓ روانہ ہُوئے اور مَیں بھی ساتھ ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ وہ اندر داخل ہُوئے اور مَیں بھی ان کے ساتھ نبی ؐ کے پاس جا داخل ہوا اور عرض پرداز ہوا کہ آپ ؐ مجھ پر اسلام پیش کریں۔ آپ ؐ نے اسلام پیش فرمایا۔ اور میں وہیں مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ؐ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! اس معاملے کو پس پردہ رکھو۔ اور اپنے علاقے میں واپس چلے جاؤ۔ جب ہمارے ظہور کی خبر ملے تو آ جانا۔ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں تو اُن کے درمیان بانگ دہل اس کا اعلان کروں گا۔ اس کے بعد میں مسجد حرام آیا۔ قریش موجود تھے۔ مَیں نے کہا: قریش کے لوگو!

اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه واشهد ان محمد اعبده و رسوله

"مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں شہادت دیتا ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ محمدؐ، اللہ کے بندے اور رسول ہیں''۔

لوگوں نے کہا: اٹھو۔ اس بے دین کی خبر لو، لوگ اُٹھ پڑے۔ اور مجھے اس قدر مارا گیا کہ مر جاؤں۔ لیکن حضرت عباسؓ نے مجھے آ بچایا۔ انہوں نے مجھے جھک کر دیکھا۔ پھر قریش کی طرف پلٹ کر بولے: تمہاری بربادی ہو۔ تم لوگ غفار کے ایک آدمی کو مارے دے رہے ہو؟ حالانکہ تمہاری تجارت گاہ اور گذر گاہ غفار ہی سے ہو کر جاتی ہے! اس پر لوگ مجھے چھوڑ کر ہٹ گئے۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو میں پھر وہیں گیا اور جو کچھ کل کہا تھا آج پھر کہا اور لوگوں نے پھر کہا کہ اُٹھو اس بے دین کی خبر لو۔ اس کے بعد پھر میرے ساتھ وہی ہُوا جو کل ہو چکا تھا اور آج بھی حضرت عباسؓ ہی نے مجھے آ بچایا۔ وہ مجھ پر جھکے پھر ویسی ہی بات کہی جیسے کل کہی تھی۔[1]

○○

1۔ صحیح بخاری باب قصۃ زمزم 1/499، 500۔ باب اسلام ابی ذرا/ 544-545

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوَید بن صامت

یہ شاعر تھے۔ گہری سوجھ بوجھ کے حامل اور یثرب کے باشندے، ان کی پختگی، شعر گوئی اور شرف ونسب کی وجہ سے ان کی قوم نے انہیں کامل کا خطاب دے رکھا تھا۔ یہ حج یا عمرہ کے لیے مکہ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ کہنے لگے: غالباً آپؐ کے پاس جو کچھ ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا میرے پاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کیا ہے؟ سُوَید نے کہا: حکمت لقمان۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیش کرو۔ انہوں نے پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کلام یقیناً اچھا ہے۔ لیکن میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے بھی اچھا ہے، وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ وہ ہدایت اور نُور ہے۔ اس کے بعد رسول اللہؐ نے انہیں قرآن پڑھ کر سُنایا۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بولے! یہ تو بہت ہی اچھا کلام ہے۔ اس کے بعد وہ مدینہ پلٹ کر آئے ہی تھے کہ جنگ بعاث چھڑ گئی اور اسی میں قتل کر دیئے گئے۔[1] انہوں نے 11 نبوی کے آغاز میں اسلام قبول کیا تھا[2]

OO

1۔ ابن ہشام 1/425-427 رحمۃ للعالمین ا/74۔
2۔ تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ا/125

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِیاس بن معاذ

یہ بھی یثرب کے باشندے تھے اور نوخیز جوان۔ 11 نبوت میں جنگ بُعاث سے کچھ پہلے اَوس کا ایک وفد خزرج کے خلاف قریش سے حلف وتعاون کی تلاش میں مکہ آیا تھا۔ آپ بھی اسی کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اس وقت یثرب میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی اور اَوس کی تعداد خزرج سے کم تھی۔ رسول اللہ ؐ کو وفد کی آمد کا علم ہُوا تو آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے درمیان بیٹھ کر یوں خطاب فرمایا: آپ لوگ جس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں کیا اس سے بہتر چیز قبول کر سکتے ہیں؟ اُن سب نے پہاوہ کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس اس بات کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر کتاب بھی اُتاری ہے۔ پھر آپؐ نے اسلام کا ذکر کیا۔ اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔

اِیاس بن معاذ بولے: اے قوم یہ خُدا کی قسم اس سے بہتر ہے، جس کے لیے آپ لوگ یہاں تشریف لائے ہیں۔ لیکن وفد کے ایک رکن ابوالحیسر انس بن رافع نے ایک مٹھی مٹی اُٹھا کر ایاس کے منہ پر دے ماری اور بولا: یہ بات چھوڑو! میری عمر کی قسم! یہاں ہم اس کے بجائے دوسرے ہی مقصد سے آئے ہیں۔ ایاس نے خاموشی اختیار کرلی اور رسول اللہ ؐ بھی اُٹھ گئے۔ وفد قریش کے ساتھ حلف وتعاون کا معاہدہ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اور یوں ہی ناکام مدینہ واپس ہوگیا۔

مدینہ پلٹنے کے تھوڑے ہی دن بعد ایاس انتقال کر گئے۔ وہ اپنی وفات کے وقت تہلیل وتکبیر اور حمد وتسبیح کر رہے تھے۔ اس لیے لوگوں کو یقین ہے کہ ان کی وفات اسلام پر ہوئی۔ 1

OO

1۔ ابن ہشام 1/427/428

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طُفَیل بن عمرو دَوسی

یہ شریف انسان شاعر، سوجھ بوجھ کے مالک اور قبیلۂ دوس کے سردار تھے۔ ان کے قبیلے کو بعض نواحی یمن میں امارت یا تقریباً امارت حاصل تھی۔ وہ نبوّت کے گیارہویں سال مکہ تشریف لائے تو وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اہلِ مکہ نے ان کا استقبال کیا اور نہایت عزت و احترام سے پیش آئے۔ پھر ان سے عرض پرداز ہوئے کہ اے طفیل: آپ ہمارے شہر تشریف لائے ہیں اور یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں سخت پیچیدگی میں پھنسا رکھا ہے۔ ہماری جمعیت بکھیر دی ہے اور ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ اس کی بات جادو کا سا اثر رکھتی ہے کہ آدمی اور اس کے باپ کے درمیان، آدمی اور اس کے بھائی کے درمیان اور آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال دیتی ہے۔ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ جس افتاد سے ہم دوچار ہیں کہیں وہ آپ پر اور آپ کی قوم پر بھی نہ آن پڑے، لہٰذا آپ اس سے ہرگز گفتگو نہ کریں اور اس کی کوئی چیز نہ سنیں۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ مجھے برابر اسی طرح کی باتیں سمجھاتے رہے، یہاں تک کہ مَیں نے تہیہ کر لیا کہ نہ آپ ﷺ کی کوئی چیز سنوں گا نہ آپ ﷺ سے بات چیت کروں گا، حتیٰ کہ جب مَیں صبح کو مسجد حرام گیا تو کان میں روئی ٹھونس رکھی تھی کہ مبادا آپ ﷺ کی کوئی بات میرے کان میں پڑ جائے، لیکن اللہ کو منظور تھا کہ آپ ﷺ کی بعض باتیں مجھے سُنا ہی دے۔ چنانچہ مَیں نے بڑا عمدہ کلام سُنا۔ پھر مَیں نے اپنے جی میں کہا: ہائے مجھ پر میری ماں کی آہ و فغان! مَیں تو بخدا، ایک سوجھ بوجھ رکھنے والا شاعر آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، مجھ پر بھلا بُرا چھپا نہیں رہ سکتا۔ پھر کیوں نہ مَیں اس شخص کی بات سنوں؟ اگر اچھی ہوئی تو قبول کرلوں گا۔ بُری ہوئی تو چھوڑ دوں گا۔ یہ سوچ کر مَیں رُک گیا اور جب آپؐ گھر پلٹے تو میں بھی پیچھے ہولیا۔ آپؐ اندر داخل ہُوئے تو میں بھی داخل ہوگیا اور آپؐ کو اپنی آمد کا واقعہ اور لوگوں کے خوف دلانے کی کیفیت، پھر کان میں روئی ٹھونسنے اور اس کے باوجود آپؐ کی بعض باتیں سُن لینے کی تفصیلات بتائیں، پھر عرض کیا کہ آپؐ اپنی بات پیش کیجیے۔ آپؐ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔ خُدا گواہ ہے: مَیں نے اس سے عمدہ قول اور اس سے زیادہ انصاف کی بات کبھی نہ سُنی تھی؛ چنانچہ مَیں نے وہیں اسلام قبول کرلیا اور حق کی شہادت دی۔ اس کے بعد آپؐ سے عرض کیا کہ میری قوم میں میری بات مانی جاتی ہے۔ مَیں ان کے پاس پلٹ کر جاؤں گا اور انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ لہٰذا آپؐ اللہ سے دُعا فرمائیں کہ وہ مجھے کوئی نشانی دے دے۔ آپؐ نے دعا فرمائی۔

حضرت طفیلؓ کو جو نشانی عطا ہوئی وہ یہ تھی کہ جب وہ اپنی قوم کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے پر چراغ جیسی روشنی پیدا کردی۔ انہوں نے کہا: یا اللہ چہرے کے بجائے کسی اور جگہ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اسے مثلہ کہیں گے۔ چنانچہ یہ روشنی ان کے ڈنڈے میں پلٹ گئی۔ پھر انہوں نے اپنے والد اور اپنی بیوی کو سلام کی دعوت دی اور وہ دونوں مسلمان ہوگئے؛ لیکن قوم نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی۔ مگر حضرت طفیلؓ بھی مسلسل کوشاں رہے۔ حتیٰ کہ غزوۂ خندق کے بعد (بلکہ صلح حدیبیہ کے بعد کیونکہ جب وہ مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہؐ خیبر میں تھے۔ دیکھئے ابن ہشام 385/1) جب انہوں نے ہجرت فرمائی تو ان کے ساتھ ان کی قوم کے ستّر (70) یا اسّی (80) خاندان تھے۔ حضرت طفیلؓ نے اسلام میں بڑے اہم کارنامے انجام دے کر یمامہ کی جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ 1

OO

1۔ ابنِ ہشام 182/1, 185 رحمۃ للعالمین 81/1, 82 مختصر السیرہ للشیخ عبداللہ ص 144۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضِمَا دازدِی

یہ یمن کے باشندے اور قبیلہ ازدشنُوءَہ کے ایک فرد تھے۔ جھاڑ پھونک کرنا اور آسیب اُتارنا ان کا کام تھا۔ مکہ آئے تو وہاں کے احمقوں سے سُنا کہ محمدؐ پاگل ہیں۔ سوچا کیوں نہ اُس شخص کے پاس چلوں ہوسکتا ہے اللہ میرے ہی ہاتھوں سے اُسے شفا دے دے، چنانچہ آپؐ سے ملاقات کی اور کہا: اے محمدؐ! مَیں آسیب اُتارنے کے لیے جھاڑ پھونک کیا کرتا ہوں، کیا آپؐ کو بھی اس کی ضرورت ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا

ان الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ،واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ' لا شریک لہ و اشھد ان محمّدا عبدہ و رسولہ ، امابعد

''یقیناً ساری تعریف اللہ کے لیے ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ بھٹکا دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ امابعد

ضِمَاد نے کہا ذرا اپنے یہ کلمات مجھے پھر سنا دیجئے۔ آپؐ نے تین بار دُہرایا۔ اس کے بعد ضماد نے کہا۔ میں کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں کی بات سُن چکا ہوں لیکن میں نے آپؐ کے ان جیسے کلمات کہیں نہیں سُنے۔ یہ تو سمندر کی اتھاہ گہرائی کو پہنچے ہُوئے ہیں۔ لائیے! اپنا ہاتھ بڑھائیے! آپؐ سے اسلام پر بیعت کروں، اور اس کے بعد انہوں نے بیعت کرلی۔[1]

○○

1۔ صحیح مسلم، مشکاۃ المصابیح باب علامات النبوۃ 525/2۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت سعیدؓ بن عامر حمص کے امیر مقرر ہُوئے

جب حمص کے امیر حضرت عیاضؓ بن غنم نے وفات پائی تو حضرت عمر فاروق نے حضرت سعیدؓ بن عامر کو بُلایا اور کہا "جان برادر جانتے ہو مَیں نے تمہیں کس لیے بُلایا ہے۔" سعیدؓ بن عامر نے عرض کیا۔ "امیر المومنین آپ بہتر جانتے ہیں"۔ تو حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا: "یہ تو تمہارے علم میں ہوگا کہ عیاضؓ بن غنم کئی دن ہُوئے وفات پا چکے ہیں اور حمص میں ان کی جگہ خالی پڑی ہے۔ مَیں نے بڑے سوچ بچار کے بعد حمص کی امارت کے لیے تمہیں منتخب کیا ہے۔"

حضرت سعیدؓ بن عامر امیر المومنین ؓ کا ارشاد سُن کر چونک اُٹھے اور فوراً عرض کیا۔ "نہیں نہیں امیر المومنینؓ مَیں اس عہدے کے قابلِ نہیں ہوں مجھے اس فتنے میں نہ ڈالیے۔" فاروق اعظمؓ (تند و تیز لہجے میں) کہنے لگے "خوب! تم لوگوں نے خلافت کی ذمہ داریوں کا قلاوہ تو میری گردن میں ڈال رکھا ہے اور خود کسی قسم کی ذمہ داری قبول کرنے سے گریز کرتے ہو۔ خدا کی قسم مَیں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ تمہیں حمص کی امارت ضرور سنبھالنی ہوگی۔" پھر بڑی مشکل سے حمص کے امیر بننے پر رضامند ہُوئے۔ اور پھر جب حضرت سعیدؓ فاروق اعظمؓ کے اصرار سے مجبور ہو کر حمص گئے تو انھوں نے اپنے فرائض امارت اس انداز سے انجام دیئے کہ سب لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بار جب امیر المومنین حضرت عمرِ فاروقؓ شام کے دورے پر گئے تو حمص پہنچ کر عمرِ فاروق ؓ نے وہاں کے سردار لوگوں سے کہا کہ حمص کے فقراء اور مساکین کی ایک فہرست تیار کر کے لاؤ، تاکہ ان لوگوں کے گزراوقات کا انتظام کیا جائے۔ تو جب فقراء اور مساکین کی فہرست تیار ہو کر حضرت عمر فاروق ؓ کے سامنے آئی تو سرِ فہرست حضرت سعیدؓ بن عامر کا نام درج تھا۔ آپؓ نے پوچھا۔ ''یہ سعیدؓ بن عامر کون ہیں؟'' لوگوں نے کہا۔ ''ہمارے امیر۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حیران ہو کر کہا۔ ''اُن کو جو تنخواہ ملتی ہے اس کا کیا کرتے ہیں۔'' لوگوں نے کہا۔ ''جو کچھ انہیں ملتا ہے دوسرے حاجت مندوں پر صرف کر دیتے ہیں۔'' یہ سُن کر آپؓ کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ فوراً ایک ہزار دینار کی تھیلی حضرت سعیدؓ کے پاس یہ کہلا کر بھیجی کہ اُسے اپنی ضرورتوں پر خرچ کریں۔ جب قاصد نے یہ رقم سعیدؓ بن عامر کو دی تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا انا للہ وانا الیہ راجعونؓ۔ جب اُن کی بیوی کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو دوڑی آئیں اور پوچھا، ''خیر تو ہے کیا امیر المومنین نے وفات پائی؟''

بولے۔ ''نہیں اس سے بھی بڑا واقعہ ہے۔''

بیوی نے پوچھا۔ ''کیا قیامت کی کوئی نشانی دکھائی دی۔''

فرمایا۔ ''اس سے بھی اہم واقعہ پیش آیا ہے۔''

بیوی بولیں۔ ''آخر کچھ تو بتایئے کہ معاملہ کیا ہے۔''

حضرت سعیدؓ نے فرمایا۔ ''یہ دیکھو دُنیا فتنوں کو لے کر میرے گھر میں داخل ہو گئی ہے۔'' بیوی نے کہا۔ ''تو آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں اس کے تدارک کی کوئی تجویز سوچیں۔''

حضرت سعیدؓ نے ساری رقم ایک توبڑے میں ڈال دی اور خود نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ساری رات عبادت میں گزر گئی۔ صبح ہوئی تو دیکھا اسلامی فوج ان کے گھر کے سامنے سے گزر رہی ہے۔ انہوں نے فوراً وہ رقم توبڑے سے نکالی اور وہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے کھڑے ساری رقم مجاہدین میں تقسیم کر دی۔

ایک اور موقع پر فاروق اعظمؓ نے پھر ایک ہزار دینار حضرت سعیدؓ بن عامر کے پاس یہ کہہ کر بھیجے کہ انہیں ذاتی تصرّف میں لاؤ۔ تو حضرت سعیدؓ کی اہلیہ نے اُن سے کہا۔ ''ہمارے پاس کوئی خادم نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس رقم سے ایک غلام خرید لیا جائے۔''

حضرت سعیدؓ نے فرمایا۔ ''کیا اس سے یہ بہتر نہیں ہے کہ یہ رقم ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائے جو ہم سے بھی زیادہ محتاج اور نادار ہیں۔'' آپؓ کی بیوی بھی نیک خاتون تھیں فوراً رضا مند ہو گئیں اور پھر حضرت سعیدؓ نے یہ رقم بیواؤں، یتیموں، بیماروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمیرؓ بن سعد کے حالات معلوم ہونے پر حضرت عمرِ فاروقؓ کی آنکھیں نم ہو گئیں

حضرت عمیرؓ بن سعد عہد رسالت میں اگرچہ کم عمر تھے لیکن سرورِ عالمؐ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور بارگاہِ نبوی میں باقاعدہ حاضری دیتے تھے۔ حضورِ اکرمؐ بھی ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ اور جب رحمتِ عالمؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت عمیرؓ بن سعد کو اس قدر صدمہ ہوا کہ کہیں بھی آنا جانا چھوڑ دیا اور ہر وقت عبادت میں مشغول رہنے لگے۔

حضرت عمرِ فاروقؓ، حضرت عمیرؓ کو ذاتی طور پر جانتے تھے اور حضرت عمرِ فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں حمص کا امیر مقرر کر دیا۔

امارتِ حمص کے منصب پر فائز ہونے کے بعد حضرت عمیرؓ نے وہاں کا کاروبار حکومت ایسی عمدگی سے انجام دیا کہ فاروق اعظمؓ کی نظروں میں ان کی عزت دوچند ہو گئی، وہ عمیرؓ کی قابلیت پر تعجب کیا کرتے تھے اور ان کو "نسیج وحدہ" (یکتا و یگانہ) کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اگر مجھے عمیرؓ جیسی صلاحیتیں رکھنے والے چند آدمی مل جاتے تو میرا بارِ خلافت ہلکا ہو جاتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عمیرؓ بن سعد سے زیادہ اچھا اور قابل آدمی شام میں کوئی نہیں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقات ابنِ سعد کی روایت کے مطابق حضرت عمیرؓ سالہا سال تک حمص کے امیر رہے۔ جب حضرت عمر فاروقؓ نے شہادت پائی تو وہ اس منصب سے وستکش ہو گئے اور عام شہری کی حیثیت سے حمص میں مستقل اقامت اختیار کر لی اور یہیں امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں وفات پائی، لیکن علاّمہ ابن اثیر اور بعض دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی میں ہی حمص کی امارت چھوڑ دی تھی اور مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر اپنے اہل و عیال سمیت ایک گاؤں میں سکونت اختیار کر لی تھی وہیں انہوں نے عہدِ فاروقی میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان ''بقیع غرقد'' میں دفن ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو ان کے انتقال کی خبر سُن کر بے حد صدمہ ہوا اور وہ پیادہ پا ''بقیع غرقد'' کے گورستان میں تشریف لے گئے اور حضرت عمیرؓ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر دیر تک ان کی مغفرت کے لیے دُعا مانگتے رہے۔

جو سیرت نگار مؤخر الذکر روایت کے قائل ہیں اُن کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عمیرؓ کو زکوٰۃ کی وصول کا افسر بنا کر حمص بھیجا تھا۔ جب ان کو حمص گئے ہُوئے پورا ایک سال گزر گیا اور ان کی طرف سے نہ زکوٰۃ کی رقم وصولی ہوئی اور نہ کوئی اور اطلاع ملی تو حضرت عمرؓ بڑے مضطرب ہوئے۔ وہ اپنے امراء اور عمال پر کڑی نظر رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ انہیں باقاعدگی سے خط بھیجتے رہا کریں۔ حضرت عمیرؓ کی طویل خاموشی ان کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ چنانچہ انہوں نے عمیرؓ کو ایک سخت خط لکھا کہ اب تک جس قدر رقم وصول ہوئی ہو اُسے لے کر مدینہ حاضر ہوں۔

حضرت عمیرؓ کو فاروق اعظمؓ کا خط ملا تو انہوں نے زادِ راہ کا تھیلا کندھے پر ڈالا اور اپنا عصا ہاتھ میں لے کر پیدل ہی عازم مدینہ ہو گئے۔ جب کئی دنوں کے تکلیف دہ سفر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو یہ حال تھا کہ بال بڑھ گئے تھے، چہرہ سنولا گیا تھا اور جسم گردوغبار سے اٹا ہوا تھا۔ دربارِ خلافت میں پہنچے تو حضرت عمرؓ ان کو اس حال میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پوچھا:

''عمیرؓ'' یہ مَیں تمہیں کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمیرؓ۔ ''امیر المومنین، اللہ کے فضل سے مَیں اچھا بھلا ہوں۔ ہاں میرے ساتھ دُنیا ہے جس کی گراں باری تلے دبا جارہا ہوں''۔

حضرت عمرؓ: ''آخر تمہارے پاس کونسی دُنیا ہے؟''

عمیرؓ: ''امیر المومنین یہ میرا تھیلا ہے جس میں اپنا زادِ راہ ڈال کر چلا تھا۔ یہ ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ یا اس میں پانی بھر کر اپنے کپڑے اور سَر دھوتا ہوں۔ یہ میرا مشکیزہ ہے جس میں وضو اور پینے کا پانی رکھتا ہوں۔ یہ میرا عصا ہے جس سے حشرات الارض اور دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ آخر انہیں چیزوں کا نام تو دُنیا ہے۔''

حضرت عمرؓ یہ سُن کر اللہ اکبر پکار اُٹھے۔ پھر پوچھا۔

''کیا تم نے سارا سفر پیادہ پا کیا ہے؟''

عمیرؓ: ''جی ہاں''

حضرت عمرؓ: کیا وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو تمہارے لیے سواری کا انتظام کر دیتا؟''

عمیرؓ: ''نہ مَیں نے کسی سے مطالبہ کیا اور نہ کسی نے سواری کا انتظام کیا''۔

حضرت عمرؓ: ''وہ لوگ کتنے بُرے ہیں جنہوں نے اپنے امیر کی تکلیف کا احساس نہیں کیا۔''

عمیرؓ: امیر المومنین ایسا نہ کہیے وہ لوگ مسلمان ہیں اور مَیں نے انھیں اکثر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔''

حضرت عمرؓ: ''تمہیں معلوم ہے مَیں نے تمہیں کہاں بھیجا تھا اور کون سا کام تمہارے سُپرد کیا تھا۔''

عمیرؓ: ''امیر المومنین آپ نے مجھے جہاں بھیجا تھا، وہاں کے خُدا ترس اور امانتدار لوگوں کو جمع کیا اور انھیں محاصل کی وصولی کا ذمہ دار بنایا۔ جو کچھ وہ وصول کر کے لائے اُسے ان کی ضرورتوں پر خرچ کر دیا۔ اگر کچھ بچتا تو دربارِ خلافت میں بھی ضرور بھیجتا۔''

حضرت عمرؓ اُن کا جواب سُن کر بہت خوش ہُوئے اور فرمایا ''مجھے تم سے یہی اُمید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی اَب تم واپس اپنے عہدہ پر جاؤ۔''

عمیرؓ: ''امیر المومنین اب مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیجئے۔ مجھ میں یہ بوجھ اُٹھانے کی ہمت نہیں ہے۔ ہر وقت دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ کسی بات پر آخرت میں نہ پکڑا جاؤں۔ ایک دن امارت کی ترنگ میں ایک نصرانی کو کہہ بیٹھا کہ خُدا تجھے خوار کرے، اُسی وقت سے ضمیر ملامت کر رہا ہے اب مَیں کبھی امارت کی ذمہ داری قبول نہیں کروں گا۔''

حضرت عمرؓ نے ان پر بہت زور ڈالا کہ وہ اپنے عہدے پر بدستور کام کرتے رہیں لیکن وہ نہ مانے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں مقیم ہو گئے۔

چند دن کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو سو دینار دے کر ہدایت کی کہ عمیرؓ کے گاؤں جاؤ، اگر دیکھو کہ عمیرؓ اطمینان وفراغت سے گزر کر رہے ہیں تو چُپ چاپ واپس چلے آؤ اور اگر ان کو تنگدست دیکھو تو یہ دینار ان کو دے دینا۔ وہ صاحب حضرت عمیرؓ کی قیامگاہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک دیوار سے ٹیک لگائے اپنے کرتے سے جوئیں صاف کر رہے ہیں (یا ایک دوسری روایت کے مطابق مونج کی رسّی بٹ رہے ہیں) ان صاحب کو دیکھ کر اہلاً وسہلاً کہا اور پوچھا۔ ''آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔'' انہوں نے جواب دیا۔ ''مدینے سے'' پوچھا: ''امیر المومنین کا کیا حال ہے؟''

کہا۔ ''اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین کا اجراء ونفاذ کر رہے ہیں۔''

یہ سُن کر عمیرؓ نے اپنے ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھائے اور کہا ''الٰہی! عمر کا حامی وناصر رہنا۔ انہوں نے اپنی جان تیری راہ میں وقف کر رکھی ہے۔''

قاصد نے تین دن تک عمیرؓ کے ہاں قیام کیا۔ اس دوران میں انہوں نے دیکھا کہ سارے دن میں عمیرؓ کو بمشکل ایک روٹی میسر ہوتی ہے جسے وہ مہمان کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور خود فاقہ کرتے ہیں۔ تین دن کے بعد انہوں نے سو دینار عمیرؓ کے سامنے رکھ دیئے اور کہا۔ ''یہ امیر المومنین نے آپ کے لیے بھیجے ہیں۔'' عمیرؓ نے دینار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُٹھا لیے اور اس کے ساتھ ہی ان کی چیخ نکل گئی فرمایا۔ ''واللہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔''

اور پھر کھڑے کھڑے ساری رقم محتاجوں اور یتیموں میں تقسیم کر دی۔

قاصد نے مدینہ واپس جا کر حضرت عمرؓ کو یہ واقعہ سنایا تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اسی وقت عمیرؓ کو بلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان کے سامنے بہت سا غلہ اور کپڑے رکھ دیئے اور فرمایا کہ انہیں لے جاؤ۔ عمیرؓ نے عرض کی:

''امیر المومنین! غلہ کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ جس وقت میں گھر سے چلا تو دو صاع جَو میرے گھر میں موجود تھے البتہ کپڑے مَیں لیے لیتا ہوں کہ میری بیوی ان کی محتاج ہے۔ عرصہ سے تن پوشی کے لیے اُسے پورا لباس میسر نہیں ہوا۔''

اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد عمیرؓ بن سعد نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان کی اولاد میں دو لڑکوں، عبدالرحمٰن اور محمد کا نام کتب سیر میں ملتا ہے۔ حضرت عمیرؓ کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کا زہد و تقویٰ مثالی حیثیت رکھتا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ ان کی بہت عزّت کرتے تھے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب عشق دیوانگی کی شکل اختیار کرتا ہے

عشق بعض دفعہ دیوانگی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ صحابہؓ کرامؓ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو جہاں رسولؐ اللہ سے عشق و محبت اور آپؐ کی اطاعت کا سوال سامنے آتا ہے، وہاں دیکھنے والوں کو وہ دیوانے نظر آتے ہیں۔ اور ان کے جنونِ عشق کی کارفرمائیاں عقل کو محوِ حیرت کر دیتی ہیں۔ لیکن اس دیوانگی نے انھیں اس مقام اعلیٰ تک پہنچایا تھا جہاں مدعیان فرزانگی کی رسائی نہیں ہو سکتی اور ان کی یہ دیوانگی بیگانۂ ہوش و خرد ہونے سے عبارت نہ تھی بلکہ تقلید و اتباع رسولؐ کی علامت و ذریعہ تھی۔ مثلاً! جب عروہ بن مسعودؓ بارگاہِ نبوت سے ہو کر اپنی قوم کی طرف گئے تو انھیں بتایا کہ میں قیصر و کسریٰ کے محلوں میں گیا ہوں، اُن کا جاہ و جلال بھی دیکھا ہے، لیکن رسول اللہ کی جو عظمت ان کے اصحاب کے دلوں میں جاگزیں ہے اس کی نظیر کہیں نظر نہیں آتی۔ آپؐ تھوکتے ہیں تو آب دہن ہاتھ میں لے کر مُنہ پر مل لیتے ہیں۔ آپؐ وضو کرتے ہیں تو آپؐ کے مستعمل پانی کو حاصل کرنے کے لیے یوں ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے ابھی ان میں لڑائی ہو گی۔ اور آپؐ بات کرتے ہیں تو سب تنِ بے حس کی طرح ساکت و صامت ہو کر سُنتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جوشِ محبت سے بے تاب ہو گئے آگے بڑھے آپ کی قمیض کو جو آپؐ نے زیب تن کر رکھی تھی ہاتھ سے لٹ دیا، خود اس کے اندر گھس گئے آپؐ سے لپٹ گئے اور جسم اطہر کو چُوما۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسید بن حضیرؓ بڑے خوش طبع اور شگفتہ مزاج آدمی تھے۔ ایک مرتبہ ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ حضورؐ نے ان کے پہلو میں چھڑی چبھوئی۔ انہوں نے آپؐ سے اس کا انتقام لینا چاہا۔ آپؐ اسلامی مساوات کے پیشِ نظر اس کے لیے راضی ہو گئے، لیکن انہوں نے کہا جس طرح چھڑی چبھوتے وقت میرا جسم برہنہ تھا آپؐ کے جسم پر بھی قمیض نہ ہونی چاہیے، آپؐ نے قمیض اُوپر اُٹھا دی، قمیض کا اُٹھنا تھا کہ وہ بے تابانہ آپؐ سے لپٹ گئے۔ پہلوؤں کو بوسہ دیا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میرا مقصد اصل یہی تھا ورنہ مَیں اور آپؐ سے انتقام لینے کی جراٴت کرتا۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوالدرداءؓ کا اسلام لانے کا واقعہ

واقدی[1] بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ کا گھرانہ بہت اخیر میں اسلام لایا۔ یہ اپنے بُت کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے اور اُس کے سَر پر ایک رومال ڈال رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی اُن سے زمانۂ جاہلیت سے دوستی تھی، یہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے اور وہ انکار کر دیتے۔ ایک دن دیکھا کہ یہ اپنے گھر سے نکلے، اور کہیں گئے، عبداللہ بن رواحہؓ نے اُن کی بیوی سے جو کنگھی چوٹی کر رہی تھیں، آ کر دریافت کیا کہ ابوالدرداءؓ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی صاحب ابھی ابھی کہیں گئے ہیں۔ عبداللہ بنؓ رواحہ فوراً اُن کے بُت خانہ میں کدال لیے ہوئے پہنچے اور بُت کو نیچے دے پٹکا اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا شروع کر دیئے اور رجز یہ شعر پڑھتے جاتے تھے جس میں تقریباً تمام بتوں کے نام تھے، جس کا ایک مصرعہ یہ بھی ہے۔

الا کل ماید عیٰ مع اللّٰہ باطل

"خبردار ہر وہ چیز جس کو خُدا کے ساتھ پکارا جاتا ہے باطل اور لغو ہے"۔ اور وہاں سے چل دیئے، ابوالدرداءؓ کی بیوی نے جب یہ کدال بجا رہے تھے کہ کدال کی آواز سنی تو بہت چلائیں کہ اے ابن رواحہؓ! تم نے تو ہمیں تباہ کر دیا، مگر انہوں نے ایک نہ سنی توڑ تاڑ کر چل دیئے۔ ابھی چند لمحے ہی گذرے تھے کہ ابوالدرداءؓ اپنے مکان میں

1۔ واخرج الحاکم فی المستدرک ج 3 صفحہ 336۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ئے۔عورت کو دیکھا جو اُن کی خیر خواہی میں بیٹھی ہوئی رو رہی تھی، پوچھا تجھے کیا ہو گیا؟ کہا، تمہارے دوست عبداللہؓ بن رواحہ یہاں آئے تھے اور وہ دیکھو کیا کر گئے ہیں؟ اوا بہت بگڑے لیکن اپنے جی میں کچھ سوچ کر کہا کہ اگر اس بُت میں صلاحیت اور بھلائی ہوتی تو اپنا بچاؤ نہ کر لیتا؟ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن رواحہؓ کے ساتھ حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت زیدؓ حضورؐ کے لیے ڈھال بنے

نبوّت کے دسویں سال ماہِ شوال میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کو ساتھ لے کر قبیلہ بنوبکر میں تشریف لے گئے لیکن انہوں نے آپ کی پذیرائی نہ کی، پھر آپؐ نے قبیلہ قحطان میں قدم رنجہ فرمایا انہوں نے بھی معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ وہاں سے آپؐ طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے سرداروں عبدیالیل بن عمرو، مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو کو دعوتِ حق دی۔ یہ تینوں بھائی سخت بداخلاقی سے پیش آئے۔ علامہ ابنِ سعد اور ابنِ جریر طبری کا بیان ہے کہ ان تینوں نے حضورؐ کو بڑے ناشائستہ اور بھونڈے جواب دیئے۔ عبدیالیل نے کہا: ''خدا نے تمہیں نبی بنا کر اپنے ہاتھ سے کعبہ کا غلاف پُرزے پُرزے کر دیا ہے۔'' مسعود نے یوں ''گلفشانی'' کی، ''کیا تمہارے سوا خدا کو کوئی اور آدمی نہیں ملا جسے نبی بناتا''۔ حبیب نے کہا۔ ''اگر تم واقعی نبی ہو تو تمہارے خلاف زبان ہلانا سوءِ ادب ہے اور اگر تم خُدا پر افترا پردازی کر رہے ہو تو تم اس قابل ہی نہیں کہ تم کو اپنا مخاطب بناؤں۔ بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے چلتے بنو''۔ ان لوگوں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ طائف کے لونڈوں اور اوباشوں کو ہشکار دیا کہ وہ آپؐ کو خوب ستائیں۔ شیطان کے ان چیلے چانٹوں نے حضورؐ کے دس روزہ قیام طائف کے دوران میں ایسا ہلڑ مچایا کہ خُدا کی پناہ۔ حضورؐ جس طرف تشریف لے جاتے یہ پیچھے پیچھے تالیاں پیٹتے، آوازے کستے، گالیاں بکتے اور کلوخ اندازی کرتے۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیدؓ اپنے آپ کو حضورؐ کی ڈھال بنا لیتے اور ان کی یہی کوشش ہوتی کہ جو پتھر آئے وہ آقاؐ کے جسم اطہر پر پڑنے کے بجائے ان کو لگے لیکن جب چاروں طرف سے پتھراؤ ہو رہا ہو تو زیدؓ کہاں تک حضورؐ کی حفاظت کر سکتے تھے۔ حضورؐ بھی زخمی ہو جاتے تھے اور زیدؓ بھی۔ دسویں دن ان بدبختوں نے شقاوت کی انتہا کر دی۔ رحمتِ عالمؐ شدید زخمی ہو گئے اور آپؐ کا جسد اطہر خون میں نہا گیا۔ حضرت زیدؓ بھی زخموں سے نڈھال ہو گئے۔ مجبور ہو کر آپؐ نے شہر سے باہر انگوروں کے ایک باغ میں پناہ لی۔ یہ باغ رؤسائے مکہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کی ملک میں تھا۔ باغ میں آکر اوباشوں سے پیچھا چھوٹا تو حضرت زیدؓ نے اپنی چادر سے حضورؐ کے جسم اطہر سے خون صاف کیا اور پھر اپنے زخم صاف کیے۔ باغ میں کچھ دیر قیام کے بعد حضورؐ نے حضرت زیدؓ کے ساتھ مکہ کو معاودت فرمائی۔ حضرت زیدؓ نہ صرف سفر و حضر میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے بلکہ وہ حضورؐ کی خوشنودی کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ ہجرت سے چند سال پہلے ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی جنتی عورت سے نکاح کرنا چاہے اسے اُمِ ایمنؓ سے نکاح کرنا چاہیے۔'' اُمِ ایمنؓ حضورؐ کی آیا تھیں، آپؐ ان کی بے حد تعظیم فرماتے تھے اور فرطِ محبت سے انہیں ''میری ماں'' فرمایا کرتے تھے۔ حضرت زیدؓ نے حضورؐ کی خوشنودی کی خاطر فوراً حضرت اُمِ ایمنؓ سے نکاح کر لیا۔ حالانکہ وہ عمر میں ان سے کہیں بڑی تھیں۔

حضرت اُمِ ایمنؓ کے بطن سے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ پیدا ہوئے۔ حضرت زیدؓ اور اُمِ ایمنؓ سے تعلق خاطر کی بناء پر حضورؐ حضرت اسامہؓ سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ وہ بھی ''حِبّ رسول اللہؐ'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھارہ سالہ حضرت اسامہؓ لشکرِ امیر مقرر ہوتا ہے!

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں صحابہؓ کے وظائف مقرر کیے تو اپنے فرزند عبداللہؓ کا وظیفہ ڈھائی ہزار اور حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کا تین ہزار مقرر کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے عرض کی:

''مَیں تمام غزوات میں اسامہ کے دوش بدوش رہا اور آپ بھی کسی لڑائی میں اسامہ کے والد زید سے پیچھے نہیں رہے پھر میرا وظیفہ آپ نے اسامہ سے کم کیوں مقرر کیا ہے؟''

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''جانِ پدر تم ٹھیک کہتے ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو تم سے اور اسامہ کے باپ کو تمہارے باپ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے''۔

حضرت زیدؓ اور اُن کے فرزند اسامہؓ سے حضورؐ کی محبت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ جنگِ موتہ کے بعد حضورؐ نے شہداء کا انتقام لینے کے لیے ایک لشکر تیار فرمایا۔ اگرچہ اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت سعیدؓ بن زید، حضرت ابوعبیدہؓ الجراح اور حضرت قتادہؓ بن نعمان جیسے جلیل القدر صحابہ شامل تھے، لیکن حضورؐ نے اٹھارہ سالہ اسامہؓ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ بعض لوگوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا تو آپؐ شدتِ علالت کے باوجود سرِ اقدس پر پٹی باندھے حجرے سے باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہو کر خطبہ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس میں ارشاد فرمایا:

''مجھے خبر ملی ہے کہ تم میں سے بعض لوگوں نے اسامہ کی سرداری پر اعتراض کیا ہے۔لوگو میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔اس سے پہلے تم لوگ اسامہ کے باپ زید کو سردارِ فوج بنانے پر اعتراض کر چکے ہو۔خُدا کی قسم زید ہر طرح سیادت کے لائق تھا اور وہ مجھے بے حد محبوب تھا اور اس کے بعد اُسامہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے''۔

حضرت زیدؓ کو سالہا سال رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی اور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُن کی تربیت فرمائی تھی۔اس لیے وہ دین اور دُنیا کے ہر معاملے میں حضورؐ کا اتباع کرتے تھے۔ہمیشہ پیوند لگے اور کھردرے کپڑے پہنتے اپنی جوتیوں کی خود مرّمت کر لیتے، غذا میں بالعموم جو کی روٹی ہوتی تھی جسے دودھ یا پانی میں بھگو کر خوشی خوشی کھا لیتے۔کسی شخص نے کہا ''ابو اُسامہ! آپ اتنا گھٹیا لباس پہنتے ہیں؟'' حضرت زیدؓ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''ہماری عزّت وتوقیر تو بس اسلام سے ہے،قیمتی لباس سے کیا ہوتا ہے۔''

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم نے بلالؓ کی تین دفعہ کی منادی نہیں سُنی؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ غزوۂ خیبر کے مالِ غنیمت میں سے مدعم نامی ایک غلام نے ایک شملہ چُرا لیا جب خیبر سے چل کر لوگ وادی القریٰ پہنچے تو ایک ناگہانی تیر اُس غلام کو لگا اور اُس کا کام ہی تمام ہو گیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ اس کو جنت مبارک ہو۔ یہ سُن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جس شملہ کو اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے لے لیا تھا وہ اس پر آگ کا شعلہ ہو رہا ہے۔ لوگوں نے یہ سُنا تو یہ اثر ہوا کہ ایک شخص نے جوتے کا تسمہ لیا تھا اس کو بھی لا کر سامنے ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا ''یہ آگ کا تسمہ ہے آگ کا''۔

خیبر ہی میں ایک اور واقعہ یہ گذرا کہ ایک مسلمان نے وفات پائی تو جب اس کا جنازہ تیار ہوا تو آپؐ سے عرض کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگ اپنے بھائی کے جنازہ کی نماز پڑھ لو۔ یہ سُن کر لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا اور وہ سمجھے کہ کوئی بات ہے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ تمہارے بھائی نے مالِ غنیمت کی ایک چیز چُھپا کر لی ہے، صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے اسباب کی تلاشی لی تو جھوٹے موتیوں کا ایک ہار نکلا جو چند پیسوں سے زیادہ کا نہیں تھا۔

اُس وقت قاعدہ یہ ہوا کرتا تھا کہ جب لڑائی ختم ہو جاتی تو حضرت بلالؓ تین بار منادی کرتے سب لوگ اپنا اپنا مالِ غنیمت لے کر آتے، پھر اس میں سے پانچواں حصہ نکالا جاتا اور اس کے بعد تقسیم کر دیا جاتا اور پھر اس کے بعد جو لے کر آتا وہ قبول نہ ہوتا اور وہ مجرم قرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتا، بلکہ کبھی سزا کے طور پر اس کا سارا سامان جلا دیا جاتا۔

ایک دفعہ اسی طرح تقسیم وغیرہ کے بعد ایک شخص بالوں کی ایک لگام لے کر آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہ ہم نے لوٹا تھا، فرمایا کیا تم نے بلالؓ کی تین دفعہ منادی نہیں سنی تھی؟ اُس نے کہا سُنی تھی، پوچھا پھر اُس وقت کیوں نہ لے کر نہیں آئے۔ اُس نے معذرت کی، فرمایا تم اس کو قیامت میں لے کر آنا، میں نہیں قبول کرتا۔ اعمال کو ہدایت کی گئی کہ اُن کو جو ملے اس کو مسلمانوں کے بیت المال میں لا کر پیش کریں، فرمایا ”اے لوگو! جو ہمارے کسی کام پر مقرر ہو وہ ایک سُوئی بھی چُھپا کر لے گیا تو وہ ”غلول“ ہے۔ وہ اس کو قیامت کے دن لے کر آئے گا“۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ کی مدینہ سے محبت

حضرت سعدؓ کو مدینہ سے اس قدر محبت تھی کہ مکہ میں مرنا بھی پسند نہ تھا۔ بیماری جس قدر طول کھینچتی جاتی تھی اسی قدر ان کی بے قراری بڑھتی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشکبار دیکھ کر پوچھا "روتے کیوں ہو"؟ "عرض کی" معلوم ہوتا ہے کہ اسی سرزمین کی خاک نصیب ہوگی، جس کو خدا اور رسولؐ کی محبت میں ہمیشہ کے لیے ترک کر چکا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشفی دیتے ہوئے ان کے قلب پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ دُعا فرمائی۔

"اے خدا سعدؓ کو صحت عطا کر! سعدؓ کو صحت عطا کر!"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے جو الفاظ نکلے تھے وہ اس مریضِ بستر مرگ کے لیے آبِ حیات ثابت ہوئے، دُعا مقبول ہوئی اور وہ صحیح و تندرست ہوئے۔ ساتھ ہی یہ بشارت سنائی کہ اے سعدؓ! تم اس وقت تک نہ مرو گے جب تک تم سے ایک قوم کو نقصان اور دوسری قوم کو نفع نہ پہنچ لے۔ یہ پیشین گوئی عجمی فتوحات کے ذریعہ پوری ہوئی، جن میں عجم قوم نے آپؓ کے ہاتھوں سے نقصان اور عرب قوم نے فائدہ اُٹھایا۔

مکہ سے واپس آنے کے بعد اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سقیفۂ بنی ساعدہ میں کثرت آراء سے مسند نشین خلافت ہوئے۔ حضرت سعدؓ وقاص نے بھی جمہور کا ساتھ دیا اور خلیفہ اوّل کے ہاتھ پر بلا توقف بیعت کر لی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضور اکرمؐ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی جان نثاری پر خوش ہوئے

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا علمی پایہ نہایت ارفع تھا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کریں تو پھر اس کے متعلق کسی دوسرے سے نہ پوچھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحصیل علم میں کبھی پس و پیش یا شرم و حجاب دامن گیر نہ ہوتا تھا، ایک دفعہ بارگاہِ نبوتؐ میں حاضر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ عطیے مرحمت فرمائے، لیکن اس میں سے ایک شخص کو محروم رکھا۔ حضرت سعدؓ کو اس کی محرومی پر سخت تعجب ہوا، عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال ہے کہ یہ بھی مومن ہے، ارشاد ہوا ''مومن یا مسلم'' لیکن حضرت سعدؓ کو تشفی نہ ہوئی۔ انہوں نے پھر اپنا سوال دہرایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی وہی جواب دیا، غرض حضرت سعدؓ نے اس سوال کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر تشفی کر دی کہ بسا اوقات اس سے جس کو عطیے دیتا ہوں وہ شخص جس کو کچھ نہیں دیتا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

حضرت سعدؓ عموماً رات کے اخیر حصے میں مسجد نبویؐ میں آ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ طبیعت رہبانیت کی طرف مائل تھی۔ لیکن اسلام میں ممنوع ہونے کی وجہ سے مجبور تھے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ عثمان بن مظعونؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانیت سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں اس کو اختیار کر لیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و جان نثاری کا صرف اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سفر میں عموماً خود شوق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گرد رات رات بھر پہرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے، رات کے وقت ایک جگہ قیام ہوا۔ یہاں دشمنوں کا سخت خطرہ تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک جاگتے رہے اور فرمانے لگے کہ کاش! میرے اصحابؓ میں سے کوئی مرد صالح آج پہرہ دیتا، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ابھی یہ جملہ تمام بھی نہیں ہوا تھا کہ اسلحہ کی جھنکار سُننے میں آئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''کون ہے؟'' عرض کی سعدؓ بن ابی وقاص۔ ارشاد ہوا تم کیسے آئے ''عرض کی'' خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا چاہیے'' اس فرض کو انجام دینے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جان نثاری سے نہایت خوش ہوئے اور دُعا دی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مقدادؓ بن عمرو دودھ پینے کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں

ہجرت کے ابتدائی ایام حضرت مقدادؓ بن عمرو نے بڑی عسرت سے گزارے۔ رحمت عالم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے حضرت مقدادؓ اور ان جیسے دو اور مفلوک الحال مہاجروں کی کفالت کا بار خود اُٹھالیا۔ صحیح مسلم میں حضرت مقدادؓ کی زبانی منقول ہے کہ:

''ایک دفعہ مجھ پر اور میرے دو ساتھیوں پر بڑا سخت وقت آیا۔ ہم سخت عسرت میں مبتلا ہو گئے، یہاں تک کہ ایک وقت کی روٹی کے لیے بھی ترستے تھے۔ جب مسلسل فاقوں تک نوبت پہنچی تو ہم نے صحابہؓ سے درخواست کی کہ وہ ہمارے کفیل بن جائیں، لیکن کسی نے ہماری (مستقل) کفالت کی ہامی نہ بھری (کہ اُس وقت سب اپنے اپنے حال میں مبتلا تھے) بالآخر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے اور اپنی حالت بیان کی۔ حضورؐ ہم تینوں کو اپنے گھر لے گئے (مسند احمد بن حنبل کی روایت کے مطابق حضورؐ نے انھیں اپنے میزبان حضرت کلثومؓ بن ہدم کے گھر میں جگہ دی۔ اس وقت حضورؐ کے پاس صرف تین (یا بروایتِ دیگر چار) بکریاں تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔ چنانچہ ہم ان بکریوں کا دودھ دوہ کر پی لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصّہ رکھ چھوڑتے۔ حضورؐ رات کو تشریف لاتے پہلے ہمیں آہستگی سے سلام کرتے اس طرح کہ جو سوتا ہو وہ جاگ نہ پڑے اور جو جاگتا ہو وہ سُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے۔ پھر آپ مسجد میں جا کر نماز پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لاتے اور اپنے حصے کا دودھ نوش فرماتے۔ ایک دن مَیں اپنے حصے کا دودھ پی چکا تو شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضورؐ اپنا بہت سا وقت انصار کے ہاں گزارتے ہیں وہ آپؐ کی خدمت میں اشیائے خورد ونوش ہدیتاً پیش کرتے ہوں گے۔ آپؐ اُن کو تناول فرماتے ہوں گے اور آپ کو اس دودھ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ چنانچہ یہی تصور کر کے میں سارا دودھ پی گیا اور حضورؐ کے لیے کچھ بھی باقی نہ رکھا۔ لیکن دودھ پینے کے بعد خیال آیا کہ ممکن ہے حضورؐ بھوکے ہوں اور آپؐ جب اپنے حصے کا دودھ نہ پائیں تو مجھے بددُعا دیں اس طرح میرا دین اور دُنیا دونوں برباد ہو جائیں گے۔ یہ خیال آتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مَیں سخت بے چین ہو گیا۔ کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ اتنے میں حضورؐ تشریف لائے۔ معمول کے مطابق نرم آواز میں سلام کیا۔ پھر نماز پڑھی اس کے بعد دودھ کا برتن دیکھا تو وہ خالی تھا۔ حضورؐ نے آسمان کی طرف دیکھا، مَیں سمجھا کہ بس آپ میرے لیے بددُعا کریں گے اور مَیں برباد ہو جاؤں گا، لیکن یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ بددُعا کے بجائے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی۔ ''الٰہی جس نے مجھے کھلایا اُسے کھلا اور جس نے مجھے سیراب کیا اُسے سیراب کر''۔ اب میں چادر لپیٹ کر اس ارادے سے اُٹھا کہ ان بکریوں میں جو سب سے زیادہ فربہ ہو اس کو ذبح کروں اور اس کا گوشت بھون کر حضور کی خدمت میں پیش کروں، لیکن تینوں بکریوں کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ اُن کے تھن دودھ سے بھرے ہُوئے ہیں۔ اب میں نے ایک برتن کو ہاتھ میں لیا اور اللہ کا نام لے کر اس میں دودھ دوہنا شروع کیا۔ جب وہ بھر گیا اور اس پر جھاگ نظر آنے لگی تو میں نے یہ دودھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا، ''کیا تم اپنا حصہ پی چکے''۔ میں نے عرض کیا ''آپ پی لیجئے''۔

حضورؐ نے کچھ دودھ پی کر باقی کا مجھے عنایت فرمایا۔ مَیں نے عرض کی۔ ''یارسول اللہ آپ پی لیجئے''، حضورؐ نے دوبارہ دودھ پیا لیکن برتن میں کچھ دودھ پھر بھی موجود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ آپؐ نے یہ مجھے عنایت فرمایا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپؐ خوب سیر ہو چکے ہیں اور یہ آپؐ کی دُعا کی برکت ہے کہ دودھ ختم نہیں ہوا اور آپؐ نے اپنی دُعا کی برکت میں مجھے بھی شامل کر لیا ہے۔ مَیں فرطِ مسرّت سے بیخود ہو گیا اور اس قدر ہنسا کہ زمین پر گر پڑا۔ حضورؐ نے پوچھا۔ ''ابوالاسود یہ کیا ہے؟'' میں نے واقعہ عرض کیا تو حضورؐ نے فرمایا۔ ''یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی تم نے اپنے دونوں ساتھیوں کو کیوں نہ جگایا کہ وہ بھی اس دودھ سے سیراب ہوتے''۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن اُنیس کا کارنامہ

قبیلہ بنولحیان کا رئیس سفیان بن خالد بڑا ہی فتنہ انگیز اور مفسد شخص تھا۔ اُسے ہر وقت ایسی تدبیریں سُوجھتی رہتی تھیں، جن سے گردو پیش جنگ کی آگ بھڑکے اور خود اُسے فائدہ پہنچے۔ چنانچہ اُس نے بھی مدینہ منورہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آخر رسول اکرمؐ نے مجبور ہو کر اس فتنہ کو کسی نہ کسی طرح ختم کرنے کا فیصلہ فرمالیا۔ اُس کا وطن عُرنہ تھا جو مکہ سے زیادہ دُور نہ تھا اور قریش سے اس کے تعلقات بڑے خوشگوار تھے۔

اس مقصد کے لیے عبداللہ بن اُنیس کو چُنا گیا۔ جو سفیان بن خالد کا حلیہ معلوم کر لینے کے بعد 5 محرم 4ھ (17 جون 625ء) کو مدینہ سے روانہ ہو گئے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ مَیں نے تلوار لی او وطن عُرنہ میں پہنچ کر سفیان بن خالد کو دیکھا۔ مختلف قبیلوں کے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ مجھ سے مخاطب ہُوا تو مَیں نے کہا کہ قبیلہ خزاعہ سے ہوں۔ سنا تھا کہ تم محمد (صلعم) کے خلاف جتھا تیار کر رہے ہو۔ میں نے سوچا کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہو جاؤں۔ سفیان نے کہا کہ بیشک میں تیاری کر رہا ہوں۔ یوں خود اس کی زبان سے تصدیق ہو گئی کہ وہ حملے کا منصوبہ تیار کر چکا ہے۔

عبداللہؓ بن اُنیس کہتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ باتیں کرتا گیا۔ میری باتیں اُسے شیریں معلوم ہوئیں۔ یہاں تک کہ اس کا خیمہ آ گیا۔ ساتھی الگ ہو گئے اور سب سو گئے تو میں نے اُسے قتل کر کے سَر اُٹھالیا اور پہاڑ کے غار میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے مجھے بہت ڈھونڈا، مگر مجھ تک نہ پہنچ سکے اور واپس چلے گئے۔ پھر میں رات کو چلتا اور دن کو چُھپ رہتا۔ اسی طرح مدینہ پہنچ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ اللہ سے میں مسجد میں ملا۔ مجھے دیکھتے ہی آپؐ نے فرمایا! تمہارا چہرہ فلاح پائے۔ مَیں نے بھی عرض کیا! یارسول اللہؐ آپ کا چہرہ فلاح پائے۔ پھر میں نے پوری سرگزشت سنا دی۔ اس وقت آپؐ کے دستِ مبارک میں عصا تھا۔ وہی مجھے عطا کرتے ہُوئے فرمایا! اسے پکڑ کر جنت میں چلے جاؤ۔

یہ عصا عبداللہؓ بن اُنیس کے پاس رہا۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیا جائے۔ عبداللہ بن اُنیس اس مہم سے اٹھارہ روز بعد 23 محرم 4ھ (5 جولائی 625ء) کو مدینہ منورہ واپس آئے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرتِ حبش اور حضرت جعفرؓ کی تقریر

جب کفار نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اجازت دے دی، کہ جو کوئی چاہے وہ اپنی جان و ایمان کے بچاؤ کے لیے حبش کو چلا جائے۔

اس اجازت کے بعد ایک چھوٹا سا قافلہ 12 مرد 4 عورتوں کا رات کی تاریکی میں نکلا۔ اور بندرگاہ شعیبہ سے جہاز میں سوار ہو کر حبش کو روانہ ہو گیا۔ (زاد المعاد جلد اوّل صفحہ 24)

اس مختصر قافلہ کے سردار حضرت عثمانؓ بن عفان تھے۔ سیدہ رقیہ (بنت النبی صلعم) ان کے ساتھ تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوطؑ و ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے۔ جنہوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی ہے۔ (رواہ حاکم 12)

ان کے پیچھے اور بھی مسلمان (83 مرد 18 عورتیں) مکہ سے نکلے اور حبش کو روانہ ہوئے، ان میں نبی صلعم کے چچیرے بھائی جعفر طیار بھی تھے۔ قریش نے سمندر تک ان کا تعاقب کیا۔ مگر یہ کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔

حبش کا بادشاہ عیسائی تھا۔ مکہ کے کافر بھی اس کے پاس تحفے تحائف لے کر گئے ور جا کر کہا کہ ان لوگوں کو جو ہمارے ملک سے بھاگ کر آئے ہیں، ہمارے سپرد کر دیا جائے۔ مسلمان دربار میں بلائے گئے، تب نبی صلعم کے چچیرے بھائی جعفر طیارؓ نے دربار میں یہ تقریر کی۔

دربار میں حضرت جعفرؓ کی تقریر اسلام پر

اے بادشاہ! ہم جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے، نجاست میں آلودہ تھے، مُردار کھاتے تھے۔ بے ہودہ بکا کرتے تھے، ہم میں انسانیت اور سچی مہمانداری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشان نہ تھا۔ ہمسایہ کی رعایت نہ تھی۔ کوئی قاعدہ وقانون نہ تھا۔ ایسی حالت میں خُدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا۔ جس کے حسب ونسب، سچائی، دیانتداری، تقویٰ، پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے۔ اُس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور سمجھایا کہ اس اکیلے خُدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں۔ اُس نے ہم کو پتھروں کی پوجا سے روکا۔ اُس نے فرمایا کہ ہم سچ بولا کریں۔ وعدہ پورا کیا کریں گناہوں سے دُور رہیں، بُرائیوں سے بچیں، اس نے حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں، صدقہ دیا کریں اور روزے رکھا کریں، ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ بیٹھی ہے۔ قوم نے جہاں تک ہو سکا، ہم کو ستایا تاکہ ہم وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنا چھوڑ دیں اور لکڑی اور پتھر کی مُورتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں، ہم نے ان کے ہاتھوں بہت ظلم اور تکلیفیں اُٹھائی ہیں۔ اور جب مجبور ہو گئے، تب تیرے ملک میں پناہ لینے کے لیے آئے ہیں۔ 1

بادشاہ نے یہ تقریر سُن کر کہا، مجھے قرآن سناؤ، جعفر طیارؓ نے اُسے سورۂ مریم سنائی، بادشاہ پر ایسی تاثیر ہوئی کہ وہ رونے لگ گیا اور اُس نے کہا کہ "محمد ﷺ تو وہی رسول ہیں، جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا"۔ پھر بادشاہ نے مکہ کے کافروں کو دربار سے نکلوا دیا۔

OO

---

1 سیرت ابنِ ہشام جلد اوّل صفحہ 116

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھمَ آجِرنيِ مِنَ النَّار

حضرت 1 مسلمؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ایک مہم کے لیے روانہ فرمایا۔ ایک گھاٹی کے قریب پہنچ کر میں نے اپنے گھوڑے کو اُکسایا اور تیز کیا، میرے ساتھی بھی میرے پیچھے ہو لیے، سامنے جو قبیلہ تھا اس نے روتے ہُوئے ہمارا استقبال کیا، میں نے ان سے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لو بچ جاؤ گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کلمہ شہادت پڑھا اتنے میں میرے ساتھی بھی آ پہنچے اور مجھے ملامت کرنے لگے کہ تُو نے تو ہم کو مالِ غنیمت سے بھی محروم کر دیا اور ایسے وقت میں جب کہ ہمارے ہاتھ پورا قابو پا چکے تھے۔ (مَیں نے کوئی جواب نہ دیا) جب ہم لوگ واپس پہنچ کر حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو میرے ساتھیوں نے اس کا تذکرہ حضورؐ سے کیا۔ آپؐ نے مجھے بُلایا اور جو کچھ مَیں نے کیا تھا اس کی بڑی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ بے شک اللہ پاک نے تیرے لیے ان میں سے ہر انسان کے بدلے اتنا اتنا ثواب لکھا۔

عبدالرحمٰنؓ کی روایت میں ہے کہ مَیں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں تو محض سبب ہی بنا تھا (یعنی خُدا کا شکر ہے کہ اس نے اتنی سی بات پر مجھ پر اتنا کرم فرمایا)۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہارے لیے ایک پروانہ لکھے دیتا ہوں اور میرے بعد جو مسلمانوں کے امام ہوں گے ان کو وصیّت کیے دیتا

1۔ خرج الحسن بن سفیان وابونعیم عن عبدالرحمٰن بن حسان الکنانی۔ حدثنی مسلم بن الحارث بن مسلم التمیمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے وہ پروانہ لکھا، اور اس پر مُہر لگائی اور مجھے دے دیا، اور مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ جب تم صبح کی نماز سے فارغ ہوا کرو تو اس سے پہلے کہ کسی سے بات کرو سات مرتبہ کہہ لیا کرو اَللّٰھُمَّ آجِرنِي مِنَ النَّارِ ، اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ میں رکھ۔ اگر تمہاری اس دن وفات ہوگئی تو اللہ پاک تمہارے لیے دوزخ سے پناہ لکھ دے گا اور جب مغرب کی نماز پڑھ چکو تو کسی سے بات کرنے سے قبل سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ آجِرنِي مِنَ النَّارِ پڑھ لیا کرو، پس اگر تمہارا اس رات میں انتقال ہو جائے گا تو اللہ پاک تمہارے لیے دوزخ سے برأت لکھ دے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو وفات دے دی تو مَیں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پروانہ پیش کیا)

انہوں نے اس کی مُہر توڑی اور اسے پڑھا اور میرے لیے آپ کے مقرر کردہ وظیفے کو باقی رکھا اور اس پروانہ پر مُہر لگا دی۔ اسی طرح میں حضرت عمرؓ کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں اس خط کو لایا اور انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بھی اُن کے پاس اس پروانہ کو لایا اور انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ حضرت مسلمؒ کہتے ہیں کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا خلافتِ عثمانیؓ میں انتقال ہوگیا۔ اور وہ پروانہ مبارک ہمارے پاس تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہُوئے۔ ہمارے گورنر کے پاس یہ مضمون لکھا کہ میرے پاس مسلم بن حارث بن مسلم تمیمیؒ کو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نامۂ مبارک کے جو حضورؐ نے اُن کے باپ کو لکھ کر دیا تھا بھیج دو۔ مَیں اس پروانہ کو لے کر عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اس کو پڑھا اور اس وظیفے کو باقی رکھا اور اس پر اپنی مُہر لگا دی۔[1]

OO

1۔ کذافی کنز العمال ج 7 صفحہ 28 والمنتخب ج 4 صفحہ 164

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت

غزوۂ خندق کا ایک نہایت افسوسناک اور رنج افزا واقعہ یہ ہے کہ سعدؓ بن معاذ جو قبیلہ اوس کے سردار اور انصارِ مدینہ کا فولادی بازو تھے۔ زخمی ہُوئے اور یہی زخم ان کی وفات کا باعث ہوا۔

حضرت عائشہؓ جس قلعہ نما عمارت میں تھیں، اسی میں حضرت سعدؓ کی والدہ ماجدہ بھی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے سعدؓ کو میدان جنگ میں جاتے ہُوئے دیکھا تو زرّہ اس قدر چھوٹی تھی کہ ان کے دونوں ہاتھ باہر تھے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ دیکھ کر سعدؓ کی والدہ سے کہا! کاش زرہ لمبی ہوتی جس سے ہاتھ بھی محفوظ ہو جاتے۔ سوءِ اتفاق دیکھیے کہ حبان بن قیس معروف بہ ابن العرقہ نے تاک کر حضرت سعدؓ کی کلائی میں تیر مارا جس سے رگ اکحل کٹ گئی۔

زخمی ہوتے ہی حضرت سعدؓ نے دُعا کی کہ باری تعالیٰ اگر ہمارے اور قریش کے درمیان لڑائیاں باقی ہیں تو مجھے زندہ رکھ، کیونکہ مجھے قریش ہی کے خلاف جہاد سب سے بڑھ کر پسند ہے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کو اذیت پہنچائی۔ اگر قریش کے ساتھ لڑائیاں ختم ہوگئیں تو مجھے شہادت عطا کر اور مرنے سے پیشتر بنو قریظہ کی جانب سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا۔ حضرت سعدؓ کی یہ دُعا بارگاہِ باری تعالیٰ میں منظور ہوئی۔ قریش پھر کوئی لڑائی نہ کر سکے اور حضرت سعدؓ کی زندگی ہی میں بلکہ ان کی ثالثی سے بنو قریظہ کا فیصلہ ہوگیا۔ پھر اسی زخم کے باعث حضرت سعدؓ نے شہادت پائی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ خندق کا ایک اور ایمان افروز واقعہ

یہ بھی غزوۂ خندق کا واقعہ ہے کہ دورانِ محاصرہ میں خُدا جانے کتنے ایمان افروز واقعات پیش آئے ہوں گے یہاں صرف اس واقعے کا ذکر ہے جس میں رسول اللہ ؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ دوسری مستورات کے ساتھ جس قلعہ نما عمارت میں مقیم تھیں، وہ بنو قریظہ کی آبادی سے قریب تھا۔ حضرت حسانؓ کو وہاں مستورات کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا گیا تھا۔ جب بنو قریظہ عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے تو حضرت صفیہؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی عمارت کے اردگرد پھر کر حملے کے مناسب مواقع کا سُراغ لگا رہا ہے۔ حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ سے کہا کہ اُسے قتل کر دو، ورنہ یہ اپنے بھائی بندوں کو پتا دے دے گا۔

حضرت حسانؓ کو ایک عارضہ ہو گیا تھا جس نے ان کو اس قدر جُبن پیدا کر دیا تھا کہ وہ لڑائی کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس بنا پر اپنی معذوری ظاہر کی کہ مَیں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا۔ حضرت صفیہؓ نے خیمے کی چوب اُکھاڑ لی اور اُتر کر یہودی کے سَر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سَر پھٹ گیا۔ حضرت صفیہؓ چلی آئیں اور آکر حسانؓ سے کہا، ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ۔ حضرت حسان۔ نے کہا جانے دیجئے مجھ کو اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت صفیہؓ نے کہا اچھا جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر قلعے کے نیچے پھینک دو کہ یہودی مرعوب ہو جائیں، لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہؓ ہی کو انجام دینی پڑی۔ اس طرح یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعے میں کچھ فوج متعین ہے۔ (سیرۃ النبیؐ جلد اوّل)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنصار کی شانِ ایثار

جب مسجد نبوی ؐ کی تعمیر مکمل ہو چکی تو حضرت انس ؓ بن مالک کے گھر میں رسول اللہ ؐ نے مہاجرین و انصار کو جمع کیا۔ اس اجتماع میں نوّے یا ایک سو اصحاب موجود تھے، جن میں سے نصف مہاجرین اور نصف انصار تھے۔ حضور ؐ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں دو آدمی بھائی بھائی بن جائیں"۔

تو پھر ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو ساتھ لے جا کر گھر کی ایک ایک چیز کا جائزہ دے دیا اور کہہ دیا کہ اس میں نصف آپ کا اور نصف ہمارا ہے۔ مثلاً عبدالرحمٰن ؓ بن عوف، سعد ؓ بن ربیع کے بھائی قرار پائے تھے، جو انصار میں سب سے زیادہ دولت مند سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے مہاجر بھائی سے یہ بھی کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جسے آپ پسند کریں طلاق دے دیتا ہوں۔ عدّت گزر جانے کے بعد اس سے شادی کر لینا، لیکن عبدالرحمٰن ؓ نے احسان کا شکریہ ادا کرتے ہُوئے کچھ لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے بنو قینقاع کے بازار میں گھی اور پنیر سے تجارت کی ابتدا کی۔ رفتہ رفتہ ان کی تجارت کی یہ ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول تھا کہ خاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے۔ ان کا اسباب تجارت سات سات سو اُونٹوں پر لاد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں پہنچتا تھا، تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی (سیرۃ النبی ؐ جلد اوّل) انصار کے پاس نخلستان اور کھیت تھے۔ انہوں نے آپ ؐ سے درخواست کی کہ یہ چیزیں ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ حضور ؐ کو علم تھا کہ مہاجرین کا پیشہ صرف تجارت ہے۔ وہ کھیتی باڑی اور باغبانی کے فن سے بالکل نا آشنا ہیں۔ لہٰذا آپ ؐ نے یہ درخواست قبول نہ فرمائی۔ پھر انصار نے عرض کیا کہ سارے کام ہم کریں گے، جو پیداوار ہو اس میں سے نصف حصہ مہاجرین کو ملے۔ یہ تھی انصار کی شانِ ایثار۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہؐ کی تلوار

غزوۂ اُحد کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا! مَیں اپنی تلوار اُسے دوں گا جو اس کا حق ادا کرے۔ دوسرے اصحاب کے علاوہ زبیرؓ بن العوام کو اس تلوار کی خواہش خصوصیت سے تھی، لیکن وہ ابودجانہؓ کو دے دی گئی۔

ابودجانہؓ کے پاس ایک سُرخ پٹی تھی۔ وہ جب اُسے نکال کر سَر پر باندھ لیتے تھے تو ان میں ایک خاص جوش پیدا ہو جاتا تھا اور کوئی ان کے مقابلے پر سلامت نہ رہ سکتا تھا۔ تلوار لے کر انہوں نے سُرخ پٹی سَر پر باندھ لی اور رجز کے ترانے گاتے ہُوئے میدانِ جنگ میں نکل پڑے۔ آپؓ جدھر رُخ کرتے تھے افراتفری مچ جاتی تھی۔ حضرت زبیرؓ کو بطورِ خاص خیال تھا کہ دیکھیں ابودجانہؓ کون سے کارنامے انجام دیتے ہیں۔ ابودجانہؓ صفوں کو چیرتے ہُوئے بڑھے تو ابوسفیان کی اہلیہ ہند سامنے آ گئی جو مردوں کو جوش دلا رہی تھی۔ ابودجانہؓ نے ہند پر تلوار اُٹھائی تو اُس نے چیخ ماری اور مردوں کو امداد کے لیے بُلایا۔ مگر کوئی نہ آیا۔ اس اثنا میں ابودجانہؓ نے خود تلوار نیچی کر لی۔ بعد میں حضرت زبیرؓ نے ابودجانہؓ سے پوچھا کہ پہلے تلوار اُٹھائی، پھر نیچی کیوں کر لی۔

جواب ملا، میرا دل اس پر راضی نہ ہوا کہ رسول اللہؐ کی تلوار عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کا محافظ کوئی مرد نہ ہو۔ حضرت زبیرؓ کہتے ہیں اس وقت میں سمجھا کہ ابودجانہؓ نے رسول اللہؐ کی تلوار کا حق جس طرح ادا کیا شاید مَیں نہ کر سکتا۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اسلام سے ہماری عزت بڑھائی

تاریخ اسلامی میں یہ ایسا واقعہ ہے جس سے اسلامی خودداری کی حقیقت ظاہر ہوگی کہ وہ تزک واحتشام، تکلف وتصنع اور جاہ وحشم کی نمائش کا نام نہیں بلکہ یہ ہے کہ نفس کے تواضع اور دل کی خاکساری کے ساتھ اسلام کی عزت اور حق کا فخر اس کو اتنا اُونچا کردے کہ اگر وہ غریب ومفلس اور کمزور بھی ہو تو وہ ہر ظاہری قوت کے سامنے بے نیاز اور باطل طاقت کے مقابلہ میں سر بلند رہے، اور اگر وہ صاحب امارت وحکومت ہو تو اپنے رعب ودبدبہ کے لیے ظاہری نمائشی چیزوں کے بجائے حق کی طاقت کو کافی سمجھے۔ بیت المقدس کی فتح کے موقع پر حضرت عمرؓ رومیوں سے بیت المقدس کی کنجی لینے کو شام جارہے تھے۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو سپہ سالارِ اسلام حضرت ابو عبیدہؓ کچھ مسلمانوں کو لے کر استقبال کو نکلے۔ جب یہ جلوس ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں کچھ پانی تھا تو حضرت عمرؓ ناقہ سے اُتر آئے۔ پاؤں سے چرمی موزے نکال کر اپنے کندھے پر ڈال لیے اور ناقہ کی مہار پکڑ کر پانی میں گھسے اور اسی شان سے اسلام کا فرمانروا رومیوں کے مقدس شہر میں داخل ہونے کے لیے بڑھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے عرض کی یا امیر المومنین آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ موزے اُتار کر آپ نے کندھے پر ڈال لیے ہیں۔ اُونٹنی کی نکیل آپ کے ہاتھ میں اور آپؓ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اُس کو پانی میں لے چل رہے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے کہ سارا شہر آپ کے دیکھنے کو اُمنڈ آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ''ابو عبیدہؓ اگر تمہارے سوا کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دے کر اُمت محمدؐ کے لیے عبرت بناتا۔ ہم سب سے ذلیل قوم تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسلام سے ہماری عزت بڑھائی تو جو عزت خُدا نے ہم کو دی ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور چیز کے ذریعہ سے ہم عزت چاہیں گے تو خُدا ہمیں ذلیل کرے گا۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ انصاف ہے:

جب خیبر کے یہودیوں سے زمین کی آدھے آدھ پیداوار پر مصالحت ہو گئی تو پھر جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آیا، تو حضور اکرمؐ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو حصہ لینے کے لیے بھیجتے اور وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو (2) حصے کر دیتے اور یہودیوں سے کہتے کہ ان دو (2) میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنے دستور کے مطابق اُن کو بھی رشوت دینی چاہی، اُنہوں نے آپس میں چندہ جمع کر کے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سے کہا کہ یہ قبول کر لو، اور اس کے بدلے میں تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو۔ یہ سُن کر حضرت ابنِ رواحہؓ نے فرمایا ''اے یہودیو! خُدا کی قسم تم خُدا کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ اور جو تم نے مجھے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، اور ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے''۔ یہودیوں نے ان کی یہ تقریر سُن کر کہا، کہ یہی وہ (انصاف) ہے جس سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ (موطا امام مالک کتاب المساقاۃ)

OO

کعبے کی کُنجی میرے ہاتھ میں ہو گی

عثمان بن طلحہؓ، جو کلید بردار کعبہ تھے، ان سے روایت ہے کہ ہم ایام جاہلیت میں کعبے کو دو شنبے اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اکرمؐ کعبہ میں داخل ہونے کے لیے آئے تو میں نے آپؐ کے ساتھ درشت کلامی کی اور کعبے میں داخل ہونے سے روکا۔ حضورؐ نے فرمایا! ''اے عثمان ایک دن کعبے کی کُنجی میرے ہاتھ میں ہو گی''۔ میں نے کہا! ''اُس دن قریش مر جائیں گے، اور ذلیل ہو جائیں گے''۔ حضورؐ نے فرمایا ''نہیں اُس دن قریش کو زیادہ عزت حاصل ہو گی''۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن حضورؐ فاتحانہ تشریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے، تو آپ ؐ نے کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ سے منگائی اور اُسے اپنے دستِ مبارک میں پکڑا اور مجھے واپس لوٹا دی۔ پھر مجھے فرمایا! ''کیوں عثمان؟ یاد ہے، ایک دن مَیں نے تم سے کہا تھا کہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی! اب بتاؤ یہ بات پوری ہوئی یا نہیں؟'' میں نے عرض کی۔ بے شک پوری ہوئی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔
(طبقاتِ ابنِ سعد)

OO

دُنیاوی لذّات کی حقیقت

حضرتِ عمر فاروق ؓ بیان فرماتے ہیں، مَیں حضور سرورِ کونین ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ؐ اس وقت چار پائی پر لیٹے ہُوئے تھے جس پر صرف کھجور کے پتّوں سے بُنی ہوئی چٹائی پڑی ہوئی تھی، جس کے کُھردرے پن کی وجہ سے آپ ؐ کے جسم مبارک پر نشان پڑ گئے تھے۔ سرہانے کھجور کی چھال سے بھرا ہوا چمڑے کا تکیہ رکھا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر مَیں نے عرض کیا! ''یارسول ؐ اللہ! اللہ کے حضور دُعا فرمائیں کہ وہ آپ کی اُمت کو خوشحالی عطا فرمائے''۔ روم اور فارس والے خُدا پرست بھی نہیں، پھر بھی دُنیا کے مزے لوٹ رہے ہیں''۔

رسول ؐ اللہ نے فرمایا! ''اے ابن خطاب! کیا تم بھی انہیں رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ یہ سب تو وہ لوگ ہیں کہ ان کو وہ لذّتیں اس دُنیا میں دی گئی ہیں۔ اے عمر ؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لیے محض اس دُنیا کا عیش ہو اور ہمارے لیے آخرت کے ابدی مزے''۔ (مسلم و بخاری)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوایوبؓ کا شرف

حضرت ابوایوبؓ انصاری بڑے عظیم القدر صحابی تھے۔ تاہم رسول اللہ ؐ کی میزبانی نے اُن کا شرف اتنا بڑھا دیا کہ جب وہ حضرت علیؓ کے عہد میں بصرہ گئے اور حضرت ابنِ عباسؓ وہاں خلیفہ کی طرف سے نائب تھے، تو انہوں نے اپنا مکان پورے سامان کے ساتھ حضرت ابوایوبؓ کے لیے خالی کر دیا اور خود دوسری جگہ جا رہے۔ جب حضرت ابوایوبؓ نے واپسی کا قصد فرمایا تو حضرت ابنِ عباسؓ نے بیس ہزار اشرفیاں اور چالیس خادم بطور ہدیہ پیش کیے۔ پھر جب امیر معاویہؓ کے عہد میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو حضرت ابو ایوبؓ بھی اس فوج میں شامل تھے۔ آپ نے محاصرۂ قسطنطنیہ ہی کے دوران میں وفات پائی اور وصیّت کی کہ ان کی میّت فصیل سے قریب تر لے جا کر دفن کی جائے اور پھر اُسی پر عمل ہوا۔ 1453ء میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا تو حضرت ابوایوبؓ کے مرقد مبارک کا سُراغ لگا کر وہاں مقبرہ تعمیر کرایا اور ساتھ ہی عالی شان مسجد بنوائی۔ عثمانی سلاطین کے جلوس کی رسم تبرکاً اسی مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔

حضرت ابوایوبؓ کا یہ مکان مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے ایک ہزار دینار میں خریدا۔ اُسے درست کرایا اور فقراء مدینہ کے لیے وقف کر دیا۔

OO

عبداللہ بن عوف یا اشجّ

ایک مرتبہ آپؐ نے پوچھا: تم لوگوں میں سے اشجّ کون ہے؟ عبداللہ نے عرض کیا: میں، فرمایا، آدمی کو دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے۔ اوّل زبان، دوم، دل۔ پھر فرمایا کہ اے عبداللہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں۔ اوّل حلم، دوم وقار، عرض کیا۔ یہ خصلتیں مجھ میں پیدا ہو گئیں یا میری جبلّت میں تھیں؟ فرمایا! تمہاری جبلّت میں تھیں۔ حضور اکرمؐ کی نظرِ مُبارک ہر فرد کی ایک ایک حرکت پر رہتی تھی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے اندازہ طبیعت اور کردار فرما لیتے تھے۔ وفد عبدالقیس میں بیس آدمی تھے۔ سب سواریوں سے اُترتے ہی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے، لیکن عبداللہ بن اشج نے بڑے اطمینان سے ناقہ کو باندھا۔ ہاتھ منہ دھویا، کپڑے درست کیے، پھر حضور اکرمؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بعدازاں بیعت کے وقت آپؐ نے پوچھا کہ اپنے علاوہ قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتے ہو؟ تو سب نے اثبات میں جواب دیا مگر اشج نے عرض کیا کہ ہم اپنا ذمہ لے سکتے ہیں۔ قوم کو دعوت دی جائے گی۔ وہ لوگ نہ مانیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے۔ لیکن اُن کی طرف سے وعدہ کیوں کر کر سکتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا! یہ درست ہے۔ اس سے اندازہ فرمالیا کہ اشج کی فطرت میں حلم اور وقار ہے۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصیدہ بانت سعاد

جب رسول اللہ غزوۂ طائف سے واپس مدینہ تشریف لائے تو بجیر بن زُہیر نے اپنے بھائی کعب کو خط لکھا: جولوگ رسول اللہ کی ہجو کرتے تھے، اُن میں سے کچھ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اور کچھ بچ کر بھاگ گئے ہیں۔ اگر تم اپنے دل میں ضرورت محسوس کرتے ہوتو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ کیوں کہ جو بھی آپ کے پاس توبہ کر کے آتا ہے، اُسے قتل نہیں کراتے۔ اگر تم اس کے لیے تیار نہیں تو اپنی نجات کے لیے کوئی ٹھکانہ تلاش کرلو۔ کعب نے جواب میں انکار لکھ بھیجا۔ اس پر زُہیر نے دوبارہ خط لکھا کہ نجات کی راہ صرف اسلام ہے۔ اب کعب کو واقعی خوف محسوس ہوا۔ یہ حالت ہوگئی کہ لوگ سمجھے یہ تو مر گیا۔ کعب نے حضور کی شان میں ایک قصیدہ کہا اور مدینے پہنچا۔ اپنے ایک شناسا کے پاس قیام کیا۔ وہ صبح کی نماز کے وقت کعب کو لے کر رسول اللہ کے پاس گیا۔ کعب کو بتایا کہ یہ رسول اللہ ہیں۔ ان کے سامنے کھڑے ہو کر امان مانگ لو۔

کعب بن زُہیر حضور کے سامنے جا کھڑے ہُوئے۔ پھر بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ آپ انھیں پہچانتے نہیں تھے۔ کعب نے کہا: ''یا رسول اللہ! کعب بن زُہیر تائب اور مسلم ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے، اور امان کا طالب ہے، کیا آپ اُسے قبول فرمائیں گے، اگر مَیں اُسے آپ کے پاس لے آؤں؟'' رسول اللہ نے فرمایا: ''ہاں''۔ اَب کعب نے بتایا: ''یا رسول اللہ! مَیں ہی کعب بن زُہیر ہوں'' یہ سُن کر ایک انصاری کعب پر جھپٹ کر آئے اور کہنے لگے: ''یا رسول اللہ مجھے اور اس دشمنِ خدا کو چھوڑ دیجیے۔ میں اس کی گردن تلوار سے اُڑا دوں!'' آپ نے فرمایا: ''اسے جانے دو۔ یہ تائب ہو کر آیا ہے، اسے اپنی پچھلی زندگی سے کوئی تعلق نہیں''۔

اس کے بعد کعب نے اپنا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' پڑھا۔ آپ نے فرمایا: ''کاش تم اس میں انصار کا ذکرِ خیر بھی کرتے، کیوں کہ وہ اس کے مستحق ہیں''۔ اس پر کعب نے انصار کی مدح میں اسی وقت شعر کہے۔ (ابنِ ہشام)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ کے ساتھ کفار کا سب سے زیادہ سخت برتاؤ

حضرت عروہؒ فرماتے ہیں،[1] مَیں نے ابن عاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ بتایئے کہ کفار نے حضورؐ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت برتاؤ کون سا کیا؟ حضرت ابن عاصؓ نے فرمایا کہ آپؐ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آپؐ کی طرف متوجہ ہوا، اور اپنا کپڑا آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ آپؐ کا گلا بھینچا، سامنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور عقبہ کے کندھوں کو پکڑ کر اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے ہٹایا اور فرمایا، کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی جانب سے حجت واضح لے کر آیا ہے، یہ پوری آیت پڑھی۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ط وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ج وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ٥

(سورۃ مومن، رکوع 4)

ترجمہ: کیا تم لوگ ایسے آدمی کو قتل کردو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے؟ اور تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائل واضح لایا؟ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اُس پر ہے اور اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو تم کو ضرور وہ بعض مصائب لگ کر رہیں گے جس کا تم سے اس نے وعدہ کیا۔ بے شک اللہ پاک جھوٹے اور بے جا صرف کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔[2]

1۔ اخرج البخاری۔

2۔ کذافی البدایہ ج 3 صفحہ 46

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے راستے میں پہرہ داری کرنے والوں کے لیے حضورؐ کی دُعا

ابوریحانہ رضی اللہ عنہ[1] فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا ایک رات ہم لوگوں نے ایک ٹیلہ پر پناہ پکڑلی سردی اس قدر شدید تھی کہ مَیں نے لوگوں کو دیکھا کہ گڑھے کھودتے اور اس میں گھس جاتے اور اس کے اُوپر سے ڈھال رکھ لیتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ اس رات میں جو میری پہرہ داری کرے گا، مَیں اُس کے لیے اللہ پاک سے دُعا کروں گا جس کی فضیلت اُسے حاصل ہوگی۔ ایک انصاریؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! مَیں اس خدمت کو بجالاؤں گا، آپؐ نے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا مَیں فلاں ہوں آپؐ نے فرمایا قریب آؤ، جب یہ قریب آئے آپؐ نے اُن کے کپڑے کا کنارا پکڑ کر ان کو دُعا دینی شروع کی، ابوریحانہؓ فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے آپؐ کی دُعا سُنی تو مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں بھی پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا ابوریحانہؓ۔ آپؐ نے میرے لیے بھی دُعا کی، مگر میرے ساتھی سے کم۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آگ اس شخص پر حرام کردی گئی جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ داری کی۔[2]

1۔ اخرج احمد والنسائی والطبرانی

2۔ کذافی الاصابۃ ج 2 صفحہ 156۔ قال الہیثمی ج 5 صفحہ 287 رجال احمد ثقات واخرجہ البیہقی ج 9 صفحہ 149 ایضاً بنحوہ وفی الباب حدیث حذیفۃ رضی اللہ عنہ کما سیاتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان بچا کر کیا کروں گا!

قریشِ مکہ نے حضرت خبیب ؓ کو چند روز قید و بند میں بھوکا پیاسا رکھنے کے بعد صلیب کے نیچے لے جا کر کھڑا کیا اور کہا اب بھی اسلام سے دست بردار ہو جاؤ تو تمہاری جان بچ سکتی ہے، انہوں نے جواب دیا اگر اسلام کی دولت پاس نہ رہی تو جان بچا کر کیا کروں گا۔ سُولی پر چڑھنے سے پہلے انہوں نے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت مانگی، مہلت مل گئی تو نماز ادا کی۔ اس کے بعد انہیں سولی پر چڑھایا گیا۔ ایک شقی القلب نے ان کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہو اب تو تم بھی پسند کرو گے کہ محمد ﷺ پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں۔ حضرت خبیب ؓ نے پُر جوش لہجے میں کہا خُدا جانتا ہے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جائے اور اس کے عوض رسول اللہ ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چبھے۔ اُن کے ساتھ حضرت زید ؓ بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ ان سے بھی یہی سلوک ہوا انہوں نے بھی یہی بے باکانہ جواب دیا اور سولی پر چڑھا دیے گئے۔ ایک جنگ کے بعد جب مسلمان واپس آئے تو ایک عورت جس کا باپ، بھائی اور شوہر جنگ میں شریک تھے، بڑی بے تابی سے باہر نکلی، لوگوں نے اُسے بتایا تمہارا باپ، بھائی اور شوہر تینوں شہید ہو گئے ہیں۔ عورت نے کہا میں اور کسی کا نہیں پوچھتی، مجھے یہ بتاؤ رسول اللہ ﷺ کہاں اور کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ بفضل خُدا صحیح وسالم ہیں، وہ کہنے لگی ذرا مجھے دکھا دو۔ جب اُس نے دُور سے چہرہ مبارک کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھی ''آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت برداشت ہو سکتی ہے''۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ کی دعا سے فاقہ سے نجات ملتی ہے

عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ کسی غزوۂ میں رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے۔ لوگوں پر فاقے کی مصیبت آ گئی تو انہوں نے حضورؐ سے اپنی بعض سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ اس ذریعہ سے اللہ ہمیں منزل تک پہنچا دے گا۔ عمرؓ بن خطاب نے جب دیکھا کہ آپؐ نے لوگوں کو بعض سواریاں ذبح کرنے کی اجازت دینے کا قصد فرمالیا ہے تو عرض کیا ''یا رسول اللہؐ! اگر سواریاں ذبح کر دی جائیں گی، تو ہماری کیا کیفیت ہو گی؟ کل صبح کو ہم بھوکے اور پیادہ دشمن کا مقابلہ کریں گے؟ آپ کی رائے ہو تو لوگوں سے ان کا بقیہ توشہ منگائیے، اور اُسے جمع کیجیے اور اللہ سے برکت کی دُعا کیجیے۔ بے شک اللہ آپؐ کی دُعا سے ہمیں برکت دے گا''۔

رسول اللہؐ نے بقیہ توشہ منگایا تو لوگ ایک مٹھی اور اس سے زیادہ غلّہ لانے لگے۔ سب سے بڑی مقدار جو لایا وہ ایک صاع کھجور تھی۔ آپؐ نے اس کو جمع کرایا، کھڑے ہُوئے اور جو دُعا اللہ کو منظور تھی مانگی۔ لشکر کو مع ان کے برتنوں کے بلایا اور حکم دیا کہ وہ چنگل سے بھریں۔ سارے لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ بچا، جس کو انہوں نے بھر نہ لیا ہو۔ اس پر بھی بچ رہا تو رسول اللہؐ اتنا مسکرائے کہ آپؐ کی کچلیاں کھل گئیں۔ فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندۂ مومن ان دونوں کلمات کے ساتھ قیامت میں اللہ سے ملے گا، تو اس سے دوزخ روک دی جائے گی''۔ (ابنِ سعد)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ حضورؐ کی سیرت بیان کرتے ہیں!

حضرت حسنؓ کہتے ہیں، مَیں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اپنے ہم نشینوں میں آنحضرتؐ کی سیرت کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: رسول اللہؐ ہمیشہ خندہ پیشانی سے رہنے والے، نرم اخلاق والے، سہولت کی زندگی بسر کرنے والے تھے۔ نہ دُرشت خو تھے، نہ بدمزاج۔ نہ بے ہودہ گفتگو کرنے والے، نہ عیب جوئی کرنے والے۔ جس چیز کی خواہش نہ ہوتی، اُس سے تغافل برتتے۔ نہ اس کا عیب بیان کرتے، نہ اُس سے رغبت ظاہر فرماتے۔ تین چیزیں آپؐ نے خود ترک فرمادی تھیں: شک کرنا، مالِ کثیر جمع کرنا اور غیر مفید باتیں کرنا۔ تین چیزوں سے آپؐ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا۔ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، کسی کو عار نہیں دلاتے تھے، کسی کی پوشیدہ بات کا تجسس نہیں کرتے تھے۔ صرف وہی کلام کرتے جس میں آپؐ کو ثواب کی اُمید ہوتی تھی۔ جب گفتگو فرماتے تو اہلِ مجلس اس طرح خاموش ہو جاتے جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ پھر جب آپؐ خاموش ہو جاتے تو لوگ کلام کرتے۔ مسافر وغریب کے بات کرنے یا سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر صبر فرماتے۔ اس وقت اصحاب اُسے دُور ہٹانا چاہتے تو آپؐ فرماتے: ''جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ کچھ طلب کرتا ہے، تو اس کی مدد کرو''۔ سوائے تلافی کرنے والے کے اور کسی کی مدح وثنا قبول نہیں کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ؐ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے، تاوقتے کہ وہ خود ہی نہ قطع کر دے۔ حلم و صبر کے جامع تھے۔ آپ ؐ کو نہ تو کوئی چیز غضب ناک کرتی، نہ بے زار۔ احتیاط صرف چار باتوں پر منحصر تھی: نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اُس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں، بہبود اُمت کے امور میں عقل سے غور و فکر میں، اور ان امور کے قائم کرنے میں جن سے اُمت کی دُنیا و آخرت جمع ہو۔ (ابنِ سعد)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین پیادہ

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کہتے ہیں کہ وہ ایک شب مدینے سے باہر چراگاہ میں گھوڑے کو پانی پلانے لے گئے۔ وہاں رسول اللہؐ کی اونٹنیاں بھی تھیں۔ رات کی تاریکی میں کافروں نے حملہ کر کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہنکا لے گئے۔ سلمہؓ نے فوراً گھوڑا دے کر ایک آدمی مدینے دوڑایا اور خود تن تنہا تیر کمان لے کر دشمنوں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ وہ رجز پڑھتے تھے اور تیر برساتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ کافروں نے حضورؐ کے جانوروں کو پیچھے چھوڑ دیا اور بھاگ نکلے۔ بار ہلکا کرنے کے لیے انہوں نے تیس سے زائد نیزے اور اتنی ہی چادریں بھی پھینک دیں۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں برابر ان کا پیچھا کرتا رہا۔ صبح کی روشنی پھیلی عیینہ بن بدر الفزاری کافروں کی مدد کے لیے آیا۔ میں ایک پہاڑی پر چڑھ کر تیر برساتا رہا۔ ادھر رسول اللہؐ مدینے سے الاحزمؓ، ابوقتادہؓ اور المقدادؓ کو آگے روانہ کر کے لشکر کے ہمراہ چل پڑے تھے۔ الاحزمؓ دشمن سے مقابلے میں شہید ہوئے۔ ابوقتادہؓ نے ان کے قاتل کو تہ تیغ کر دیا۔ کفار پھر بھاگے تو سلمہؓ نے تعاقب کیا۔ غروب آفتاب کے وقت ذوقرد کے چشمے پر انھیں جالیا اور حملہ کیا۔ وہ دو گھوڑے چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اتنے میں رسول اللہؐ پانچ سو مجاہدین کے ساتھ چشمے پر پہنچ گئے۔ آپؐ نے رات کو وہیں قیام کیا۔ سلمہؓ نے دشمن کے تعاقب کی اجازت چاہی تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ اس وقت تک بنی غطفان کی سرزمین میں پناہ گزیں ہو چکے ہوں گے۔ صبح ہوئی رسول اللہؐ نے فرمایا: ''آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابوقتادہؓ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں'' سلمہؓ کہتے ہیں: ''رسول اللہؐ نے مجھے پیادے اور سوار کا حصہ دیا۔ مدینے واپس آتے ہوئے آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے اپنی گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھا لیا''۔ (ابنِ سعد)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ اللہ حضرت عامرؓ کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں

غزوۂ خیبر میں مرحب یہودی اور صحابی رسول حضرت عامرؓ کے درمیان مقابلہ ہوا۔ دونوں کی تلواریں چلنے لگیں۔ مرحب کی تلوار عامرؓ کی ڈھال میں گھس گئی۔ عامرؓ نے اُس سے بچنے کے لیے ڈھال نیچے جھکائی تو وہ تلوار ان کی پنڈلی پر جا پڑی اور اُس نے ان کی رگ کاٹ دی۔ اسی زخم کے باعث انہوں نے شہادت پائی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار گیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ یہ سُن کر عامر کے بھتیجے سلمہؓ روتے ہوئے رسول اللہؐ کے پاس آئے اور پوچھا۔ ''یا رسول اللہؐ! کیا عامر کا عمل بے کار گیا؟'' فرمایا۔ یہ کس نے کہا؟ سلمہؓ نے بتایا: ''آپؐ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں''۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''جس نے یہ کہا غلط کہا، ان کے لیے تو دہرا ثواب ہے''۔ حضورؐ نے یہ اس وجہ سے کہا کہ جب اسلامی لشکر خیبر کی جانب مارچ کر رہا تھا تو عامرؓ اصحاب رسول کو جوش دلانے کے لیے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے: ''اللہ کی قسم، اگر اللہ نہ ہوتو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے، خیرات نہ کرتے نماز نہ پڑھتے۔ جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا، انہوں نے جب فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔ اے اللہ! ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں۔ اس لیے جب ہم مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ او

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پُرسکون واطمینان نازل فرما۔'' جب عامرؓ یہ اشعار پڑھ رہے تھے تو رسول اللہؐ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامرؓ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے عامر، اللہ تمہاری مغفرت کرے''۔ اس واقعے کے راوی کا کہنا ہے کہ حضورؐ نے جب کبھی کسی شخص کے لیے اُس کی تخصیص کے ساتھ دُعائے مغفرت کی تو وہ ضرور شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہوا۔ (ابنِ سعد)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم دونوں رات بھر بھوکے رہیں گے

ایک دفعہ ایک بھوکا آدمی رسول اکرمؐ کی خدمت میں آیا۔ اور اس وقت کا شانۂ نبویؐ میں پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص آج کی رات اس کو اپنا مہمان بنائے گا خدا تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ یہ سعادت ایک انصاری کو حاصل ہوئی اور وہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کچھ ہے؟ بولیں صرف بچوں کا کھانا، بولے بچوں کو سلا دو اور چراغ کو بجھا دو۔ ہم دونوں رات بھر بھوکے رہیں گے، البتہ مہمان پر ظاہر کریں گے کہ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے فرمایا ''خدا تعالیٰ تمہارے اس حُسنِ سلوک سے بہت خوش ہوا''۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، وصحیح بخاری تفسیر سورۂ حشر)

OO

یہی چادر میرا کفن بنے

ایک دفعہ ایک مسلمان خاتون نے اپنے ہاتھ سے ایک چادر بُن کر آپؐ کی خدمت میں پیش کی۔ آپؐ نے ضرورت مند ہو کر اس کے اس تحفہ کو قبول کر لیا۔ اِسی وقت ایک غریب مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ مجھے عنایت ہو، آپؐ نے اُسی وقت اُتار کر اُن کے حوالہ کر دی، صحابہؓ نے ان کو ملامت کی کہ تم جانتے تھے کہ رسول اللہؐ کو اس کی ضرورت تھی اور آپؐ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے، تم نے کیوں مانگ لی۔ بولے ہاں مَیں نے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکت کے لیے لی ہے کہ یہی چادر میرا کفن بنے۔ (صحیح بخاری باب حسن الخلق والسخاء وباب من استعد الکفن)

ایک دفعہ آپؐ نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت کو بیان کیا ایک بدوی صحابی مجلس میں حاضر تھے، بے تابانہ بولے کہ یارسول اللہؐ یہ جنت کس کو ملے گی؟ آپؐ نے فرمایا جس نے خوش کلامی کی، بھوکوں کو کھلایا۔ اکثر روزے رکھے۔ اور اُس وقت نماز پڑھے جب دُنیا سوتی ہو۔ (ترمذی ماجاء فی قول المعروف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "اچھی بات صدقہ ہے"۔ یعنی جس طرح صدقہ دے کر کسی غریب کی حاجت روائی اور دلجوئی کی جاتی ہے اسی طرح زبان کی مٹھاس سے اس کے زخموں پر پھاہا رکھا جاسکتا ہے اور سچی سعی وسفارش سے اس کو مدد پہنچائی جاسکتی ہے۔

ایک اور صحابی نے پوچھا کہ "یارسولؐ اللہ نجات کیونکر ملے" فرمایا "اپنی زبان پر قابو رکھو، اور تمہارے گھر میں تمہاری گنجائش ہو، اور اپنے گناہوں پر رویا کرو"۔ ایک اور موقع پر ایک صحابیؓ نے پوچھا یارسولؐ اللہ آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا ڈر ہے۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا۔ "اس کا ڈر"۔ (سیرت النبیؐ۔ جلد ششم)

جان لو، جان لو

ابومسعود صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی، جان لو، جان لو، مُڑ کر دیکھا تو حضور اکرمؐ تھے فرمارہے تھے کہ اے ابومسعودؓ! جتنا قابو تم کو اس غلام پر ہے اس سے زیادہ خُدا کو تم پر ہے۔ ابومسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی اس نصیحت کا یہ اثر مجھ پر ہوا کہ میں نے پھر کسی غلام کو نہیں مارا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا سوال بہت بڑا ہے

حضرت براءؓ بن عازب صحابیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدوی نے آپؐ کی خدمت مُبارک میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جس کے کرنے سے بہشت نصیب ہو۔ ارشاد ہوا ''تمہاری تقریر گو مختصر ہے، لیکن تمہارا سوال بہت بڑا ہے، تم جانوں کو آزاد کرو، اور گردنوں کو چھڑاؤ''۔ اُس نے کہا یا رسول اللہؐ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں؟ فرمایا ''نہیں اکیلے اگر کسی کو آزاد کرتے ہو تو یہ جان کا آزاد کرنا ہے اور دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کسی کی آزادی کی قیمت میں مالی مدد دینا گردن چھڑانا ہے، اور لگاتار دیتے رہو، اور ظالم رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو بھوکے کو کھلاؤ، اور پیاسے کو پلاؤ اور نیکی کے کام کرنے کو کہو اور بُرائی کے کام سے باز رہو۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنے آپ کو بھلائی کے سوا اور باتوں سے روکو'' (مستدرک حاکم ج 2 کتاب المکاتب)

عمل

ایک دفعہ حضرت ابو ذرؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتایئے، فرمایا ''جو روزی خُدا نے دی اس میں سے دوسروں کو دے''۔ عرض کی ''اے خُدا کے رسولؐ اگر وہ خود مفلس ہو'' فرمایا ''اپنی زبان سے نیک کام کرے''۔ عرض کی، اگر اس کی زبان معذور ہو، فرمایا ''مغلوب کی مدد کرے''۔ عرض کی ''اگر وہ ضعیف ہو، مدد کی قوت نہ ہو، فرمایا ''جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو، اس کا کام کر دے''۔ عرض کی ''اگر وہ خود ایسا ہی ناکارہ ہو، فرمایا ''اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے''۔ (مستدرک حاکم کتاب الایمان ج 1 صفحہ 163)

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالے سعدؓ کی شادی عرب کے معزز سردار کی خوبصورت بیٹی سے ہوتی ہے

جس سے عشق ہو اُس کی رضا جوئی آدمی کی عادتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ صحابۂ کرامؓ ہر کام میں حضورؐ کے منشا و پسند کو ملحوظ رکھتے تھے اور حضورؐ کی ناراضی سے بے حد گھبراتے تھے۔ مثلاً حضرت سعدؓ بہت سیاہ فام تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اسلام کے جاں نثاروں میں شمار ہونے لگے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ان کی جاں نثاری سے خوش ہو کر فرمایا، سعد! شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھ ایسے کالے کلوٹے اور بدصورت کو لڑکی دینا کون پسند کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ، قبیلہ ثقیف کے سردار سے جا کر کہو مجھے رسول اللہؐ نے بھیجا ہے" مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو۔ سعدؓ نے جا کر پیغام پہنچایا۔ سردار ان کی صورت دیکھ کر بہت برہم ہوا کہ اپنی خوبصورت بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دوں۔ سعدؓ مایوس ہو کر واپس جانے لگے تو پردے کی اوٹ سے آواز آئی، جانے والے ذرا ٹھہر جا، وہ ٹھہر گئے۔ پھر آواز آئی کیا رسول اللہؐ نے تجھے میرے ساتھ نکاح کرنے کو بھیجا ہے، اگر یہ واقعی حضورؐ کا ارشاد ہے تو بسر و چشم قبول ہے۔ اس کے بعد اس سعادت مند بیٹی نے باپ کو سمجھایا آپ نے بہت بُرا کیا کہ رسول اللہؐ کے پیغام پر ناک بھوں چڑھائی اور حضورؐ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ اسلام تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا نام ہے۔ بہتر ہے آپ حضورؐ کی بارگاہ میں جا کر اپنی غلطی کے لیے معافی مانگیں۔ بیٹی کی باتوں کا باپ کے دل پر بڑا اثر ہوا اور بات سمجھ میں آ گئی کہ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی، چنانچہ فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہُوئے۔ حضورؐ نے تسلی دی اور بالآخر کالے سعدؓ کی شادی عرب کے اُسی معزز سردار کی خوبصورت بیٹی سے ہو گئی۔

OO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

- تاریخ اسلام — اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
- سیرۃ النبیؐ — شبلی نعمانی
- تیس (30) پروانے شمع رسالتؐ کے — طالب ہاشمی
- رسولِ رحمتؐ — مولانا ابوالکلام آزاد
- رحمۃ للعالمینؐ — قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پور
- الرحیق المختوم — مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری
- صحابہؓ کرام نمبر — سیارہ ڈائجسٹ
- حیاۃ الصحابہؓ — مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
- رسولؐ نمبر — سیارہ ڈائجسٹ
- قومی ڈائجسٹ — مدینۃ النبیؐ نمبر
- حضرت ابوبکرؓ صدیق اکبر — محمد حسین ہیکل

نوٹ! مرتب اور ناشر نے امکان بھر کوشش کی ہے کہ کوئی لفظ غلط شائع نہ ہو۔ بہر حال یہ کوشش بھی ہر انسانی کوشش کی طرح محدود ہے، لہٰذا قارئین کرام اگر کہیں غلطی محسوس کریں تو ہمیں آگاہ کریں اور ہمارے لیے مغفرت کی دعاء کریں۔ ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ان غلطیوں کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہمارے ادارے کی دیگر کتب

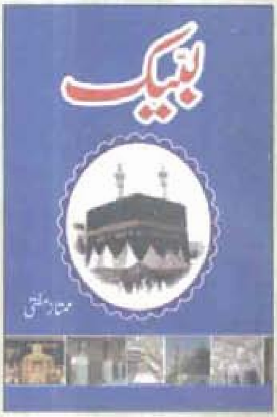

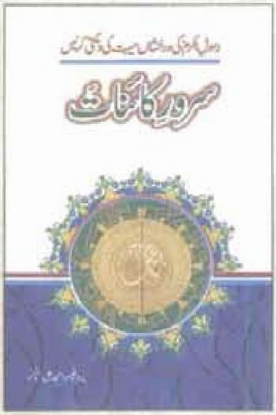

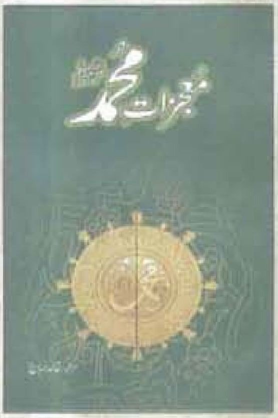

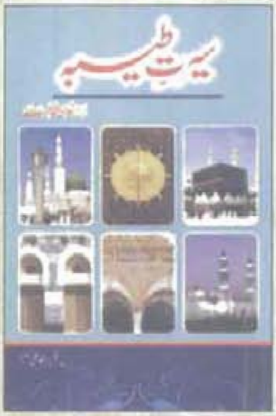

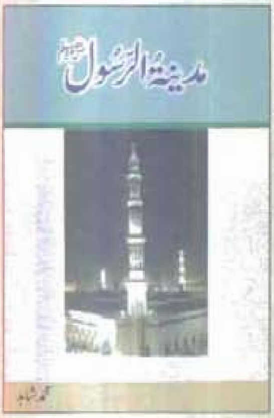

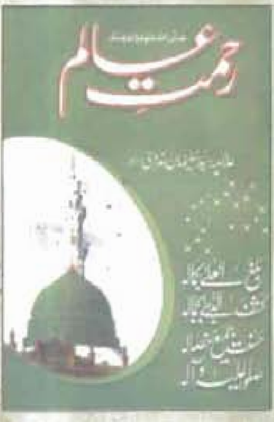

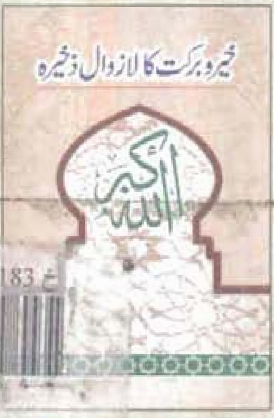

297.648
غ 1183

علم دوست پبلیکیشنز

25 سی لوئر مال لاہور۔ فون: 7325418